مرنے کے بعد کیا بیتی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد اَز وِصال خوابوں میں دیکھے جانے والوں کے کوائف واَحوال
{رحمتِ خداوندی کے بہانے دیکھنے ہوں تو اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں}

زندگی تم نے تو سمجھا نہیں قیمت میری
موت آئے گی تو کر جائے گی مہنگا مجھ کو

مرنے کے بعد کیا بیتی؟

-: تالیف :-

محمد افروز قادری چریا کوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوب افریقہ

بأبِي أنتَ و أمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيکَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : مرنے کے بعد کیا بیتی ؟

موضوع : حسنِ اَعمال سے آراستگی اور ’وطن اصلی‘ کی تیاری

تالیف : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی.................

پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

ایڈیٹر: چراغِ اُردو، ماہانہ اُردو میگزین، ساؤتھ افریقہ

afrozqadri@gmail.com

تصویب : مبلغِ اِسلام علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری مدظلہ

نظر ثانی : فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی - دام ظلہ-

صفحات : دوسو چونسٹھ (۲۶۴)

اشاعت : ۲۰۱۱ء - ۱۴۳۲ھ......ایک ہزار ایک سو (1,100)

قیمت : 90.00/روپے

تقسیم کار : اِدارہ فروغِ اِسلام، چریاکوٹ، مئو، یوپی، انڈیا۔

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّکَ أنْتَ السَّمِيْعُ العَلِيْمُ o

سیدِ کونین، وسیلۂ دارین ﷺ

کے نام

جن کی شفاعت کی بازارِ قیامت میں اُمید ہے

اگر پہچان ہے کوئی تو یہ نسبت کی خوبی ہے
وگرنہ کیا مری اَوقات، کیا نام ونسب میرا

یکے از امیدوارانِ شفاعت
اَبو رفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

خواب کے کینوس پر اُترنے والے چہرے

پیش نوشت

مصلح ملت مبلغ اعظم ہند حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری -دامت برکاتہم العالیہ-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم و اٰله و صحبه أجمعین

بندگانِ خدا کے ساتھ بھلائی، ان کو راہِ راست پر لانا، برائیوں کے راستوں سے بچانا، اور بگڑے ہوؤں کو سدھارنا ایک اَہم فریضہ ہے جو اُمت مسلمہ میں علما ومشائخ پر عائد ہوتا ہے۔ اللہ والوں نے، اور صاحبانِ علم نے اس راہ میں بڑی بڑی مشقتیں جھیلی ہیں، دن کو دن اور رات کو رات نہیں سمجھا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت مہد میں تو سرکار دوعالم ﷺ کی زبان عبرت نشان ہی سب کا مرکز ومحور تھی کہ ان کی شان ہی قرآن مقدس نے یہ بیان کی ہے :

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَکِّيۡهِمۡ o (سورۂ بقرہ:۲/۱۲۹)

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران دعا کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا تھا :

> اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرمادے۔ (کنزالایمان)

پھر جب رسولِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم رنگ وبو میں تشریف لے آئے تو قرآن نے اُن کی صفت بھی یہی بیان فرمائی :

لَقَدْ مَنَّ اللّٰـهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولاً مِنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ o (سورۂ آل عمران:۱۶۴/۳)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جوان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا اور انھیں کتاب وحکمت سکھا تا ہے۔(کنزالایمان)

غرضیکہ قرآن کریم کی تلاوت اور تعلیم کتاب وحکمت کے ساتھ تزکیہ قلوب بھی پیغمبر کے مناصب جلیلہ میں ہے تو جس طرح تعلیم کی ذمہ داری سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد علمائے دین پر عائد ہوتی ہے ویسے ہی تزکیہ قلوب کی ذمہ داری صوفیہ کرام پر ہے؛ چنانچہ ہمیشہ سے یہ فریضہ صوفیہ کرام-جن کو پاکانِ اُمت سے بھی یاد کیا جاتا ہے- انجام دیتے رہے ہیں۔کہیں زبانی طور سے اس پر عمل ہوتا رہا تو کہیں تحریر کے ذریعہ۔تحریری طور پر جو کام ہوا اس کے ثبوت کے لیے کتب تصوف کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں یہ چند نام بہت نمایاں ہیں :

کتاب اللمع فی التصوف	شیخ ابونصر سراج	م:۳۷۸ھ
الرسالة القشيرية	شیخ ابوالقاسم قشیری	م:۴۶۵ھ
كشف المحجوب	حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری	م:۴۶۵ھ
احياء علوم الدين	اور دیگر تصانیف امام غزالی	م:۵۰۵ھ
عوارف المعارف	شیخ شہاب الدین سہروردی	م:۶۳۲ھ
تذكرة الاولياء	شیخ فریدالدین عطار	م:۶۷۷ھ
روض الرياحين	شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی	م:۷۶۸ھ
مكتوبات يحيىٰ منيرى	مخدوم بہار شیخ احمد یحییٰ منیری	م:۷۸۲ھ

نفحات الانس	عبدالرحمٰن ابن احمد جامی	م:۸۹۸ھ
تنبیہ المغترین	امام عبدالوہاب شعرانی	م:۹۷۳ھ
مکتوبات مجدد الف ثانی	امام ربانی شیخ احمد سرہندی	م:۱۰۳۵ھ
سبع سنابل	میر سید عبدالواحد بلگرامی	م:۱۰۱۷ھ
لطائف اشرفی	شیخ نظام الدین یمنی وغیرہ۔	

ان کتابوں میں تصوفانہ نکات بھی ہیں اور اقوالِ صالحین بھی، نیز بزرگانِ دین کی حکایات وکرامات بھی۔ ہر باب میں عبرت وموعظت کے ہزاروں موتی چھپے ہوئے ہیں، اور ہر موتی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی چمک دمک سے آنکھوں کو خیرہ کرنے والے۔انھیں حکایات وواقعات کا ایک گوشہ وہ واقعات ہیں جو اس دنیا سے کوچ کرنے والوں کے اُخروی انجام سے تعلق رکھتے ہیں جن کا علم اس دنیا میں رہنے والوں کو صرف خوابوں کے ذریعہ ہوا، اور ان عبرت آموز خوابوں کو اہل علم نے اپنی کتابوں میں درج کردیا۔ یہ واقعات تذکرے اور تصوف کی کتابوں میں منتشر ہیں۔ اُردو کے علاوہ کسی اور زبان میں ہوسکتا ہے ان کا کوئی مجموعہ تحریری شکل میں موجود ہو لیکن میرے علم میں اُردو کا دامن ابھی تک اس طرح کے واقعات پر مشتمل مجموعے سے خالی ہے؛ مطلب یہ کہ کتابوں میں جستہ جستہ اور ضمنی طور پر تو خواب کے واقعات مل جاتے لیکن یکجا کتابی شکل میں نہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''پس مرگ کیا بیتی؟'' میں انھیں واقعات کو ایک لڑی میں پرودیا گیا ہے۔ ہر ہر واقعہ اور مرنے والوں کی ایک ایک بات' عبرت آموز اور نصیحت خیز ہے۔ذہن ودماغ کو جھنجھوڑنے اور انقلاب لانے والی ہے۔ پڑھتے پڑھتے کہیں کہیں آپ اَشک بار ہوجائیں گے تو کہیں تبسم زیرلب سے شادکام ہوتے نظر آئیں گے۔

یہ واقعات ہمیں اپنی اِصلاح کی دعوت دیتے ہیں اور آخرت کی یاد بھی دلاتے

ہیں۔ اپنے عمل کے محاسبے پر بھی اکساتے ہیں اور رحمت خداوندی سے مایوسی کے اندھیروں سے بھی چھٹکارا دلاتے ہیں۔

آدمی دنیا میں رہ کر بالعموم موت اور فکر آخرت سے غافل رہتا ہے۔ قبر کی یاد بھی ہمیں کبھی نہیں ستاتی، نتیجے کے طور پر ہمارا سارا وجود غفلتوں اور گناہوں میں لت پت ہو جاتا ہے اور اچانک موت آ دبوچتی ہے۔ ہمیں توبہ کی بھی مہلت نہیں ملتی جو بہت بڑا اور عظیم خسارہ ہے اور ایسا خسارہ کہ اس کی تلافی مرنے والا مرنے کے بعد کر ہی نہیں سکتا۔ سوائے اس کے کہ رحمت خداوندی کسی بہانے اس کی طرف متوجہ ہو جائے، یا وہ کوئی ایک ہی اُدا ہماری پسند فرمالے، یا وارثین و محبین ایصال ثواب اور صدقات کی سوغات سے نواز کر جاں بخشی کے اَسباب فراہم کر دیں؛ لہٰذا ایسی کتابوں کا ہمارے مطالعے میں ہونا ضروری ہے۔ اس سے عاقبت سنورتی ہے، نیکیوں کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، گناہوں سے توبہ کی توفیق ملتی ہے، اور قبر کی یاد آتی ہے۔

عزیزی مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی -حفظہ ربہ وزید مجدہ- نے اسے بڑی محنت اور عرق ریزی سے تقریباً دو سو کتابوں سے اَخذ کر کے مرتب کیا ہے، جن میں اکثر کتابیں عربی کی ہیں۔ ترجمہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے اور ساتھ ہی شیریں وشگفتہ بھی۔ ضرورت تھی کہ ہر حکایت کے بعد ایک نتیجہ خیز تبصرہ ہوتا؛ مگر اس سے کتاب زیادہ ضخیم ہو جاتی شاید اسی لیے فاضل مرتب نے اس کو نظر انداز کر دیا۔ ویسے ہر ذی فہم ان واقعات کو پڑھ کر خود ہی نتیجہ نکال سکتا ہے۔ دعا ہے کہ مولا عزوجل اس عبرت آموز کتاب کو مقبول بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری

المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ، انڈیا (۲۷۶۴۰۴)

خادم: دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو، یوپی، انڈیا (۲۷۶۱۲۹)

۱۱؍صفر المظفر ۱۴۳۱ھ......مطابق: ۲۷؍جنوری ۲۰۱۰ء

مُقدّمۃ

'خواب و اِلہام' کا اِسلامی تصور

اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین، ہمارا معبودِ حقیقی اور خالق و مالک ہے۔ یہ کائناتِ ارضی وسماوی اور جو کچھ اس میں ہے اسی کا بنایا ہوا ہے۔ وہ رحمٰن ورحیم اپنے بندوں کو کیسے کیسے نوازتا ہے اور اُن پر کس قدر مہربان ہے اس کا پورا بیان کسی سے کہاں ہوسکتا ہے!۔ اس کی کمالِ معرفت کسے نصیب !!۔ کتنے اچھے ہیں وہ لوگ جو اُس کی حمد وثنا کرتے رہتے ہیں اور اُس کی شکر گزاری میں لگے رہتے ہیں۔

اُس مالک ومولا کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے ایمان جیسی بیش بہا نعمت ہمیں اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ عطا فرمائی۔ ہمیں رب العزت جل مجدہ کی پہچان بھی رسولِ گرامی وقار ﷺ کی بدولت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے سب سے آخری اور سب سے پیارے رسول (ﷺ) مقصودِ دوعالم اور وجہ تخلیقِ کائنات ہیں۔ وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ تمام نعمتیں ہمیں انہی کے طفیل ملی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پایاں شکر واحسان ہے کہ اس نے اپنے سب سے افضل واعلیٰ اور خیر الخلائق رسولِ اکرم ﷺ کا ہمیں امتی اور غلام بنایا، اسی نسبت کو ہم اپنا بہت بڑا اِعزاز سمجھتے ہیں۔ دین ودنیا کی ہر بھلائی اور دنیوی واُخروی ہر کامیابی ہمارے لیے اسی نسبت کی پابندی اور پختگی میں ممکن ہے، اور اسی نسبت کی قدر میں ہماری نجات کی ضمانت ہے۔

نبی آخر الزماں، فخر کون ومکاں حضور شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مقدس ومطہر اہل بیت، معزز ومکرم اصحاب اور ان کی امت کے برگزیدہ اولیا وعلماے حق کی محبت وعقیدت اور تعظیم وتکریم ہمارا اِیمانی اور روحانی سرمایہ ہے یہی وابستگیاں ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انساں کی راہ نمائی کے لیے رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پیکرِ ہدایت اور سراپا رحمت بنا کر اس عالم رنگ و بو میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی آمد سے نظامِ نبوت کے بپا کیے جانے کا مقصد پورا ہو گیا اور آپ کی بعثت سے سلسلہ رسالت کے قیام کی غرض و غایت مکمل ہو گئی؛ سو ضروری تھا کہ اب بابِ رسالت کسی بھی نئی بعثت کے لیے بند کر دیا جائے اور ختمِ نبوت کا دائمی اِعلان کر دیا جائے تاکہ صبحِ قیامت تک جملہ اَدوار و زمن، رسالتِ محمدی کے زیرِ سایہ رہیں اور آئندہ تمام اِنسانی نسلیں فیضانِ سیرتِ محمدی سے پرورش پائیں؛ چنانچہ حضورِ ختمی مرتبت علیہ السلام کے اس اِرشادِ پاک نے دروازۂ نبوت پر ہمیشہ ہمیش کے لیے قفل چڑھا دیا :

أنا خاتمُ النبيينَ لا نبيَّ بعدي . (۱)

یعنی میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی نبی کو نہیں آنا ہے۔

نیز یوں بھی آیا ہے :

ذهبت النبوة و بقيت المبشرات . (۲)

یعنی سلسلہ نبوت تو بند ہو چکا ہے، البتہ اِلہام و بشارت کا سلسلہ قائم رہے گا۔

---

(۱) سنن ابوداؤد: ۱۱/۳۲۲ حدیث: ۳۷۱۰...... سنن ترمذی: ۸/۱۵۶ حدیث: ۲۱۴۵...... مشکوٰۃ المصابیح: ۳/۱۷۳ حدیث: ۵۴۰۶...... مسند احمد: ۴۵/۳۷۶ حدیث: ۲۱۳۶۱...... مستدرک حاکم: ۱۹/۲۷۵ حدیث: ۸۵۰۹...... معجم کبیر طبرانی: ۳/۲۷۸ حدیث: ۲۹۵۵...... دلائل النبوۃ بیہقی: ۷/۴۸۲ حدیث: ۲۹۰۱...... صحیح ابن حبان: ۲۷/۴۶۹ حدیث: ۶۸۳۸...... مشکل الآثار طحاوی: ۶/۴۴۷ حدیث: ۲۴۸۳...... السنن الواردہ فی الفتن: ۲/۲۰ حدیث: ۴۴۵...... دلائل النبوۃ اصبہانی: ۲/۵۹ حدیث: ۴۴۵...... مسند رویانی: ۲/ ۲۲۷ حدیث: ۶۱۱...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۳/ ۳۴۳...... کنز العمال: ۱۱/ ۳۶۷ حدیث: ۳۱۷۶۱...... مسند جامع: ۷/۲۰۱ حدیث: ۲۰۷۱...... روضۃ المحدثین: ۷/۲۴۶ حدیث: ۳۰۲۱۔

(۲) سنن ابن ماجہ: ۱۱/۳۷۰ حدیث: ۳۸۸۶...... مسند احمد: ۵۵/۱۱۷ حدیث: ۲۵۸۹۰...... سنن دارمی: ۶/۳۸۰ حدیث: ۲۱۹۳...... صحیح ابن حبان: ۲۵/ ۱۴۳ حدیث: ۶۱۵۴...... مشکل الآثار طحاوی: ۵/۱۶۳ حدیث: ۱۸۱۲...... کنز العمال: ۱۵/۳۷۶ حدیث: ۴۱۴۵۳...... مسند جامع: ۵۳/ ۱۳ حدیث: ۱۷۷۴۲...... تحفۃ الاشراف: ۱۱/۴۱۰ حدیث: ۱۸۳۴۸...... روضۃ المحدثین: ۷/۱۷۱ حدیث: ۲۹۴۶۔

لن یبقیٰ بعدي من النبوةِ إلا المبشراتُ ؛ فقالوا و ما المبشراتُ یا رسول اللّٰه قال الرؤیا الصالحةُ یراها الرجل الصالح أو تُری له ، جزءٌ من ستة و أربعین جزء اً من النبوة. (۱)

یعنی میرے بعد نبوت باقی نہیں رہے گی، ہاں! بشارتیں ہوتی رہیں گی۔ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! بشارتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: سچے خواب کہ کوئی نیک بندہ آپ دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔ (اور تم پر یہ واضح ہوجانا چاہیے کہ) سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں۔

إن الرسالةَ و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي قال فشق ذلک علی الناس ؛ فقال لکن المبشرات قالوا یا رسول اللّٰه و ما المبشرات قال رُؤیا المسلم و هي جزءٌ من أجزاءِ النبوة . (۲)

یعنی رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہوگیا؛ اس لیے اب میرے بعد کوئی رسول و نبی نہیں ہوگا۔ لوگوں کو یہ بات گراں معلوم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مگر بشارتیں ہوں گی۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بشارتیں کیا ہوتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک مومن کا خواب۔ اور یہ نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

---

(۱) موطا امام مالک: ۲۸/۶ حدیث: ۱۵۰۶...... کنز العمال: ۳۶۸/۱۵ حدیث: ۴۱۴۰۸...... صحیح بخاری: ۲۱/ ۳۴۱ حدیث: ۶۴۷۵...... مشکوٰۃ المصابیح: ۵۴۳/۲ حدیث: ۴۶۰۶...... معجم کبیر طبرانی: ۲۹۷/۳ حدیث: ۲۹۷۹...... شعب الایمان بیہقی: ۲۶۷/۱۰ حدیث: ۴۵۶۳...... شرف اصحاب الحدیث خطیب بغدادی: ۲۷۳/۱ حدیث: ۲۲۱...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۲۵۱/۳...... کشف الخفاء : ۴۱۸/۱ حدیث: ۱۳۴۱...... مسند جامع: ۱۷۵/۵۱ حدیث: ۱۷۰۷۹...... تحفۃ الاشراف: ۴۱۰/۱۱ حدیث: ۱۳۱۶۰۔

(۲) سنن ترمذی: ۲۳۰/۸ حدیث: ۲۱۹۸...... مسند احمد: ۳۶۹/۲۷ حدیث: ۱۳۳۲۲...... مستدرک حاکم: ۵۸/۱۹ حدیث: ۸۲۹۲...... کنز العمال: ۳۶۷/۱۵ حدیث: ۴۱۴۰۷...... مسند الجامع: ۸۵/۴ حدیث: ۱۱۷۰۔

إن الـرؤيـا ثلاث، منها أهاويل من الشيطان ليحزن بها ابن آدم، و منها ما يهم به الرجل في يقظته فيراه في منامه، ومنها جزء من ستة و أربعين جزءا من النبوة . (١)

یعنی خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک تو شیطانی خرافات وواہیات پر مشتمل ہوتا ہے اور جس کا مقصد اِنسان کو پریشان کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ دوسرا انسان' بیداری میں جن چیزوں کے پیچھے پڑا ہوتا ہے وہی خواب میں بھی نظر آ جاتی ہیں۔اور تیسرا نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔

الـرؤيـا الـصـالـحة مـن اللّٰه فإذا رأى أحدكم ما يحب فلا يـحـدث إلا مـن يـحـب و إذا رأى ما يكره فليتفل عن يساره ثـلاثا و ليتعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم و شرها و لا يحدث بها أحدا فإنها لا تضر . (٢)

یعنی اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔اگر کسی کو اچھا خواب نظر آ جائے تو بس اپنے کسی رازداں دوست ہی سے اس کا تذکرہ کرے۔اور اگر کوئی بری چیز خواب میں نظر آئے تو بائیں طرف منہ کر کے تین مرتبہ تھوکے اور شیطان رجیم کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔جب تک وہ کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے گا اس برے خواب کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔

---

(١) سنن ابن ماجہ: ٣٨٣/١١ حدیث: ٣٨٩٧ ......کنز العمال: ٣٦٦/١٥ حدیث: ٤٣١٩٩ ...... موسوعۃ اطراف الحدیث: ٣٣٤/١ ٧٠ حدیث: ٦٩٩٧٤ ...... مسند جامع: ٣٢٦/٣٣ حدیث: ١٠٩٤٧ ...... موسوعۃ التخریج: ٦٥٦٢/١ حدیث: ٦١٥٩٣۔

(٢) صحیح بخاری: ٤٢٩/٢١ حدیث: ٦٥٢٢ ...... صحیح مسلم: ٣٥١/١١ حدیث: ٤١٩٨ ......شعب الایمان بیہقی: ٢٧٤/١٠ حدیث: ٤٥٧٠ ...... سنن دارمی: ٢٨٥/٦ حدیث: ٢١٩٧ ...... صحیح ابن حبان: ١٦٥/٢٥ حدیث: ٦١٤٥ ...... مسند طیالسی: ١٦٦/٢ حدیث: ٦٢٨ ...... مسند ابن جعد: ٤٤٦/٣ حدیث: ١٢٧٧ ...... مسند جامع: ٤٠٠/٣٨ حدیث: ١٢٥٥٤ ......موسوعہ اطراف الحدیث: ٩٢٦٧٤/١ حدیث: ٩١٩٥٤۔

مـن رأى رؤيـا تـعـجبـه فـليحدث بها فإنها بشرى من اللّٰه عـزوجـل و مـن رأى رؤيا يكرهها فلا يحدث بها و ليتفل عن يساره و يتعوذ باللّٰه من شرها . (١)

یعنی جسے کوئی خوش کن اور دل افروز خواب نظر آئے تو چاہیے کہ اس کا چرچا کرے؛ کیوں کہ وہ اللہ کی طرف سے مژدۂ جاں فزا ہوتا ہے۔ اور جو کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کسی سے اس کا ذکر نہ کرے اور اپنی بائیں طرف تھوک کر اس کے نقصانات سے اللہ کی پناہ مانگے۔

الـرؤيـا الـصـالـحة بشرى و هي جزء من سبعين جزء ا من النبوة . (٢)

سچے خواب بشارت ہوتے ہیں، اور وہ نبوت کے حصوں میں سترواں حصہ ہوتے ہیں۔

بعض مفسرین نے فرمانِ الٰہی: ” **لَهُمُ الْبُشْرىٰ فِي الحَيَاةِ الدُّنيَا** “ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد مومن کے سچے خواب ہیں (٣)۔ حضرت ابن جریر طبری نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول نقل فرمایا ہے :

هـي الـرؤيـا الـحسنة يراها العبد المسلم لنفسه أو لبعض إخوانه . (٤)

---

(١) مسند احمد:۱۲۵/۴۶حدیث: ۲۱۵۸۵...... التبویب الموضوعی للاحادیث: ۱/ ۲۲۱۱۱...... مسند جامع: ۳۹۹/۳۸حدیث:۱۲۵۵۴......موسوعۃ اطراف الحدیث:۲۶۶۵۱۴/۱حدیث:۲۶۶۲۷۴۔

(٢) مسند بزار: ۲۶۳/۵حدیث: ۱۶۴۸......مجمع الزوائد ومنبع الزوائد: ۵۱/۵......موسوعۃ اطراف الحدیث: ۹۲۶۵۱/۱حدیث:۹۱۹۳۱......معجم کبیر طبرانی:۱۴۳/۸حدیث:۸۹۵۹۔

(٣) تفسیر طبری:۱۳۸/۱۵حدیث:۱۷۷۴۸۔

(٣) العاقبۃ فی ذکر الموت:۲۲۱/۱۔

یعنی اس سے مراد سچا خواب ہے۔ جسے ایک بندۂ مسلم یا تو خود اپنی بابت ملاحظہ کرتا ہے یا اپنے کسی دوست آشنا کے بارے میں دیکھتا ہے۔

الفاظ و بیان کے ذرا ذرا سے اختلاف کے ساتھ رویا صالحہ کے حوالے سے بہت سی اَحادیث کتب متون میں وارد ہوئی ہیں مگر سردست مقصود یہ سمجھانا ہے کہ اس دنیا میں اب کوئی نبی و رسول تو آنے والا نہیں ؛ کیوں کہ سلسلہ نبوت آقاے گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا؛ تاہم بشارات و اِلہامات ہوتے رہیں گے اور سچے خواب مومنوں پر اُترتے رہیں گے، جن کے ذریعہ لوگوں کی ہدایات وضروریات کا سامان تا قیام قیامت ہوتا رہے گا۔

بعض احادیث میں رؤیا صالحہ کو نبوت کا سترواں بعض میں چوالیسواں اور بعض میں اُنچاسواں حصہ بھی فرمایا گیا ہے۔ شارحین حدیث بالخصوص امام قرطبی نے ان کے درمیان بہترین تطبیق دی ہے۔ (تفصیل کے لیے تفسیر قرطبی دیکھیں)۔

ہمارا مقصود چوں کہ الہام و بشارت اور سچے خوابوں ہی کو بیان کرنا ہے؛ اس لیے چاہتے ہیں کہ سردست رؤیا صالحہ کی کچھ مثالیں آپ کے روبرو رکھ دیں؛ کیوں کہ کچھ لوگوں کی طبع پارسا اور عقل نارسا اِس حقیقت کو قبول کرنے سے گریز کرتی ہے؛ مگر سچی بات یہ ہے کشف و اِلہام اور مومن کے سچے خواب' کتاب وسنت سے ثابت اور اُمت و اکابرین ملت کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔

اس موقع پر یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی نے خواب دیکھے بغیر ہی خواب بیان کرنا شروع کردیا تو اسے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان فراموش نہیں کرنا چاہیے :

من كذب في الرؤيا متعمدا فليتبوأ مقعده من النار . (۱)

---

(۱) مسند احمد بن حنبل: ۴۱/۳ حدیث: ۱۰۳۵......مسند جامع: ۱۷/۴/۳۱ احدیث: ۱۰۲۵۳...... موسوعۃ اطراف الحدیث: ۲۷۳۱۴۵/۱ حدیث: ۲۷۲۳۰۵......موسوعۃ التخریج: ۱۶/۱۔

یعنی جس نے خواب بیان کرنے میں عمداً جھوٹ سے کام لیا تو اسے جہنم میں اپنا ٹھکانہ تیار کر لینا چاہیے۔

آمدم برسرِ مطلب

جب ایک مردِ مرتاض کے ظاہری حواس وقویٰ مجاہدات کی شدت و کثرت کی وجہ سے مضمحل ہو جاتے ہیں تو جوہرِ عقل؛ قوی ہو کر مورِدِ نورِ الٰہی ہو جاتا ہے، پھر اس نور کی تائید سے چیزوں کی حقیقتیں بالکل ویسی ہی معلوم ہونے لگتی ہیں جیسی واقع اور نفس الامر میں ہوتی ہیں، اہلِ علم اس کو کشف سے تعبیر کرتے ہیں۔ کچھ ایسے ہی دلِ بینا رکھنے والوں کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے :

اتَّقُوا فِرَاسَةَ المُومِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ . (۱)

یعنی مردِ مومن کی فراست سے ہوشیار رہو؛ کیوں کہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔

رویاے صالحہ اور سچے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں جزو کہا گیا ہے؛ لہٰذا کشف و الہام اور مناماتِ صالحہ کو یکسر رد کر دینا اہل ایمان کا کام نہیں اور یہ اَربابِ دانش و بینش کی شان سے بھی بعید تر ہے۔

---

(۱) سنن ترمذی:۱۰/۳۹۹حدیث:۳۰۵۲......معجم کبیر طبرانی:۷/۱۰۹حدیث:۷۳۶۹......معجم اوسط طبرانی:۷/ ۳۵۲حدیث:۳۳۸۲......مسند شامیین:۶/۱۷۳حدیث:۲۰۱۱......مسند شہاب قضاعی:۳/۴۰حدیث: ۶۲۲......الاربعون علی مذہب المتحققین من الصوفیہ اصبہانی:۱/۹۳حدیث:۵۴......الزہد الکبیر بیہقی:۱/ ۳۷۴حدیث:۳۷۰......الضعفاء الکبیر عقیلی:۸/۹۵حدیث:۱۸۵۶......جامع بیان العلم وفضلہ ابن عبد البر:۲/۳۳۵حدیث:۷۸۵......معجم الشیوخ ابن جمیع صیداوی:۱/۳۸۷......مجمع الزوائد ومنبع الزوائد:۴/ ۴۸۶......کنز العمال:۱۱/ ۸۸حدیث: ۳۰۷۳۰ ......مسند جامع: ۱۳/ ۲۹۴حدیث: ۴۱۸۰......تخریج احادیث الاحیاء:۶/۲۴۹حدیث:۲۶۰۰......بحوالہ:انوار ساطعہ مسہل ومحقق:۳۶۹۔

آپ دیکھیں کہ حضرت خضر کو بعضوں نے نبی مانا ہے؛ مگر تفسیر معالم التنزیل وغیرہ کی شہادت کے مطابق اکثر اہل علم کے نزدیک وہ نبی نہیں بلکہ ولی اور یکے از مقربانِ بارگاہِ الٰہ ہیں۔ پھر دیکھئے کہ محض کشف و الہام پر عمل کر کے انھوں نے مسکینوں کی کشتی بھی توڑ ڈالی، اور ایک نوخیز لڑکے کی جان بھی لے لی!۔

یوں ہی حضرت موسیٰ -علیہ السلام- کی والدہ ماجدہ بالاتفاق نبی نہیں تھیں۔ انھوں نے اپنے بیٹے (موسیٰ) کو تابوت میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا اور یہ فعل کسی کو ہلاک کر دینے کے قریب ہے لیکن چوں کہ آپ نے بالہام الٰہی کیا؛ اس لیے آپ کا دامن بے غبار ہے۔اس طرح کے واقعات' قرآن کریم میں موجود ہیں۔

اگر کسی کے دل میں یہ وسوسہ و خیال پیدا ہو کہ یہ تو گزشتہ شریعتوں کی باتیں ہوئیں تو لیجیے اب اَصحابِ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- کا حال سنیے۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الکرامات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے :

لما أرادوا غسلَ النبي ﷺ قالوا : لا ندري أ نُجرِّدُ رسولَ اللّٰه ﷺ من ثيابه كما تُجَرد موتانا أم نغسله و عليه ثيابُه ؟ فلما اختلفوا ألقى اللّٰه عليهم النومَ حتىٰ ما منهم رجلٌ إلا و ذَقنُه في صدره ثم كلمهم مكلِّمٌ من ناحية البيت لا يدرون من هو؟ اغسلوا النبي ﷺ و عليه ثيابه فقاموا فغسلوه و عليه قميصه يَصُبُّون الماء فوق القميص و يُدلِّكُونَه بالقميص .(۱)

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح:۳/۲۹۳حدیث:۵۹۴۸......سنن داؤد:۸/۴۲۱حدیث:۲۷۳۳......مسند احمد:۵۳/ ۲۶۰ حدیث: ۲۵۱۰۲...... دلائل النبوۃ بیہقی: ۸/ ۳۶۹حدیث: ۳۱۹۶......منتقی ابن جارود: ۲/ ۱۷حدیث:۵۰۲......مسند جامع:۴۹/۳۷۱حدیث:۱۶۴۳۴۔

یعنی رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-کے غسل وفات کے وقت صحابہ کرام سوچنے لگے کہ جسم مبارک سے کپڑے اُتار کر غسل دیں یا کپڑوں کے ساتھ ہی۔ جب اس سلسلہ میں لوگوں کی رائیں مختلف ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے سب کی آنکھوں پر نیند طاری کردی۔خواب میں انھوں نے دیکھا کہ گھر کے گوشہ میں کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تم لوگ نبی کریم-صلی اللہ علیہ وسلم-کو کپڑوں سمیت غسل دو؛ چنانچہ وہ نیند سے جاگے (۱) اور کپڑے کے اوپر سے آپ-صلی اللہ علیہ وسلم-کو غسل دیا۔

اب دیکھئے کہ صحابہ کرام نے بھی یہ عمل اِلہام منامی پر کیا ہے اور پھر صحابہ کے بعد فقہا و محدثین نے بھی بہت سے اِلہامات پر عمل کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی ''مکتوبات'' میں اس کی بابت ایک سوال و جواب میں لکھتے ہیں :

سوال: چوں دین بہ کتاب وسنت کامل گشت بعداز کمال بہ الہام چہ احتیاج بود و چہ نقصان ماندہ کہ بالہام کامل گردد۔

یعنی اگر کتاب وسنت کے ذریعہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے تو اب اس کمال کے بعد الہام کی کیا حاجت رہ جاتی ہے اور دین کے اندر ایسا کون سا نقص رہ گیا ہے جس کو الہام کے ذریعہ پورا کیا جائے ؟۔

جواب: الہام مظہر کمالات خفیہ دین است نہ مثبت کمالات زائدہ در دین چنانچہ اجتہاد مظہر احکام است الہام مظہر دقائق واسرار است کہ فہم اکثر مردم ازاں کوتاہ است ہر چند در اجتہاد والہام فرق واضح است کہ آں مستند بخالق راست-جل سلطانہ-پس در الہام یک قسم اصالت پیدا شد کہ در اجتہاد نیست الہام شبیہ اعلام نبی است کہ ماخذ سنت است چنانچہ بالا گذشت اگرچہ الہام ظنی ست وآں اعلام قطعی۔انتہیٰ۔

(۱) اِس حدیث میں لفظ 'قاموا' کا ترجمہ اِمام زرقانی نے شرح مواہب میں ' انتبھوا من النوم ' یعنی ''نیند سے بیدار ہونا'' کیا ہے، اور یہی مقتضائے عبارت بھی ہے۔ -چریا کوٹی-

یعنی اِلہام؛ دین کے کمالاتِ خفیہ کا مظہر ہوتا ہے نہ کہ دین کے کمالاتِ زائدہ کا۔ جس طرح اِجتہاد؛ مظہرِ احکام ہے اسی طرح اِلہام اُن دقائق و اسرار کو منکشف کرتا ہے جن تک اکثر لوگوں کی رسائی نہیں ہو پاتی۔ اگرچہ اِجتہاد واِلہام میں بیّن فرق ہے کہ یہ خالق مطلق کی طرف سے ہوتا ہے، تو الہام کے اندر اصالت کی ایک ایسی صورت پیدا ہوگئی جو اجتہاد میں نہیں۔ الہام اِعلام نبی کے مشابہ ہوتا ہے جس کا ماخذ سنت ہے- جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے- گرچہ اِلہام ظنی ہے اور وہ اِعلام قطعی۔

یوں ہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی- رحمہ اللہ- نے ''مدارج النبوّۃ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر خواب میں حضور- صلی اللہ علیہ وسلم- سے کوئی بات از قسم اَحکام سنے تو اس پر عمل نہ کرے؛ لیکن اس کی وجہ یہ نہیں کہ رسول اللہ- صلی اللہ علیہ وسلم- کی رؤیت میں شک وشبہہ ہے بلکہ یہ اِس سبب سے ہے کہ خواب دیکھنے والے کا ضبط مفقود ہے۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ احکام شرعیہ سے ہماری مراد وہ اَحکام ہیں جو دین کی قرار داد کے خلاف ہوں اور اگر وہ ایسے نہیں تو ان کے قبول کرنے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ اصل عبارت یوں ہے :

> ومراد احکام شرعیہ کہ مخالف قرارداد دین ست و اِلا بعضے علوم کہ نہ ازیں قبیل باشد در قبول آں وعمل بداں خلافے نخواہد بودہ بسیارے از محدثین تصحیح احادیث کہ مروی است از حضرت وی نمودہ عرض کردہ کہ یا رسول اللہ فلاں ایں حدیث از حضرت تو روایت کردہ است پس فرمود آں حضرت نعم اَولا ، و در رؤیت کہ در یقظہ است بعضے مشائخ نیز ہم چنیں استفادہ علوم نمودہ اند۔

یعنی احکام شرعیہ سے ہماری مراد یہ ہے کہ جو دین کے قرار داد کے مخالف نہ ہوں۔ ورنہ بعض علوم کہ جو اس قبیل سے نہیں ہیں ان کو بھی قبول کر کے انھیں جامہ عمل پہنا دیا گیا ہے۔ اور بہت سے محدثین نے نبی کریم- صلی اللہ علیہ وسلم- سے مروی صحیح احادیث کے سلسلہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا فلاں حدیث آپ

سے مروی ہے؟ تو نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے فرمایا ہاں یا نہیں۔ اور عالم بیداری میں جو رؤیت ہوتی ہے اس سے بھی بعض مشائخ نے استفادہ کیا ہے۔

اِسی طرح مفسر قرآن صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی نے بھی لکھا ہے کہ عالم رؤیا میں بہت سے علما و مشائخ نے حضور اقدس -صلی اللہ علیہ وسلم- سے حدیث حاصل کی ہے۔ اور اُمت کے بعض صالحین کے خواب پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ طریقۂ اَذان' صحابہ کرام کو بذریعہ خواب ہی اِلقا ہوا تھا۔ اور پھر شیخ ابن قیم الجوزیہ نے اپنی کتاب ''الروح'' کے اندر تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ مومنوں کے خوابوں کا اِجماع' اِجماعِ اُمت کے مثل ہے۔

مذکورہ بالا واقعات اور اِستشہادات سے معلوم ہوا کہ کشف و اِلہام اور رویاے صالحہ اِسلامی چیزیں ہیں۔ اور خواب میں اہل ایمان کو بہت سی چیزوں پر مطلع کر دیا جاتا ہے۔ بس اسی تناظر میں ہم نے یہ کتاب مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنی ناقص تلاش و تحقیق کے بعد جتنے واقعات نظر افروز ہوئے انھیں حوالوں کے ساتھ پوری دیانت داری سے سپردِ قرطاس کر دیا ہے۔ اس اُمید پر کہ شاید یہ واقعات و منامات' دل کی دنیا میں صالح انقلاب لانے کا سبب بن جائیں ـــــ روح کے موسم خزاں کو خوفِ خدا کی بادِ بہاریوں سے آشنا کر دیں ـــ فکر آخرت کی لو تیز کر دیں ـــ سوچوں کے رُخ بدل دیں ـــ عمل خیر کی سمت متعین کر دیں ـــ گناہوں پر بند باندھ دیں ـــ اور آپ کو قبر و حشر کی سچی تیاریوں میں مشغول کر دیں۔

اَخیر میں میں صمیم قلب سے مشکور ہوں مناظر اعظم ہند، فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی -دام ظلہ العالی- کا جنھوں نے کیپ ٹاؤن وزِٹ کے دوران میری تقریباً اکثر کتابوں کے مقدمے اور بعض کتابوں کے چیدہ چیدہ مقامات ملاحظہ فرمائے، اور اظہارِ مسرت کرتے ہوئے اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا...... یوں ہی شکر و سپاس کے گلدستے بصد خلوص مرشد گرامی قدر، مبلغ اعظم ہند حضور علامہ محمد عبد

المبین نعمانی قادری رضوی -دامت برکاتہم القدسیہ- کی بارگاہ میں بھی نذر ہیں جنھوں نے اپنی ہمہ گیر مصروفیات اور پیہم پروگرامات کے باوصف اس کتاب کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرما کر اسے پایۂ اعتبار عطا کیا، اپنے مفید مشوروں سے نوازا، میری حوصلہ افزائی فرمائی، اور ڈھیروں دعائیں دیں، ان پر مستزاد یہ کہ گراں مایہ 'پیش نوشت' رقم فرما کر مجھے عزت بخشی، اور کتاب کا وزن بڑھا دیا۔ **-فاللّٰہ یجزیھما جزاء الأوفیٰ-**

سچ پوچھیں تو اگر اُن کی نگاہِ کیمیا اَثر ہم پر نہ پڑتی، اُن کی عنایتوں کا اَبر باراں ہم پر نہ برستا، اور اُن کے ہاتھوں ہم نہ بکے ہوتے تو شاید قوم کے روبرو آج یہ اَمانت لے کر حاضر ہونے کے قابل نہ ہو پاتے۔ درونِ دل سے آج اُن کے لیے بے پناہ دعائیں نکل رہی ہیں کہ پروردگارِ عالم انھیں جگ جگ سلامت رکھے، اور اُن کے وجودِ باجود سے ہمیں تادیر متمتع و مستفیض رکھے۔ اس دورِ قحط الرجال میں ان کی شخصیت 'کبریت اَحمر کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن سے اِستفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی قدر دانی کی بھی توفیق بخشے اور اُن کی عنایاتِ خسروانہ ہم پر یوں ہی قائم و دائم رکھے تاکہ ہمارا بھرم باقی رہے، اور ہم جیسے کھوٹے سکے بھی چلتے رہیں۔

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو ہے تیرا ہی کرم ☆ مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی منزل مقصود کو پہچاننے اور اپنے وطن اصلی کو صحیح معنوں میں یاد رکھنے اور پھر اس کے لیے سچی جد و جہد کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور وہی توفیق خیر عطا کرنے والا مہربان ہے. -رہے نام اللہ کا-

طالب رحمتِ مولا

ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریا کوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

۴؍جون ۲۰۰۹ء--۱۰؍جمادی الآخر ۱۴۳۰ھ

اللہ، رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع

حضرت معاذ بن جبل اَنصاری

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کواُن کے وصال کے تیسرے دن خواب میں دیکھا کہ آپ ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار ہیں، اور آپ کے پیچھے سبز جوڑوں میں ملبوس کچھ درخشاں چہروں والے بھی سیاہ وسفید رنگ خچروں پر موجود ہیں، اور آپ فرمارہے ہیں :

يَا لَيْتَ قَومِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ o (سورۂ یٰس:۳۶/۲۷)

اے کاش! میری قوم کومعلوم ہوجاتا کہ میرے رب نے میری مغفرت فرمادی ہے، اور مجھے عزت وقربت والوں میں شامل فرمادیا ہے۔

پھر اپنے دائیں بائیں مڑکر فرمانے لگے: اے ابن رواحہ! اے ابن مظعون !!:

الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَ أَورَثَنَا الأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ العَامِلِيْنَ o (سورۂ زمر:۳۹/۷۵)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کردکھایا اور ہمیں سرزمینِ جنت کا وارث بنادیا کہ ہم (اِس) جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، سو نیک عمل کرنے والوں کا کیسا اَچھا اَجر ہے!۔

پھر حضرت معاذ بن جبل انصاری نے مجھ سے سلام ومصافحہ فرمایا۔(۱)

(۱) الروح لابن قیم الجوزیہ:۱/۲۶......العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/۲۲۲۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ صائم النہار اور قائم اللیل (یعنی دن میں روزہ رکھتے اور رات میں قیام فرماتے) تھے۔ ان کے وصال کے بعد اُن کے صاحبزادے نے ایک مرتبہ انھیں عالم خواب میں دیکھا۔ حضرت عمر فاروق نے پوچھا: اے بیٹے! ذرا بتاؤ کہ تم لوگوں سے بچھڑے ہوئے مجھے کتنا عرصہ ہوگیا ہے؟۔ عرض کیا: بابا جان! کوئی بیس سال۔ فرمایا: اب جب کہ میں حساب کے جھمیلوں سے فارغ ہوگیا ہوں تاہنوز ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری (قبر کی) چھت خوف ودہشت سے لرزہ براَندام ہے۔ وہ تو اچھا ہوا کہ ربّ کریم نے اپنی بے کراں مہربانیوں کے ساتھ مجھ سے ملاقات فرمائی تھی۔ (پھر اگر وہ ذرا سی سختی سے پیش آتا تو میرا کیا بنتا تم خود ہی اَندازہ کرسکتے ہو!)۔(۱)

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اُن کے سانحہ اِرتحال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: پروردگار نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اگر اس کی رحمتیں بڑھ کر میری دستگیری نہ فرماتیں تو میرا خانہ خراب ہوجاتا۔(۲)

حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عباس نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق سے میرے بڑے اچھے دوستانہ مراسم تھے تو جس وقت اُن کا انتقال ہوگیا میں ایک سال تک مسلسل اللہ سے دعائیں کرتا رہا کہ مولا! خواب میں ان کی زیارت نصیب ہو۔ فرماتے ہیں کہ تو کسی سال کے اخیر پر میں نے انھیں خواب میں اِس حال میں دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینے کے قطرے خشک کررہے ہیں۔

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۲۳/۱...... مفردات القرآن: ۹۶۷/۱۔
(۲) غریب القرآن اصفہانی: ۳۲۹/۱...... تاج العروس: ۴۲۹۵/۱۔

میں نے پوچھا: امیر المومنین! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: ابھی ابھی حساب سے فارغ ہوا ہوں۔ اگر میں اپنے رب ذوالجلال کو رحیم وکریم نہ پاتا تو میری خلافت مجھے لے ڈوبتی!۔(۱)

حضرات سلمان فارسی وعبداللہ بن سلام

حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضراتِ سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما آپس میں ملے تو ایک نے دوسرے سے کہا: اگر تم مجھ سے پہلے اپنے رب سے جاملو تو ملاقات کی کیفیت سے مجھے آگاہ کرنا۔ اور اگر میری زندگی پہلے وفا کرگئی تو میں تمھیں ضرور اُس پر اطلاع بخشوں گا۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: اے ابوعبداللہ! یہ کیسے ہوگا؟ یا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے، کیا مردے بھی زندوں سے ملتے ہیں؟۔ فرمایا: ہاں! مومنوں کی روحیں برزخِ زمین میں ہوتی ہیں جہاں چاہیں (بلا روک ٹوک) سیر کرتی ہیں، جب کہ کافروں کی روحیں 'سجین' میں مقید ہوتی ہیں.... پھر ایسا ہوا کہ حضرت سلمان فارسی کا اِنتقال ہوگیا تو انھوں نے خواب میں عبداللہ بن سلام سے ملاقات کرکے فرمایا: عالم آخرت میں میں نے 'توکل' سے زیادہ گراں مایہ کوئی چیز نہیں دیکھی۔(۲)

حضرت ابومسعود اَنصاری

حضرت سلیمان بن موسیٰ جزری ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے برادرِ خالد بن حارث' حضرت ابومسعود بن حارث کو خواب میں دیکھ کر

(۱) طبقات ابن سعد: ۳۷۵/۳......تاریخ المدینہ: ۹۴۶/۳......انساب الاشراف: ۴۴۳/۳۔

(۲) الزہد والرقائق ابن مبارک: ۴۴۷/۱ حدیث: ۴۲۳۔

پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے اپنی قربتِ خاص سے نوازا، اور فرمایا: اے ابومسعود! تجھے دنیا کے اندر گوناگوں قسم کی آزمائشوں سے گزرنا تو پڑا تاہم ہرقدم پر میری رضا تیرے شامل حال تھی۔(۱)

حضرات شعبہ بن حجاج ومسعر بن کدام

حضرت شعبہ بن حجاج اور مسعر بن کدام کا شمار اَربابِ فضل وکمال میں ہوتا ہے، اوران دونوں کا پایۂ ثقہ محدثین اور حافظانِ حدیث میں نمایاں ہے۔شعبہ ان میں بڑے تھے۔جب دونوں کا اِنتقال ہوگیا۔تو ابواحمد یزیدی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب دونوں کوخواب میں دیکھا،اورحضرت شعبہ بن حجاج،مسعر بن کدام کے مقابلے میں میری طرف زیادہ مائل تھے۔

میں نے پوچھا: اے ابوبسطام! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ۔فرمایا: بیٹے! -اللہ تجھے توفیق خیر سے نوازے- جو کچھ میں کہہ رہا ہوں لوحِ دل پر بٹھا لے۔ (پھرانھوں نے یہ اشعار پڑھے)

حباني إلٰهي في الجنان بقبةٍ	لها ألف بابٍ من لجين وجوهرا
و قال لي الجبار: يا شعبة الذي	تبحر في جمع العلوم وأكثرا
تمتع بقربي إنني عنک ذورِضا	وعن عبدي القوام في الليل مسعرا
كفى مسعرا بأن سيزورني	وأكشف عن وجهي و يدنو لينظرا
و هٰذا فعالي بالذين تنسكوا	و لم يألفوا في سالف الدهر منكرا

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے بہشت کے اندر ایک ایسے قبے میں بسایا ہے جس کے چاندی وجواہر سے مرصع ہزاروں دروازے ہیں۔

(۱) المنامات:۱/۳۸۵ حدیث:۲۷۹......حلیۃ الاولیاء:۴/۳۱۸۔

اور جبار پروردگار نے مجھ سے فرمایا ہے: اے شعبہ! تو نے علوم ومعرفت میں خوب تبحر حاصل کیا، اور ہمیشہ اِزدیادِ علم کا خواہاں رہا۔

تو اَب میرے قرب ووصال کی لذتوں سے متمتع ہو؛ کیوں کہ میں تم سے راضی وخوش ہوں اور اپنے بندے مسعر سے بھی جو رات کی تنہائیوں میں قیام کرتا ہے۔

مسعر کے لیے یہی اِعزاز کیا کم ہے کہ وہ عنقریب میری زیارت سے مشرف ہونے والا ہے۔ پھر میں خود کو اس کے لیے بے نقاب کردوں گا اور اسے مقام قرب عطا کروں گا تا کہ وہ جی بھر کے مجھے تک لے۔

اور میرے اس اِعزاز واِکرام سے ہر وہ شخص حصہ پاسکتا ہے جو زہد وورع کی راہ اختیار کرلے اور زمانۂ ماضی میں اس کا دامن حیات گناہ کی آلودگیوں سے مبرا رہا ہو۔(۱)

حضرت ابن سماک کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضرت مسعر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: عالم برزخ میں سب سے زیادہ کس چیز کی مانگ ہے اور آپ نے وہاں کس چیز کو سب سے افضل پایا؟ فرمایا: ذکر اِلٰہی کی مجلسوں کو۔(۲)

حضرات عوف بن مالک وصعب بن جثامہ

حضرت شہر بن حوشب علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ حضرت عوف بن مالک اور حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہما میں دینی تعلق کی وجہ سے بہت گہری دوستی تھی۔ ایک دن حضرت صعب بن جثامہ نے حضرت عوف بن مالک سے کہا: اے میرے بھائی! ہم میں سے جو پہلے اِنتقال کرجائے، اسے چاہیے کہ اپنے حال سے دوسرے کو آگاہ کرے کہ مرنے کے بعد اُس پر کیا بیتی!۔

(۱) تفسیر ثعالبی:۳/۳۱۷...... سیر اعلام النبلاء: ۷/۲۲۰...... تاریخ دمشق: ۵۲/۱۶۶......العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/۲۲۳...... (۲) الروح:۱/۲۴۔

حضرت عوف بن مالک نے کہا: کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ کہا: ہاں ! ایسا بالکل ہوسکتا ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد حضرت صعب بن جثامہ کا اِنتقال ہوگیا۔ حضرت عوف نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟۔

فرمایا: میری بہت سی خطائیں بخش دی گئیں۔ حضرت عوف فرماتے ہیں: میں نے اُن کی گردن میں ایک سیاہ نشان دیکھ کر پوچھا: یہ سیاہ نشان کیسا ہے؟۔

فرمایا: میں نے فلاں یہودی سے دَس دینار قرض لے کر اپنے ترکش میں رکھ دیے تھے، تم وہ دینار اُس یہودی کو واپس لوٹا دینا، یہ نشان اُسی قرض کی وجہ سے ہے۔

اے میرے بھائی! خوب توجہ سے سنو! میرے مرنے کے بعد ہمارے اہل وعیال میں چھوٹا یا بڑا کوئی واقعہ ایسا رونما نہیں ہوا جس کی مجھے خبر نہ ہوئی ہو، مجھے اُن کی ہر ہر بات پہنچ جاتی ہے؛ حتیٰ کہ ابھی چند روز قبل ہماری بلی مری تھی مجھے اُس کا بھی پتا چل گیا ہے۔ اور سنو! میری سب سے چھوٹی بیٹی بھی چھ دن بعد اِنتقال کر جانے والی ہے، تم اُس سے اَچھا برتاؤ کرنا!۔

حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو میں نے کہا کہ یہ یقیناً ایک اہم واقعہ ہے؛ میں بہر صورت اس کی تحقیق کروں گا۔ چنانچہ اسی نیت سے میں اُن کے گھر پہنچا تو گھر والوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے کہا: اے عوف! کیا بات ہے کہ صعب کی وفات کے بعد آپ ایک مرتبہ بھی ہمارے پاس نہیں آئے؟۔

میں نے اپنی مصروفیات کا عذر بیان کر کے گھر والوں کو مطمئن کیا۔ پھر ترکش منگوایا تو اس میں دیناروں کی تھیلیاں موجود تھیں، میں نے کہا: فلاں یہودی کو بلا لاؤ، جب وہ آیا تو میں نے کہا: کیا حضرت صعب کے اوپر تمہارا کوئی مال تھا؟۔

یہودی نے کہا: - اللہ حضرت صعب پر رحم فرمائے - وہ تو امتِ محمدیہ کے بہترین اَفراد میں سے تھے، میرا اُن سے کوئی مطالبہ نہیں۔ میں نے کہا: سچ سچ بتاؤ! کیا انھوں

نے تجھ سے کچھ قرض لیا تھا؟۔ یہودی بولا: ہاں! انھوں نے مجھ سے دس دینار قرض لیے تھے۔ میں نے دیناروں کی تھیلی اُس کی طرف بڑھائی، تو کہنے لگا: خدا کی قسم! یہ بعینہٖ وہی دینار ہیں جو انھوں نے مجھ سے قرض لیے تھے۔

میں نے دل میں کہا: حضرت صعب کی بتائی ہوئی ایک بات تو بالکل سچ ثابت ہوچکی ہے۔ پھر میں نے آپ کے گھر والوں سے پوچھا: کیا حضرت صعب بن جثامہ کے وصال کے بعد تمہارے ہاں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟۔ کہا: جی ہاں!۔ میں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟۔ تو انھوں نے کچھ باتیں بتائیں اور کہا کہ ہماری ایک بڑی دلعزیز بلّی تھی جو ابھی چندروز قبل مرگئی ہے۔

میں نے دل میں کہا: دوسری بات بھی بالکل حق ثابت ہوگئی۔ پھر میں نے پوچھا: میرے بھائی صعب کی چھوٹی بچی کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: وہ باہر کھیل رہی ہے۔ میں نے اُسے بلوایا اور شفقت سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا جسم بخار کی وجہ سے کافی گرم ہورہا تھا۔ میں نے گھر والوں سے کہا: اس بچی کے ساتھ اَچھا برتاؤ کرنا اور اسے خوب پیار سے رکھنا۔ پھر میں واپس چلا آیا، چھ دن بعد معلوم ہوا کہ اس بچی کا اِنتقال ہوچکا ہے، اور یوں حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی تینوں باتیں بالکل سچ ثابت ہوئیں۔(۱)

حضرت عبداللہ بن غالب الحدانی

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کے داماد مغیرہ بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن غالب الحدانی رضی اللہ عنہ معرکہ جماجم میں بے جگری سے لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ پھر جس وقت تدفین عمل میں آئی، تو اُن کی قبر سے مشک کی ایسی خوشبو پھوٹی جس نے لوگوں کے مشام جاں معطر کردیے۔

---

(۱) اهوال القبور: ۱/۱۵۰...... عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۲/۳۴۷، ۳۴۸۔

ان کے کسی ہمسائے نے انھیں خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے ابوفراس! آپ کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟، فرمایا: الحمد للہ، بڑا بہترین معاملہ رہا۔

پوچھا: پھر اس کے بعد کیا ہوا؟۔ فرمایا: میں سوئے بہشت روانہ کردیا گیا۔

پوچھا: کس عمل کے باعث؟۔ فرمایا: حسن یقین، تہجد گزاری، اور سخت گرمیوں میں روزہ رکھنے کے باعث۔

پوچھا: یہ جو آپ کی قبر سے مشک کی سی بو پھوٹ رہی اس کا کیا راز ہے؟۔

فرمایا: وہ تلاوتِ قرآن اور میری سخت پیاسوں کی خوشبو ہے۔

عرض کیا: پھر چلتے چلتے مجھے کچھ نصیحت فرمادیں؟۔

فرمایا: میں تمھیں ہر خیر و بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔

عرض کیا: مزید کچھ فرمائیں۔ کہنے لگے: اپنے لیے جو کچھ اچھی کمائی یہاں کرسکتے ہو کرلو۔ دیکھنا صحیفہ حیات کے شب و روز کا کوئی صفحہ ناآشنائے رنگِ عمل نہ رہ جائے؛ کیوں کہ میں نے یہاں نیکوکاروں کو دیکھا کہ انھیں اُن کی نیکیوں کا بھرپور صلہ دیا گیا ہے، اور وہ یہاں اپنی نیکیاں ہی کھا رہے ہیں۔(۱)

حضرت مسلم بن یسار بصری

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابن یسار کو ان کے انتقال کے ایک سال بعد خواب میں دیکھا۔ جب سلام کیا تو انھوں نے مجھے جواب سے محروم رکھا۔ میں نے پوچھا: پس مرگ تم پر کیا بیتی؟ تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے

(۱) حلیۃ الاولیاء: ۶/۲۴۸...... مختصر قیام اللیل ابن نصر مروزی: ۱/۴۴، رقم: ۳۷...... المنتظم: ۲/۴۲۱۔

ڈبڈبا گئیں اور کہنے لگے: میں بڑی بڑی دہشتوں اور شدید قسم کے زلزلوں سے دوچار ہوا۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد پھر کیا ہوا؟۔

فرمایا: کریم سے کرم کے سوا اور کس چیز کی توقع رکھی جاتی ہے!، اس نے ہماری نیکیوں کو شرفِ قبول عطا کر کے ہماری برائیوں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا، اور ہمارے درجات بھی بلند کر دیے۔

اتنا کچھ سن کر حضرت مالک بن دینار (جب خواب سے بیدار ہوئے) تو سسکتے ہوئے ایک گہری سانس لی اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔(۱)

حضرت عمر بن عبد العزیز

یکے از صالحین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک بیٹا شہید ہو گیا تھا، میں نے کبھی اسے خواب میں نہ دیکھا، حضرت عمر بن عبد العزیز -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- کی وفات کے دن وہ دکھائی دیا، تو میں نے پوچھا: بیٹے کیا تم مرے نہیں؟ کہا: نہیں میں تو شہید ہوا تھا اور اللہ کے یہاں زندہ ہوں اور رزق بھی پاتا ہوں۔

میں نے پھر اس کے آنے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ آج آسمانوں میں آواز لگائی گئی تھی کہ خبردار! کوئی نبی وصدیق اور شہید باقی نہ رہے' سب عمر بن عبد العزیز کے جنازہ پر نماز پڑھیں تو دراصل میں اُن کی نماز پڑھنے آیا تھا پھر آپ کو سلام کرنے کی خاطر بھی حاضر ہو گیا۔(۲)

حضرت عمر بن عبد العزیز کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے والد گرامی قدر کو اُن کے سانحہ ارتحال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ پھلوں سے

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۱۱......المجالسہ وجواہر العلم: ۱/۳۶۔

(۲) الاستعداد للموت وسوال القبر: ۱/۱۱۔ روض الریاحین......العاقبۃ فی ذکر الموت: ۱/۲۳۱۔

لدے ہوئے کسی خوبصورت باغ کے اندر ہیں، پھر انھوں نے میری طرف کچھ سیب بڑھائے تو میں نے انھیں لیتے ہوئے پوچھا: پدر بزرگوار! یہ بتائیں کہ آپ نے وہاں سب سے افضل عمل کیا پایا؟ فرمایا: بیٹے! استغفار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔(۱)

مسلمہ بن عبدالملک نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے امیر المومنین! کاش مجھے معلوم ہو پاتا کہ پس مرگ آپ کن حالات سے دوچار ہوئے!!۔

آپ نے فرمایا: اے مسلمہ! قسم بخدا، اب جا کر فرصت، فراغت اور اِستراحت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا: امیر المومنین! آپ کہاں تھے؟ فرمایا: عدن کے باغات میں ائمہ ہدیٰ کی معیت میں تھا۔(۲)

حضرت حماد بن ابو ہاشم روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آکر عرض کرنے لگا کہ رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور دائیں بائیں حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے۔ اتنے میں دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے اور آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے؛ تو آقا علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: اے عمر! جب تمہیں ایسے معاملات میں فیصلے کرنا ہوں تو ابوبکر وعمر کی مانند فیصلے کرنا۔

یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کیا قسم بخدا تم نے ایسا خواب دیکھا ہے؟۔ تو اس شخص نے حلف اُٹھا کر کہا: ہاں۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں۔(۳)

(۱) الروح لابن قیم جوزیہ: ۲۲/۱۔
(۲) الروح لابن قیم جوزیہ: ۲۲/۱۔
(۳) الروح لابن قیم جوزیہ: ۲۶/۱۔

حضرت ابونعیم اصبہانی علیہ الرحمہ نے 'حلیۃ الاولیاء' میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز پر غشی کی کیفیت طاری ہوئی، وہ کیا دیکھتے ہیں کہ جیسے قیامت بپا ہوگئی ہے، اور وہ اللہ جل مجدہ کے حضور حاضر ہیں، پھر اللہ تعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمت فرماتے ہوئے انھیں جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں اپنے دو مقرر کردہ فرشتوں کی معیت میں چلا جارہا تھا کہ اَچانک خاک پر پڑا ایک مردار نظر آیا۔ میں نے پوچھا: یہ مردار کیسا ہے؟، وہ بولے: قریب جاکر خود پوچھ لیں وہ اپنی ساری داستان' زبانِ حال سے بیان کردے گا؛ چنانچہ میں اس کے قریب ہوا اور پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ بجائے اس کے کہ وہ جواب دے خود مجھ سے پوچھنے لگا: بتاؤ تم کون ہو؟۔ میں نے کہا: میں تو عمر بن عبدالعزیز ہوں۔ پوچھا: اللہ نے تمہارے اور صحابہ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ میں نے کہا: چار یار تو اَصحاب یمین کے ساتھ خلد آشیاں ہوگئے، پھر حضرت علی مرتضیٰ کے بعد دیگر کے ساتھ اللہ کا کیا معاملہ رہا مجھے اس کی خبر نہیں۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا: اللہ کا معاملہ تمہارے ساتھ کیسا رہا؟۔

میں نے کہا: اللہ کا خاص فضل وکرم شامل حال رہا اور اس کی رحمت کی دستگیری کے باعث میں بھی اَصحاب یمین کے ساتھ بہشت نشیں ہوگیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم کون ہو؟ سو وہ کہنے لگا: میں حجاج بن یوسف ہوں۔ میں نے پوچھا: اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ بولا: سخت پکڑ والے رب کے حضور میری پیشی ہوئی، عاصیوں پر اس کی پکڑ بڑی مضبوط ہے۔ دنیا میں میں نے جتنے بھی قتل کیے تھے ہر ایک کے بدلے مجھے قتل کیا گیا۔ اور اب میں اللہ کے حضور خوف ورجا کی تصویر بنا کھڑا ہوں اور دیگر موحدین کی طرح انتظار میں ہوں کہ دیکھوں انجام کار فیصلہ جنت کا ہوتا ہے یا جہنم کا۔(۱)

(۱) حلیۃ الاولیاء:۲/۴/۴۰...... کتاب الرؤیا:۱/۱۳۰۔

حضرت حسن بصری

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو پس مرگ خواب میں دیکھا گیا اور عالم برزخ میں ان کی حالت دریافت کی گئی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے روبرو کھڑا کرکے مجھ سے فرمایا: حسن! یاد کرو کہ تم نے فلاں فلاں دن مسجد کے اندر نماز کو کیسے اَدا کیا تھا، جس وقت لوگ اپنے سر کی آنکھوں سے تمہاری اَدائے نماز کو دیکھ رہے تھے تو تم نے اپنی نماز میں توجہ وخضوع کو کتنا بڑھادیا تھا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر تم نے کچھ نمازیں خالصۃً لوجہ اللہ (محض میری رضا پانے کے لیے) نہ پڑھی ہوتیں تو آج میں تمھیں اپنے بابِ عفو وکرم سے جھڑک کر بھگا دیتا، اور تم سے اپنی رحمتوں کا تعلق منقطع کردیتا۔(۱)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کسی دوست کو خواب میں دیکھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی زرق برق نظر آرہا تھا اور اس کے آنسوؤں کے سوتے بجلی کی مانند چمک رہے تھے۔ میں نے پوچھا: کیا تمہارا انتقال نہیں ہوگیا؟ کہا: ہاں کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا: مگر اب تم یہ کیا بن گئے، دنیا میں تو تم ہمیشہ ملول وحزین ہی رہا کرتے تھے؟ اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا: دراصل اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس حزن وملال کی وجہ سے اَبرار کی منزلوں تک بلند کردیا اور پھر ہم متقین کی رہائش گاہوں میں شامل ہوگئے ہیں۔

میں نے پوچھا: ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کہا: میرے دوست! دنیا میں جو جتنا زیادہ حزین وغمگین ہوگا آخرت میں اسے اتنی ہی خوشیاں میسر آئیں گی۔(۲)

---

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۵/۱۔

(۲) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۳۲/۱......موسوعۃ التخریج: ۲۸۴۶۳/۱۔

جس وقت حضرت محمد بن سیرین کا اِنتقال ہوا تو اُن کے کچھ دوستوں پر ان کا فراق بڑا شاق گزرااور وہ ان کے وصال پر شدید قسم کے حزن وملال سے دوچار ہوئے۔ان میں سے کسی نے انھیں خواب میں نہایت ہی عمدہ حالت کے اندر دیکھ کر پوچھا: میرے بھائی! آپ کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بے پایاں خوشی محسوس ہورہی ہے، یہ بتائیں کہ حضرت حسن کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: وہ مجھ سے ستر درجہ اوپر ہیں۔ میں نے پوچھا: ایسا کیوں،ہم تو آپ کو اُن سے افضل سمجھے ہوئے تھے؟۔فرمایا: وہ اپنے زیادہ حزن وملال کی وجہ سے بازی مار لے گئے۔(۱)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حکایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ کے ہاتھوں پرعباس نامی ایک پراز معاصی نوجوان نے توبہ کی۔ پھرتوبہ شکنی کر بیٹھا۔اس نے اپنی زندگی میں سینکڑوں بارتوبہ کیا ہوگا پھر اسے توڑ دیا کرتا تھا۔

جب عمر کی آخری منزل میں پہنچااور موت کا وقت قریب آگیا تو اپنی ماں سے عرض کیا کہ مجھے شیخ کے پاس لے چلو تا کہ ان کے ہاتھوں تجدید توبہ کرلوں،ممکن ہے اللہ دم رخصت کی توبہ قبول فرمالے۔

بوڑھی ماں شیخ کے پاس آئی،اور سلام ونیاز کے بعد عرض کرنے لگی: میں عباس کی ماں ہوں، وہ جانکنی کے عالم میں ہے،اورآپ کے دست حق پر تجدید توبہ کرنا چاہتا ہے۔فرمایا: بوڑھی ماں! آپ چلی جائیں مجھے ایسے شخص سے کوئی سروکار نہیں جس نے باربارتوبہ شکنی کی ہو؛ چنانچہ پلکوں پہ اشکوں کے موتی سجائے ہوئے وہ لوٹ گئیں اور کہا: اے عباس! تیرا بیڑا غرق ہو۔محض تیری شامت اَعمال کی بنیاد پر شیخ نے تیرے پاس آنے سے اِنکار کردیا ہے۔

یہ سن کرنوجوان نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی کہ میرے آقاومولا! شیخ نے تو ہمیں ٹھکرادیا ہے مگرتو ہم سے تعلق اُستوار رکھنا اوراپنی رحمتوں سے ہمیں ناامید نہ کرنا۔پھر

(۱) الروح لابن قیم الجوزیہ:۱/۲۳۔

اپنی ماں سے عرض کیا: جب میں مرجاؤں تو اپنا پاؤں میرے چہرے پر رکھ کر میری گردن کو ایک رسی سے کس دینا، اور مجھے کوچہ و بازار میں یہ کہتے ہوئے گھسیٹتی رہنا کہ ''اللہ کے نافرمانوں کا یہی انجام ہوتا ہے''۔ شاید مجھے اس حال میں دیکھ کر اللہ کو رحم آجائے اور وہ مجھ پر فضل و کرم فرمادے۔

(ماں کہتی ہے کہ) میں نے ہمت کر کے جب اپنے پاؤں کو اُس کے چہرے پر رکھنا چاہا تو غیب سے ایک آواز آئی :

لا تضعي قدمک موضع السجود، و اعلمي أن اللّٰه سبحانه وتعالیٰ قد غفر له و أعتقه من النار .

یعنی اپنے قدم کو اس بندے کی جائے سجدہ پہ رکھنے کی ہمت نہ کرنا، اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی مغفرت و بخشش فرمادی ہے، اور اسے آتش جہنم سے آزاد کردیا ہے۔

کہتی ہیں کہ پھر میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور اُسے سپرد خاک کرنے کے بعد گھر لوٹ آئی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیخ بصری کو خواب میں تنبیہ کی جاتی ہے :

یا حسن ! ما حملک علی أن تقنط عبدي من رحمتي، أ لیس أنا الذي خلقته و رحمتي وسعت کل شيیء، وعزتي و جلالي لئن عدت إلی مثلها لأمحونک من دیوان الصالحین.

یعنی اے حسن! تمہیں میرے بندے کو میری رحمت سے مایوس اور نا اُمید کردینے کی جرأت کیسے ہوئی ؟ کیا میں نے تمہیں پردۂ عدم سے معمورۂ وجود میں نہیں لایا، اور کیا میری رحمت کا سائبان ہر چیز پر سایہ کناں نہیں ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر پھر کبھی تو نے ایسا کیا تو یقینی طور پر تمہارا نام صالحین کی فہرست سے خارج کردیا جائے گا۔(۱)

---

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۲۸/۱۔

ابوفراس ہمام بن غالب فرزدق شاعر

مبرد نے اپنی ’کامل‘ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی جنازہ میں حضرت حسن بصری اور مشہور شاعر فرزدق دونوں حاضر تھے۔فرزدق نے حضرت حسن سے سے عرض کیا: اے ابوسعید! معلوم ہے لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟۔لوگ کہہ رہے ہیں کہ آج کے جنازے میں بہترین اور بدترین دونوں جمع ہوگئے ہیں۔بہترین سے حضرت حسن اور بدترین سے فرزدق کی طرف اِشارہ تھا۔

حضرت حسن بصری نے فرمایا: نہ میں بہترین ہوں، اور نہ تم بدترین ہو؛لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اُس دن کے لیے کیا تیاری کی ہے، اور تمہارے پاس اُس دن کے لیے کیا زادِسفر ہے؟۔فرزدق نے برجستہ کہا: ساٹھ سال سے ’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘ کی گواہی دے رہا ہوں اور پنج وقتہ نمازیں اَدا کررہا ہوں۔

جب فرزدق کا اِنتقال ہوگیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تیرا کیا بنا، اور اللہ کا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ دریافت کیا: کس وجہ سے؟ کہا: اس کلمہ طیبہ کی بنیاد پر جس کا میں نے حسن بصری کے ساتھ گفتگو میں حوالہ دیا تھا۔(۱)

اِک توشۂ اُمید کرم لے کے چلا ہوں ☆ کچھ اس کے سوا پاس نہیں زادِ سفر اور

حضرت جریر خطفی

حضرت اصمعی اپنے باپ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت

(۱) الکامل فی اللغۃ والادب مبرد: ۳۱/۱۔

جریر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا: کس وجہ سے؟ فرمایا: اُن تکبیر اور نعروں کی وجہ سے جو میں بیابانوں میں لگایا کرتا تھا۔ پوچھا: پھر فرزدق کا کیا بنا؟ فرمایا: حیف! بے جا بہتان تراشیوں نے اس کا خانہ خراب کر کے رکھ دیا ہے۔(۱)

حضرت سلمہ بن کہیل

حضرت اجلح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن کہیل کو خواب میں دیکھا کر پوچھا کہ آپ نے اُس دنیا میں سب سے افضل و بہتر کس عمل کو پایا؟ فرمایا: 'قیام اللیل' یعنی رات کی تنہائیوں میں کھڑے ہو کر اپنے مولا کو منانا۔(۲)

حضرت زبید بن حارث یمامی

حضرت یحییٰ بن کثیر الضریر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت زبید بن الحارث الیمامی رضی اللہ عنہ کو پس مرگ خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! دنیا سے کوچ کر کے آپ کہاں پہنچے؟۔

فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی وادیِ رحمت میں آ کر آباد ہو گیا ہوں۔

میں نے پوچھا: پھر یہ بتائیں کہ آپ نے وہاں کس عمل کو افضل اور سب سے زیادہ کارآمد پایا؟۔

فرمایا: نماز (یادرودِ پاک) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت وعقیدت کو۔(۳)

(۱) البدایہ والنہایہ: ۹/۲۹۳۔
(۲) الروح لابن قیم الجوزیہ: ۱/۲۴۔
(۳) حلیۃ الاولیاء: ۵/۳۲......التہجد وقیام اللیل: ۱/۸۹، رقم: ۸۴۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم تیمی

حضرت سحنون بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟ فرمایا: اپنی ساری پسندیدہ چیزیں میں نے اس کے پاس موجود پائیں۔

میں نے پوچھا: آپ نے اپنے کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا: تلاوتِ قرآن کو۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: پھر اُن مسئلے مسائل کا کیا بنا؟ تو وہ اپنی انگلیوں سے کچھ اس طرح اشارہ کررہے تھے، گویا انھیں بے معنی بتارہے ہوں۔ پھر میں نے ان سے ابن وہب کی بابت دریافت کیا تو فرمایا: وہ تو مقام علّیین میں آشیاں نشیں ہیں۔(۱)

حضرت مالک بن دینار

برادرِحزم حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مالک بن دینار کو عالم خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابویحییٰ! کاش مجھے معلوم ہو پاتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میرے سامنے میرے بہت سے گناہ پیش ہوئے مگر اللہ کے ساتھ میرے حسن ظن نے اُن سارے گناہوں کو غلط کردیا۔(۲)

حضرت اسد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کو اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ سبز لباس زیب تن کیے ایک اونٹنی پر بیٹھے زمین وآسمان کے درمیان اُڑانیں بھر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا:

(۱) تفسیر ثعالبی:۲/۳۶۹......تہذیب المدونہ:۱/۱۸......سیر اعلام النبلاء:۹/۱۲۲......تاریخ اسلام ذہبی: ۳/۴۷۴......جامع بیان العلم وفضلہ ابن عبدالبر:۱/۲۰۲ حدیث:۱۸۶۔

(۲) المنامات ابن ابی الدنیا:۱/۵۲ حدیث:۳۳......رسالۂ قشیریہ:۱/۶۳......موسوعۃ اطراف الحدیث:۱/ ۱۳۸۶۷۹ حدیث:۱۳۸۱۹۹۔

اے اللہ کے بندے (مالک)! اللہ کی جناب میں آپ کی پیشی کیسے ہوئی؟ کہا: اللہ نے بڑی عزت دی اور مجھے شرفِ ہم کلامی سے سرفراز فرمایا ساتھ ہی یہ اِجازت بھی دی کہ مانگ کیا مانگتا ہے میں تجھے محروم نہ کروں گا، اور جو چاہے تمنا کر میں اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں گا۔ میں نے عرض کیا: اے پروردگار! میری خواہش بس یہی ہے کہ تیری رضا ہمیشہ میرے شاملِ حال رہے۔ فرمایا: ٹھیک ہے، میں تجھ سے راضی ہوں۔(۱)

حضرت جعفر کہتے ہیں کہ ہمارا ایک دوست تھا جو حضرت مالک بن دینار کی بابت ہمیشہ جھگڑتا رہتا تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے مالک بن دینار کو ایک مرتبہ دَر پردۂ خواب دیکھ کر پوچھا: اے ابو یحییٰ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: بہت ہی اچھا۔ (نیز فرمایا: تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) عمل صالح سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ نیک دوستوں سے بہتر کوئی دوست نہیں۔ سلف صالحین کی مجلسوں سے بڑھ کر کوئی مجلس نہیں اور یوں ہی صالحین کی صحبتوں سے بڑھ کر کوئی صحبت نہیں۔(۲)

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں خانۂ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا۔ حجاج اور معتمرین کی کثرت دیکھ کر نہ جانے کیوں میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سال کس کس کا حج وعمرہ مقبول ہو گیا ہے تو میں جا کر ان کو مبارک باد پیش کرتا اور کس کا ٹھکرا دیا گیا ہے تو ان کی جا کر تعزیت کرتا۔

جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا کہ اے مالک بن دینار! تم نے حجاج و معتمرین کی بابت جاننا چاہا ہے تو سن، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چھوٹے بڑے، مرد وعورت، اور سیاہ وسفید ہر کسی کو بخش دیا ہے، سوائے ایک شخص کے؛ کیوں کہ اللہ اس سے ناراض ہے اور نتیجے میں اس کا حج مردود کر دیا گیا اور اس کی نیکیاں اس کے منہ پر مار دی گئی ہیں۔

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۹/۱۔

(۲) المنامات ابن ابی الدنیا: ۲۹۵/۱ حدیث: ۲۱۰...... تاریخ دمشق: ۴۴۳/۵۶۔

حضرت مالک فرماتے ہیں (یہ سن کر میرا اِضطراب اور فزوں ہوگیا، اور مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں وہ مردود شخص میں ہی تو نہیں!) چنانچہ اسی بیقراری کے عالم میں جب دوسری رات سویا تو پھر کچھ ایسا ہی خواب دیکھا؛ مگر اس میں اِتنا اضافہ تھا کہ (اے مالک!) وہ مردود شخص تو نہیں ہے بلکہ خراسان کے شہر بلخ کا رہنے والا ایک شخص ہے، جسے محمد بن ہارون بلخی کہا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ صبح ہوئی تو میں خراسانی حجاج کے قافلے میں پہنچا، اور لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے بھائیوں میں کوئی محمد بن ہارون ہے؟ لوگوں نے کہا: اوہ! حیرت کی بات ہے۔ آپ ایک ایسی عظیم وجلیل شخصیت کی بابت یوں بے تکلفی سے پوچھ رہے ہیں، شاید آپ کو معلوم نہیں کہ خراسان کی سرزمین پر ان سے زیادہ صاحب زہدوورع اس وقت کوئی نہیں ہے!۔

کہتے ہیں کہ اب میں ایک بار اپنے خواب کو سوچتا ہوں اور پھر جب اس شخص کی بابت لوگوں کی تعریف وتوصیف سنتا ہوں تو حیرت واستعجاب میں ڈوب جاتا ہوں۔ میں نے کہا: اچھا مجھے ان کی بارگاہ تک پہنچاؤ۔ لوگوں نے کہا: وہ چالیس سال سے مسلسل دن میں روزے رکھتے اور رات کو عبادتیں کرتے ہیں، نیز وہ ویرانوں میں رہتے ہیں۔ اور شاید اس وقت وہ یہیں کہیں مکہ کے کھنڈرات میں ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ اب میں نے کھنڈرات میں جاکر اُن کی تلاش شروع کی تو انھیں ایک دیوار کے پیچھے کھڑا پایا۔ ان کا دایاں ہاتھ ان کی گردن میں پڑا ہوا تھا جسے انھوں نے دو بڑی بیڑیوں سے مضبوطی کے ساتھ باندھ رکھا تھا اور اسی حالت میں رکوع وسجود کیے جارہے تھے۔ میرے قدموں کی آہٹ محسوس کرکے انھوں نے پوچھا: کون؟ میں نے کہا: مالک بن دینار، اور بصرہ کا رہنے والا ہوں۔

یہ سن کر کہنے لگے: اچھا! تم ہی مالک بن دینار ہو جن کی علمیت اور زہد وتقویٰ کے ڈنکے پورے عراق میں بج رہے ہیں۔ میں نے کہا: عالم تو اللہ رب العزت ہے۔ اور زاہد و عابد حضرت عمر بن عبد العزیز ہیں، وہ اگر چاہیں تو خوب عیش وعشرت سے زندگی گزار سکتے ہیں؛ لیکن بادشاہت کے باوجود انھوں نے زہدو ورع اختیار فرمایا اور دنیا سے بے رغبتی ان کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی ہے، ہمیں تو دنیاوی نعمتیں میسر ہی نہیں، اس لیے ان سے دور ہیں۔

پھر انھوں نے پوچھا: مالک! کس مقصد سے آئے ہو؟ اگر تم نے کوئی خواب دیکھا ہو تو مجھ سے بیان کرو۔

کہتے ہیں کہ مجھے حیا دامن گیر ہوئی کہ میں کیسے اُن کے سامنے اسے بیان کروں؛ مگر انھوں نے اِصرار کے ساتھ کہا: بلا تکلف بیان کرو۔ چنانچہ میں نے دبے لفظوں اسے بیان کر دیا۔ یہ سن کر وہ دیر تک روتے رہے۔

میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ کے اور اللہ کے درمیان کوئی بڑا گناہ حائل ہے؟ کہنے لگے: ہاں! بہت بڑا، زمین وآسمان اور عرش وکرسی سے بھی بڑا ہے۔ میں نے کہا: مجھے آپ اپنا وہ گناہ بتائیں تاکہ میں لوگوں کو اس کے اِرتکاب سے بچاؤں اور انھیں اس گناہ سے ڈراؤں جس کی سزا آپ بھگت رہے ہیں۔ پھر وہ یوں گویا ہوئے :

اے مالک! امر واقعہ یہ ہے کہ میں بہت ہی شرابی انسان تھا، اور ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہتا۔ ایک مرتبہ میں اپنے ایک شرابی دوست کے پاس گیا۔ میں نے وہاں خوب شراب پی، پھر جب مجھ پر نشہ طاری ہونے لگا، اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تو میں نشے کی حالت میں گرتا پڑتا اپنے گھر پہنچا، اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میری زوجہ نے دروازہ کھولا۔

میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ تنور میں آگ جلا کر لکڑیاں ڈال رہی تھی، اور تنور میں خوب آگ بھڑک رہی تھی۔ جب انھوں نے مجھے نشہ کی حالت میں لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو قریب آئیں، مجھے تھاما اور فرمانے لگیں :

آج شعبان کا آخری دن ہے اور رمضان کی بس آمد آمد ہے بلکہ آج ماہِ رمضان کی پہلی شب ہے۔لوگ تو روزے کی حالت میں صبح کریں گے؛ مگر لگتا ہے تم نشے ہی کی حالت میں صبح کروگے۔کیا تمہیں کچھ بھی اللہ سے شرم نہیں آتی ؟ کب تک اپنا یہ حال بنائے رہوگے؟۔

ماں کی یہ باتیں سن کر مجھے بہت غصہ آیا اور نشے کی حالت میں میں نے اسے ایک مکا رسید کردیا، تو اُن کے منہ سے نکلا: اللہ تیرا بیڑا غرق کرے۔اُن کی یہ بات سن کر مجھے اور غصہ چڑھ گیا اور نشے کی حالت میں انھیں اُٹھا کر دہکتے ہوئے تندور میں پھینک دیا۔

جب میری بیوی نے میری اس حرکت کو دیکھا تو اس نے مجھے پکڑ کے ایک کوٹھری کے اندر بند کرکے باہر سے تالا چڑھا دیا؛ تاکہ پڑوسی میری آواز نہ سن سکیں اور انھیں معاملے کی خبر نہ ہو۔

میں اسی طرح نشے میں پڑا رہا۔ جب رات کی آخری گھڑیاں آئیں تو میرا نشہ دھیرے دھیرے ہرن ہونے لگا۔ میں دروازے کی طرف بڑھا تو وہ بند تھا۔ میں نے اپنی بیوی کو آواز دی کہ دروازہ کھولو۔تو اس نے نہایت بے رخی سے جواب دیا کہ میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔

میں نے کہا: تیرا خانہ خراب ہو۔تم یہ غصہ کس بات کا دکھا رہی ہو؟ کہا: اسی گھر کی کوٹھری میں پڑے رہو،تم جیسے بے رحم شخص پر کون رحم کھائے گا؟!۔

میں نے کہا: تم یہ کیا باتیں کر رہی ہو؟ بولی: بد بخت! تم اپنی ماں کے قاتل ہو۔ تم نے انھیں اُٹھا کر تندور میں پھینک دیا اور وہ بے چاری جل کر راکھ ہوگئی ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے دروازہ اکھاڑ پھینکا، اور تندور کی طرف لپکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری ماں جلی ہوئی روٹی کی مانند ہوچکی ہیں۔ اب میری ندامت وافسوس کی انتہا ہوگئی اور میں اسی عالم میں گھر سے نکل پڑا، سارا مال صدقہ کر دیا، غلاموں کو آزاد کر دیا۔

آج کوئی چالیس سال سے مسلسل دن میں روزے رکھ رہا ہوں اور رات میں عبادتیں کر رہا ہوں۔ نیز ہر سال حج بھی کرتا ہوں۔ اور ہر سال کوئی نہ کوئی (عارف باللہ) اس قسم کا خواب آکر مجھے سناجاتا ہے۔

حضرت مالک فرماتے ہیں کہ اب میں نے عالم غضب میں اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیر کر کہا: اے نامراد! قریب ہے کہ جو آگ تجھ پر نازل ہونے والی ہے وہ ساری زمین کو جلا ڈالے۔ یہ سب کچھ کر کے اَب آکر یہاں پناہ گزیں ہوگیا ہے!۔

پھر میں وہاں سے ایک طرف ہوگیا اور ایک جگہ چھپ گیا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ جب اس نے محسوس کیا کہ میں جاچکا ہوں تو اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھادیے اور مناجات کرنے لگا :

> اے مشکلیں آسان کرنے والے، غم کی بدلیوں کو چھانٹنے والے، اور بے قراروں کی دعائیں قبول کرنے والے! میں تیری رضا کا طالب، تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، جو کچھ ہوا اُسے معاف فرمادے۔ اب تک میری اُمیدیں تیری ذات سے وابستہ ہیں، اور تو دعاؤں کو رُسوا نہیں فرماتا۔

حضرت مالک کہتے ہیں کہ اس کی یہ رقت انگیز مناجات سن کر میں اپنی رہائش کی طرف لوٹ آیا، پھر جب رات آئی تو دل کی آنکھیں کھل گئیں، مجھے خواب میں

پیارے آقا رحمت سراپا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا: اے مالک! تمہیں اس لیے پیدا نہیں کیا گیا کہ لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرتے پھرو۔

تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ نے آسمان کی بلندیوں سے محمد بن ہارون پر نگاہِ رحمت ڈال دی ہے، اس کی دعائیں مقبول ہوگئی ہیں، اور اس کے کاندھے سے گناہوں کا بوجھ بھی اُتار دیا گیا ہے؛ لہٰذا اس کے پاس جا کر کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو روزِ قیامت جمع فرمائے گا، اگر کسی سینگ والے جانور نے بغیر سینگ والے جانور کو مارا ہوگا تو اس کو بدلہ دلوائے گا اور ذرے ذرے کا حساب لے گا۔ یوں ہی جب بدلہ لینے کی باری آئے گی، تو تجھے تیری والدہ کے ساتھ اِکٹھا کیا جائے گا، پھر اس کے ساتھ ہوئی زیادتی کے نتیجے میں تجھے (ایک خاص وقت تک کے لیے) جہنم کا عذاب چکھایا جائے گا۔ پھر اخیر میں تجھے تیری ماں کے حوالے کر دیا جائے گا، (پھر تیری ماں کی مرضی!)۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب صبح ہوئی تو میں فوراً محمد بن ہارون بلخی کے پاس گیا اور انھیں بشارت دی کہ آج رات میری قسمت بیدار ہوئی اور مجھے مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ پھر میں نے پورا واقعہ ان سے بیان کر دیا۔

کہتے ہیں خدا کی قسم! میرا خواب سن کر وہ جھوم اُٹھے اور اسی لمحے ان کی روح اس آسانی سے ان کے تن سے جدا ہوگئی کہ جس طرح پتھر کو پانی میں ڈالا جائے تو وہ آسانی سے نیچے کی جانب چلا جاتا ہے۔ پھر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا اور میں نے ان کے جنازے میں شرکت کی۔(۱)

---

(۱) برالوالدین: ۱/۷ تا ۸......عیون الحکایات ابن الجوزی: ۱/۲۱۸ تا ۲۲۲۔

حضرت عاصم جحدری بصری

حضرت عاصم جحدری کی اولاد میں سے کسی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عاصم کو اُن کے انتقال کے دوسال بعد خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا: کیا آپ وصال نہیں فرما گئے؟ فرمایا: کیوں نہیں!، میں نے پوچھا: تو اس وقت آپ کہاں ہیں؟، فرمایا: قسم بخدا! اس وقت باغاتِ جنت کی سیر کر رہا ہوں۔ میں اور میرے کچھ دوست ہر شب جمعہ اور صبح جمعہ کو بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس اکٹھا ہوتے ہیں تو وہیں سے تمہاری خبریں مل جایا کرتی ہیں۔

کہتے ہیں میں نے پوچھا: تو کیا آپ لوگ جسموں کے ساتھ آتے ہیں یا روح کی شکل میں۔ فرمایا: کیا بات ہے! جسم تو بوسیدہ ہو گئے، یہ ہماری روحوں کی ملاقات ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا: پھر یہ بتائیں کہ جس وقت ہم لوگ زیارتِ قبر کے لیے حاضر ہوتے ہیں تو آپ کو اس کی خبر ہو جاتی ہے۔ فرمایا: ہاں۔ بطورِ خاص شام جمعہ سے لے کر ہفتہ کے طلوعِ آفتاب تک۔ میں نے پوچھا: پھر ایسا ہر دن کیوں نہیں ہوتا؟ فرمایا: جمعہ کا دن بڑا مبارک اور عظمت و برکت والا ہے۔(۱)

حضرت ابو العلاء ایوب بن مسکین

حضرت یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العلاء ایوب بن مسکین کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے اپنے عفو و کرم سے نواز دیا۔ میں نے پوچھا: وہ باعث عفو و کرم کیا تھا؟ فرمایا: روزہ و نماز۔ میں نے پوچھا: کبھی منصور بن زادان کو دیکھنے کا اتفاق ہوا؟ فرمایا: کیا باتیں کر رہے ہیں، (جنت میں) اُن کا محل میلوں دور سے نظر آتا ہے۔(۲)

---

(۱) صفۃ الصفوۃ:۱/۳۶۲......قوت القلوب:۱/۶۰......الروح:۱/۵۔

(۲) المنامات:۱/۱۲۵حدیث:۸۴۔

حضرت عطا سلمی

بعض صالحین نے فرمایا کہ جب حضرت عطا سلمی کا انتقال ہوا تو خواب میں ان کے دیدار سے مشرف ہوکر میں نے استفسار کیا: عالم برزخ میں کس چیز کی زیادہ مانگ ہے؟ فرمایا: قسم بخدا! زیادہ سے زیادہ نیکیوں اور ربِ غفور کی مہربانیوں کی۔ میں نے کہا: دنیا میں تو آپ پر ہمیشہ حزن والم ہی کی کیفیت طاری رہی... تو مسکراتے ہوئے فرمایا: اسی کے نتیجے میں تو مجھے آج یہاں سامانِ بشارت و بہجت اور دائمی سرور میسر آیا ہے۔(۱)

حضرت صالح بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطا سلمی کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، دنیا میں تو آپ طویل ترین حزن وملال میں مبتلا تھے (اب وہاں کیا بنا؟) فرمایا: قسم بخدا! اس کے صلے میں پروردگار نے سدا باقی رہنے والی طویل ترین مسرتیں اور شادمانیاں عطا فرمائی ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ بتائیں کہ آپ کس درجہ ومقام پر فائز ہیں اور کہاں ہیں؟ فرمایا: میں انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کی معیتِ خاص میں ہوں جن پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و انعام ہوا ہے۔(۲)

کسی مردِ صالح نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عطا سلمی کا انتقال ہو گیا تو میں نے اسی رات انھیں خواب میں دیکھا اور پوچھا آپ کے ساتھ اللہ کا معاملہ کیسا رہا؟ فرمایا: اس کریم نے مجھے بخش دیا اور فرمایا: اے شخص! تو مجھ سے کتنی حیا کیا کرتا تھا؟ تمہارے جسم کے انگ انگ میں میری ہیبت وخشیت خون بن کر گردش کیا کرتی تھی؛ لہٰذا اَب مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں نے تیری حیات مستعار کے دن ختم ہوجانے کے بعد ہی تیری روح قبض کی ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اب پوری روئے زمین پر میری نگاہ میں تجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں رہا۔(۳)

---

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۱۹۔ (۲) الروح:۱/۱۸......العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/۲۲۲۔ (۳) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۱۹۔

حضرت یزید بن ہارون واسطی

حضرت سہل بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت یزید بن ہارون کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: دیو ہیکل اور مہیب شکل کے دو فرشتے میری قبر میں آئے، اور پوچھا: تیرا دین کیا ہے؟ تیرا رب کون ہے؟؟ اور تیرا نبی کون ہے؟؟؟۔ تو میں نے اپنی سفید داڑھی ہاتھ میں پکڑ کر کہا: کیا مجھ جیسے انسان سے اس قسم کے سوالات کیے جا رہے ہیں جب کہ میں تمہارے اِن سوالوں کے جوابات اَسّی سال سے لوگوں کو سکھاتا چلا آرہا ہوں۔

ان دونوں نے جاتے ہوئے پوچھا: حریز بن عثمان سے تم نے حدیث روایت کی تھی؟ میں نے کہا: ہاں!۔ وہ ثقہ فی الحدیث تھے۔ انھوں نے فرمایا: ان کی ثقاہت اپنی جگہ لیکن چونکہ وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھتے تھے؛ اس لیے اللہ نے بھی ان سے اپنی نگاہِ رحمت پھیر لی ہے۔(۱)

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت یزید بن ہارون کو پس انتقال عالم خواب میں دیکھ کر کسی نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ پوچھا گیا: کس عمل کی وجہ سے۔ فرمایا: قرآن وحدیث نیز دعائے سحرگاہی کی وجہ سے۔ پوچھا گیا کہ آپ سے کسی چیز کا مواخذہ بھی ہوا؟ فرمایا: ہاں! پروردگار نے فرمایا: تم حریز بن عثمان سے حدیث روایت کرتے تھے حالاں کہ وہ علی بن ابوطالب سے بغض وکینہ رکھا کرتا تھا.........۔(۲)

---

(۱) تفسیر قرطبی: ۳۶۳/۹ ...... تفسیر ابی السعود: ۳۲/۴......شرف اصحاب الحدیث: ۲۷۶/۱ حدیث: ۲۲۴ ......معرفۃ علوم الحدیث حاکم: ۳۳۶/۱ حدیث: ۳۰۴......فیض القدیر: ۱۰۴/۱......طبقات الحنابلہ: ۱/ ۶۵......تہذیب التہذیب: ۲/ ۲۰۹...... سیر اعلام النبلاء: ۳۶۵/۹......تاریخ دمشق: ۳۵۰/۱۲...... الکامل لابن عدی: ۴۵۱/۲......المنتظم: ۸۴/۳-۲۶۰......بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ۳۴۷/۲...... تاریخ بغداد: ۳/ ۴۸۸ ......تاریخ اسلام ذہبی: ۸۹/۴......: ۱/ ۳۰۳ ...... الانساب سمعانی: ۵۰/۳......الحاوی للفتاویٰ سیوطی: ۲۸۹/۳۔ (۲) آثار البلاد واخبار العباد: ۱۹۶/۱۔

یہی واقعہ تفسیر رازی میں الفاظ کے ذرا سے بدلاؤ کے ساتھ یوں آیا ہے کہ حضرت یزید بن ہارون وقت کے بہت بڑے واعظ و زاہد گزرے ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر ان سے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا: پروردگار نے مجھے بخش دیا۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ منکر نکیر نے جب میری قبر میں آ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو میں نے جواباً کہا: کیا تمہیں اِس بوڑھے شیخ سے جس نے کہ اپنی پوری زندگی لوگوں کو راہِ خدا کی طرف بلانے میں گزار دی' یہ سوال کرتے ہوئے کچھ حیا نہیں آتی کہ ''تمہارا رب کون ہے؟''۔(۱)

یہی واقعہ ذرا تفصیل سے یوں بھی ملتا ہے۔ حضرت حوثرہ بن محمد منقری بصری فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون واسطی کو اُن کے سانحہ اِرتحال کے چوتھے دن خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میری نیکیاں قبول کرلیں، اور برائیوں سے درگزر فرمادیا........ میں نے پوچھا: پھر کیا ہوا؟ فرمایا: کریم سے فضل وکرم ہی کی تو توقع ہوتی ہے، پھر اس نے میرے گناہوں کو معاف کردیا اور مجھے خلد آشیاں فرمادیا۔ میں نے پوچھا: یہ سارا کچھ کن اِعمال کے باعث ہوا؟ فرمایا: صدق گوئی، ذکر کی مجلسوں میں کثرت سے شرکت کرنے، حق کی طرفداری کرنے، نماز میں لمبے لمبے قیام کرنے، اور فقر وفاقہ پر صبر وقناعت کرنے کی وجہ سے۔

---

(۱) تفسیر رازی: ۲/۳۷...... تفسیر نیسا پوری: ۱/۲۱۰...... نشوار المحاضرہ: ۱/۴۰۲۔

☆ امام خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں حضرت علی والے واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ حضرت احمد بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون کو کہتے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ رب العزت کو خواب میں دیکھا تو اس نے مجھ سے فرمایا: اے یزید! تم حریز بن عثمان سے حدیثیں کیوں لیتے ہو؟ میں نے عرض کیا: مولا! میں نے تو بظاہر ان میں بھلائی کے سوا کچھ نہ دیکھا فرمایا: آئندہ اس سے کوئی حدیث نقل نہ کرنا کیوں کہ وہ علی مرتضٰی کو برا بھلا کہتا ہے۔ (تاریخ مدینۃ دمشق: ۱۲/۳۵۰...... الرؤیا: ۱/۱۰۲)

اللہ جل مجدہ کو خواب میں دیکھنا بڑی سعادت ہے۔ امام ابن سیرین نے نقل فرمایا ہے :

من رأى ربه في المنام دخل الجنة .

یعنی جو خواب میں اللہ رب العزت کی زیارت سے مشرف ہوا وہ جنت میں جائے گا۔ -چریا کوٹی-

☆ سنن دارمی: ۶/۴۰۰ حدیث: ۲۲۰۵...... حلیۃ الاولیاء: ۱/۳۳۴۔

میں نے پوچھا: کیا منکرنکیر واقعی حق ہیں؟ فرمایا: اوہ، اپنے مالک ومولیٰ کی عزت وجلال کی قسم ! وہ میری قبر میں آئے، اور مجھے اُٹھا کر بٹھایا اور پوچھا: تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور تمہارا نبی کون ہے؟ یہ سوالات سن کر میں نے اپنی سفید داڑھی مٹی میں رگڑنا شروع کر دی اور کہا: کیا مجھ جیسے اِنسان سے ایسا سوال کر رہے ہو؟ مجھے یزید بن ہارون واسطی کہتے ہیں۔ اور میں دنیا میں ساٹھ سال تک لوگوں کو یہی سب سکھا تا چلا آیا ہوں۔ تو اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: سچ کہتے ہیں، یہی یزید بن ہارون ہیں۔ (مژدہ ہو تجھے ہارون!) دلہن کے سونے کی مانند سو جا آج کے بعد پھر کبھی تجھے کسی قسم کی وحشت وگھبراہٹ نہیں ہوگی۔(۱)

حضرت محمد بن اسماعیل صائغ کو یہ کہتے سنا گیا کہ میں نے حضرت یزید بن ہارون کو خواب میں دیکھا اور ان سے استفسار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کس عمل کی وجہ سے ؟ فرمایا: اس حدیث کی وجہ سے جس کی میں لوگوں میں تشہیر وتبلیغ کیا کرتا تھا۔(۲)

حضرت ابوعبداللہ مروزی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے یزید بن ہارون کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: پروردگار نے میرے لیے پوری جنت' مباح فرما دی ہے۔ پوچھا: قرآن کی وجہ سے؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: پھر کس وجہ سے؟ فرمایا: حدیث کی وجہ سے۔(۳)

(۱) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ۵/ ۲۴۷ حدیث: ۱۷۳۸......الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ: ۱/ ۲۷۸......تاریخ دمشق: ۳۵۱/۱۲...... : ۱/ ۳۰۳......مختصر منہاج القاصدین مقدسی: ۴/ ۱۷۹۔

(۲) جامع بیان العلم وفضلہ: ۲/ ۱۱۵ حدیث: ۵۸۲۔

(۳) شرف اصحاب الحدیث: ۱/ ۲۷۵ حدیث: ۲۲۳......المنامات: ۱/ ۳۷۱ حدیث: ۲۶۸۔

حضرت سلمان بن مہران اعمش

حضرت جریر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اعمش کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابومحمد! کیا حال ہے آپ کا؟ فرمایا: مغفرتِ الٰہی سے سرفراز ہوگیا ہوں۔ والحمد للہ رب العالمین۔(۱)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

حضرت عباد تمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوحنیفہ! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: آپ کے علم کی وجہ سے؟ فرمایا: کیسی باتیں کررہے ہو؟ علم کے لیے ایسی ایسی شروط اور آزمائشیں ہیں کہ کم ہی لوگ ان سے نجات پا پاتے ہیں۔

میں نے پوچھا: پھر کس وجہ سے آپ کی مغفرت ہوئی؟ فرمایا: میرے متعلق لوگوں کی خوش گمانی کی وجہ سے۔(۲)

حضرت عبداللہ بن عون

حضرت ابوالربیع زہرانی بڑے پرہیز گار لوگوں میں ہوئے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے ایک پڑوسی نے آکر کہا: میں نے ابن عون کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: دوشنبہ کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے میرا نامہ اعمال مجھ پر پیش ہوا اور پھر پروردگار نے مجھے بخش دیا، اور آپ کا وصال بھی دوشنبہ کے دن ہی ہوا تھا۔(۳)

---

(۱) تاریخ بغداد: ۹۴/۴۔
(۲) جامع بیان العلم وفضلہ: ۳۶۳/۲ حدیث: ۸۱۱......طبقات الکبریٰ شعرانی: ۵۱/۱۔
(۳) تاریخ دمشق: ۳۷۳/۳۱۔

یکے از صالحین کا قول ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں: لوگو! ابن عون کی زیارت کے لیے جایا کرو؛ کیوں کہ اس کے دل میں اللہ و رسول کی محبت کے چراغ روشن ہیں۔(۱)

حضرت علی بن قاسم بن ابوالغیث

حضرت شیخ علی بن قاسم بن ابوالغیث ایک نیک خصلت انسان ہوئے ہیں۔ اپنی حسن صوت اور خوش نغمگی کے باعث آپ اَذان دیا کرتے تھے۔ انھیں کسی نے خواب میں نہایت ہی عمدہ و اعلیٰ حالت میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا، اور بخشش کا بہانہ یہ ہوا کہ ایک دن میں نے سخت آدھی طوفان، بلا کی ٹھنڈی اور تاریک رات میں اَذان دی تھی۔(۲)

حضرت یونس بن ابواسحٰق سبیعی

یکے از مجاہدین یرموک حضرت یونس کو حضرت رافع نے خواب میں دیکھا کہ وہ یاقوت و جواہر سے مرصع ہیں، پیروں میں سونے کی جوتیاں پڑی ہوئی ہیں، اور ایک سرسبز و شاداب باغ میں وہ چہل قدمی کر رہے ہیں۔ پوچھا: اے یونس! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: پروردگار نے مجھے بخش دیا اور میری دنیاوی بیوی کے بدلے ستر حوروں کو میرے حبالہ عقد میں دے دیا، اور وہ ایسی پیکر حسن و جمال ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک اگر دنیا کو اپنا چہرہ کھول کر دکھا دے تو اس کی درخشانی و تابانی کے آگے شمس و قمر ماند پڑ جائیں- پس اللہ تم لوگوں کو جزائے خیر سے نوازے-

---

(۱) رسالہ قشیریہ: ۱/۱۷۷۔
(۲) تحفۃ المحبین والاصحاب فی معرفۃ ماللمدنیین من الانساب: ۱/۱۰۲۔

حضرت رافع کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب جب حضرت خالد بن ولید کو سنایا تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! وہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوگیا ہے۔ بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنھیں یہ رُتبہ ملے۔(۱)

حضرت ابوعبداللہ بن ابوسلمہ

ایک مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ بن ابوسلمہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: کیا حال ہے آپ کا؟ فرمایا: میرے بھائی! غفلت میں چلے پھرے، غفلت ہی میں اُٹھنا بیٹھنا ہوا، پوری زندگی غفلت کی نذر ہوگئی، اور اَنجامِ کار غفلت ہی کی حالت میں دنیا سے رخصت بھی ہوئے۔(۲)

حضرت سفیان ثوری

حضرت قبیصہ بن سفیان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو اُن کے سانحہ اِرتحال کے بعد خواب میں دیکھا اور اُن سے پوچھا: یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو شعر کی زبان میں جواب دیا :

نظـرتُ إلى ربي عيانا فقال لي — هنيئا رضائي عنک یاابن سعد

لقدكنت قوّاما إذا الليل قد دجا — بعـبرة محـزون و قلب عميـد

فدونک فاختر أي قصر تريده — و زرني فـإني منک غير بعيد

یعنی میں نے اپنے پروردگار کی طرف پراُمید نگاہوں سے دیکھا تو اس نے فرمایا: اے ابن سعد! تیرے لیے مژدۂ جاں فزا ہے کہ میں تم سے راضی ہوں۔

(۱) فتوح الشام: ۱/۲۶۔

(۲) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۶۔

(وجہ اس کی بس اتنی ہے کہ) تو رات کی تاریکیوں میں برستی آنکھوں اور دل گرفتگی کے ساتھ 'قیام' کیا کرتا تھا۔

لہٰذا آج اپنی پسند کے مطابق (بہشت کا) جو محل جی میں آئے لے لو، اور جب مرضی ہو میری زیارت سے مشرف ہو لیا کرو کہ میں تم سے کوئی دور نہیں۔(۱)

حضرت سفیانِ ثوری رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھ پر اپنا خاص رحم و کرم فرما دیا۔ پوچھا گیا: حضرت عبداللہ بن مبارک کس حال میں ہیں؟ فرمایا: وہ تو ان خوش بختوں میں سے ایک ہیں جو ہر روز دو مرتبہ بارگاہِ رب العالمین کی حضوری سے سرفراز ہوتے ہیں۔(۲)

حضرت سفیان ثوری کے خادم ابو حماد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابو عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مالک و مولا نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: پھر عبداللہ بن مبارک کہاں ہیں؟ فرمایا: اپنا سر اوپر اُٹھا کر دیکھو، وہ جو چمکتا ہوا ستارہ نظر آ رہا ہے وہی ابن مبارک کی منزل ہے۔(۳)

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: جیسے ہی مجھے زیر لحد رکھا گیا، میری' مولا جل و علا کی بارگاہ میں پیشی ہوئی، بہت ہی مختصر اور آسان سے حساب کے بعد پھر مجھے جنت میں داخل ہونے کا پروانہ جاری ہو گیا۔ پھر کیا تھا میں

(۱) تفسیر ثعالبی: ۳/۳۱۷...... بستان العارفین: ۱/۹...... العاقبۃ فی ذکر الموت: ۱/۲۲۲۔
(۲) النور السافر عن اخبار القرن العاشر: ۱/۱۶۶...... تاریخ دمشق: ۳۲/۴۸۱...... آثار البلاد و اخبار العباد: ۱/۱۸۷۔
(۳) تہذیب الکمال: ۱۳/۲۷۶۔

جنت کے باغات اور اس کی نہروں کی سیر کررہا تھا اور یہاں کسی حس و حرکت کا کوئی گزر نہیں۔ اتنے میں بھینی سی ایک آواز مجھے سنائی دی: اے سفیان بن سعید! یاد کرو تم نے اپنی خواہشوں پر ذاتِ باری تعالیٰ کو ترجیح دیا تھا۔ میں نے کہا: بلاشبہہ پروردگار۔ پھر اتنے میں جنتی حوروں نے آ کر مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا۔(۱)

حضرت ابراہیم بن اعین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو عالم خواب میں دیکھا کہ آپ کی داڑھی بالکل سرخ ہوگئی ہے، میں نے پوچھا: اے ابوعبد اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ بتائیں کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میں اس وقت صاحبانِ کرامت اور پیکرانِ طاعت سفیروں (رسولوں یا فرشتوں) کے ساتھ ہوں۔(۲)

حضرت مومل بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! کیا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی؟ فرمایا: ہاں!۔(۳)

حضرت موسیٰ بن حماد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو عالم خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے اندر ایک ڈالی سے دوسری ڈالی پر اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اُڑ کر آ جا رہے ہیں، میں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! یہ مقام آپ کو ملا کیسے؟ فرمایا: زہد و ورع کی بنیاد پر۔ میں نے پوچھا: پھر وہ حضرت علی بن عاصم کا کیا بنا؟ فرمایا: وہ تو اس بلندی پر ہیں کہ ہمیں تاروں کے سے نظر آتے ہیں۔(۴)

---

(۱) :۱/۷ ۳۳......غذاء الالباب:۴/ ۳۳......لفتۃ الکبد فی نصیحۃ الولد:۱/ ۱۰۔
(۲) معجم ابن المقرئ:۳/ ۱۰۵حدیث:۱۰۵۰......الکامل ابن عدی:۱/ ۸۲......العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/ ۲۲۲۔
(۳) حلیۃ الاولیاء:۳/ ۱۴۲......الجرح والتعدیل:۱/ ۱۲۱......العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/ ۲۲۲۔
(۴) تہذیب الکمال: ۲۰/ ۵۱۹......تاریخ بغداد: ۵/ ۲۲۶......الانساب سمعانی: ۴/ ۴۸۳......العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/ ۲۲۲۔

حضرت ابوخالد احمر کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن سعید کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! کیا حالات ہیں اُدھر کے؟ فرمایا: بہترین حالت میں ہوں۔ دنیا کے غم والم سے آزاد ہوا اور رحمت مولا کی چھاؤنی میں آباد ہوگیا۔(۱)

حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار میں کہیں سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک عورت کو اپنے سر پر ایک میت اُٹھائے دیکھا جس پر لوگ پتھر برسا رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اس کے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے؟ کہا: یہ میرا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نہایت نافرمان تھا اور خلق خدا کی ایک ذرا شرم اس کے اندر نہ تھی۔

میں نے کہا: لاؤ ذرا میں بھی تمہارا ہاتھ بٹادوں، چنانچہ میں نے بھی کاندھا دیا، اس کے لیے ایک قبر کھودی اور اسے لٹا دیا، تدفین سے فراغت کے بعد میں نے اسے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی تلقین کی۔ جب تلقین کردی تو اس عورت نے کہا: اے ابراہیم! مجھ سے آڑ کرلو؛ چنانچہ میں ایک دیوار کے پیچھے چلا گیا۔ اب اس کی ماں اٹھی اور قبر سے اپنے سینے کو لگایا اور اس پر اپنے رخسار ملتے ہوئے گویا ہوئی: کاش مجھے معلوم ہوجاتا کہ تمہارا حشر کیا ہوا اور تم سے کیا کہا گیا۔ پھر وہ وہاں سے اُٹھ کر چلتی بنی۔

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں: جب وہ چلی گئی تو میں قبر کے پاس آکر بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنے لگا، اتنے میں نیند کا ایک جھونکا آیا اور مجھے اپنی آغوش میں لے لیا، اب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو شخص آئے اور قبر کو شق کردیا، اس میں اُترے اور میت کو بٹھایا، ان میں سے ایک نے اس کی آنکھ سونگھ کر کہا: بڑی خائن و بے باک آنکھ ہے جسے کبھی

---

(۱) تاریخ بغداد: ۴/۱۶۷۔

خشیت الٰہی میں رونا نصیب نہ ہوا۔ پھر اس کا ہاتھ چھوتے ہوئے کہا: عیب دار ہاتھ جو اچھائیوں سے بدکتا رہا۔ پھر اس کا پیٹ سونگھ کر کہا: پورا پیٹ حرام خوریوں سے بھرا ہوا ہے حلال کا کوئی نوالہ نظر نہیں آ رہا۔ پھر اس کی شرم گاہ سونگھ کر کہا: یہ تو تاحیات اللہ کی نافرمانیوں میں مشغول رہی۔

اب اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ کہا: دیکھیں اس کے لیے کیا پیغام ہے؛ چنانچہ وہ ایک لمحے کے لیے غائب ہوا پھر آ کر کہا: اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اُس نے اِس کے سارے گناہوں کو آبِ عفو وغفران سے دھل دیا ہے۔

دوست نے پوچھا: وہ کیوں کر؟ کہا: اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے، میں نے تو اس سے تفصیلات بتا دی تھیں کہ اے پروردگار ہم نے اسے ایسا ایسا پایا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: کیا تو نے اس کا دل بھی سونگھا تھا؟، میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اس کے دل کے ایک گوشے میں توحید کی شمع فروزاں تھی، مخلوق نے جب اس سے قطع تعلق کرلیا تو میں نے اپنا تعلق اس سے جوڑ لیا تھا، اور وہ اس کے متعلق میری رحمت سے مایوس ہو چلے تھے جب کہ میں نے اس پر اپنی نگاہِ رأفت ومروّت ڈال دی تھی جس کے باعث اس کی مغفرت یقینی ہوگئی۔(۱)

حضرت حماد بن سلمہ

حضرت عبدالواحد بن غیاث ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے کہا میں نے حماد بن سلمہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے بخشا بھی، رحمتِ خاص بھی فرمائی اور داخلِ بہشت بھی کیا۔

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۱۷۔

میں نے پوچھا: کس عمل کے صلے میں؟ فرمایا: محض میری اِس دعا کے باعث :

يا ذا الطَّول، يا ذا الجَلال و الإكرَام، يا كريم أسْكِني الفِردوس. (۱)

حضرت شیخ یعلی

حضرت محمد بن اسحٰق ثقفی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ یعلی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: اور آپ کے بھائی محمد بن عبید کو؟، فرمایا: وہ مجھ سے بلند تر مقام پر فائز ہے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: کیوں کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیا کرتا تھا۔(۲)

حضرت خلیل بن احمد فراہیدی

حضرت محمد بن خالد کہتے ہیں کہ مجھ سے نصر بن علی جہضمی کے والد نے فرمایا کہ میں نے خلیل بن احمد کو خواب میں دیکھا تو نیند ہی میں ان سے کہتا ہوں کہ میں نے خلیل سے زیادہ دانشمند اور صاحب علم کسی اور کو نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا: خلیل! یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: ہم کس حالت میں ہیں اسے لفظوں میں بیان نہیں کرسکتے؛ تاہم میری آپ کو ایک نصیحت ہے کہ **سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ و لا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ أکبر** سے بہتر اور افضل کوئی چیز نہیں؛ (لہٰذا اُس پر مداومت برتیں)۔(۳)

---

(۱) المنامات:۱/۴۶۲ حدیث:۳۴۳......نور القبس:۱/۱۷۔

(۲) تاریخ دمشق:۳۹/۵۰۷......تاریخ بغداد:۱/۴۶۶۔

(۳) اقتضاء العلم العمل خطیب بغدادی:۱/۱۶۱ حدیث:۱۵۳......المنامات:۱/۱۱۰ حدیث:۷۵......بستان العارفین:۱/۱۹......الوافی بالوفیات:۴/۳۸۳......نور القبس:۱/۲۶۔

انھیں سے ایک دوسری روایت یوں ہے۔ حضرت نصر بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا: میں نے خلیل بن احمد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: تمہاری نجات کا سامان کیا تھا؟ فرمایا: **لا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم** . میں نے پوچھا: پھر تمہارے علم عروض اور شعر واَدب کا کیا بنا؟، کہنے لگے: وہ تو **هباءً منثوراً** (بکھرے ہوئے غبار) ہوگئے۔(۱)

خلیل بن احمد کو اُن کے وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے میرے علم عروض وقوافی ولغت نے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے داخل بہشت صرف اس بنیاد پر کیا کہ میں اپنے گاؤں میں بوڑھوں کو سورۂ فاتحہ پڑھایا اور سکھایا کرتا تھا۔(۲)

حضرت امام مالک بن انس

حضرت امام مالک بن انس کو خواب میں دیکھا گیا اور ان سے دریافت کیا گیا کہ یہ بتائیں: اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ کیسا معاملہ رہا؟، فرمایا: میرے ایک کلمہ کی وجہ سے اس نے میری مغفرت فرمادی جسے میں کوئی جنازہ دیکھتے وقت پڑھا کرتا تھا، اور خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ بھی یوں ہی کہا کرتے تھے، وہ کلمہ یہ ہے :

سُبحانَ الحيِّ الذي لا يَموتُ . (۳)

(۱) اقتضاء العلم العمل خطیب بغدادی: ۱/۱۶۲ حدیث: ۱۵۴...... فیض القدیر: ۳/ ۱۳۱...... بستان العارفین: ۱/۱۹۔ (۲) دروس شیخ عائض قرنی: ۱۹/۴۴۔

(۳) حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب: ۶/۱۳۹...... ترتیب المدارک وتقریب المسالک: ۱/۷۸...... نزہۃ المجالس و منتخب النفائس: ۱/۶۰...... الرسالۃ القشیریۃ: ۱/۱۷۷۔

حضرت ابو اِسماعیل حماد بن زید ازدی

حضرت ابان بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت حماد بن زید کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میں تو بخشا گیا۔ پوچھا گیا کہ پھر حماد بن سلمہ کے ساتھ کیا ہوا؟، فرمایا: کیا باتیں کررہے ہو، وہ تو اعلیٰ علیین کے اندر آشیاں نشیں ہیں۔(۱)

حضرت رابعہ عدویہ بصریہ

جس وقت حضرت رابعہ بصریہ کا اِنتقال ہوا تو اُن کی دینی بہنوں میں سے کسی نے انھیں خواب میں دیکھا کہ وہ سندسی دوپٹے کے ساتھ ریشمی جوڑے میں ملبوس ہیں؛ حالاں کہ ان کی تکفین ایک جبہ اور اون کے دوپٹے میں ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا: جس جبہ اور کمبل میں آپ کو کفنایا گیا تھا وہ کیا ہوا؟، فرمایا: اسے اُتار کر بدلے میں یہ پہنا دیا گیا ہے۔ اور میرے کفن کو لپیٹ کر سربمہر علیین میں رکھ دیا گیا ہے؛ تاکہ ان گدڑیوں کا ثواب بروزِ قیامت مجھے مل سکے......۔

میں نے پوچھا: عبدہ بنت ابوکلاب کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ فرمایا: واہ! قسم بخدا! وہ ہم سے درجوں بازی لے گئی۔ میں نے پوچھا: اس کی وجہ کیا ہے؛ حالاں کہ لوگوں کی نگاہوں میں تو آپ کا مرتبہ عبادت اور مقام ریاضت ان سے بڑھ کر تھا۔ فرمایا: ان کے توکل علی اللہ کا حال یہ تھا کہ انھیں دنیا کی صبح وشام میں کبھی کوئی فکر اور حیرانی نہیں دامن گیر ہوتی تھی، اور وہ ہر حال میں اللہ کے بھروسے ہوا کرتی تھیں۔

---

(۱) حلیۃ الاولیاء:۳/۷۷......تہذیب الکمال:۷/۲۶۸۔

میں نے پوچھا: پھر ابو مالک یعنی حضرت ضیغم کا کیا بنا؟ فرمایا: وہ تو اس منزل پر فائز ہیں کہ جب چاہیں دیدارِ الٰہی سے فیض یاب ہو لیں۔

میں نے پوچھا: حضرت بشر بن منصور کس حال میں ہیں؟ فرمایا: واہ کیا بات ہے قسم بخدا! انھیں اتنا کچھ ملا جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہ پھر مجھے کچھ ایسی نصیحتیں فرمائیں جس سے قرب ورضائے مولا حاصل ہو جائے۔ فرمایا: جتنا زیادہ اللہ کا ذکر کر سکتی ہو کرو۔ عنقریب اس کی برکات سے تمھیں اپنی قبر کے اندر اچھی حالت میں رہنا نصیب ہوگا۔(۱)

حضرت ابو بکر ضیغم بن مالک راسبی

حضرت ضیغم رضی اللہ عنہ نے کوئی بیس حج اَدا کیے، اور بیس سال میدانِ جہاد میں گزارا۔ ان کے انتقال کے بعد کسی نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھا: ضیغم! کیا لے کر میرے پاس آئے ہو؟۔

میں نے کہا: مولا! بیس حج کا تحفہ۔ فرمایا: مگر ان میں سے ایک بھی میری بارگاہ میں مقبول نہیں ہوا۔

میں نے کہا: بیس سال قرآن مجید کی تلاوت۔ فرمایا: وہ بھی مجھے قبول نہیں۔

میں نے کہا: بیس سال جہاد۔ فرمایا: مجھے وہ بھی منظور نہیں۔

پھر میں نے کہا: پروردگار! میں تیرے سامنے کنگال وفقیر ہوں۔ تو فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر مجھے یہ بات نہ معلوم ہوتی کہ تم ایک دن وقت فوت

(۱) الروح: ۲۴/۱...... العاقبۃ فی ذکر الموت: ۲۲۴/۱۔

ہونے کے خوف سے اَدائیگی فرض کی خاطر اپنے اندرونِ گھر سے نکل کر باہر صحن میں زوال کا وقت دیکھنے آئے تھے تو آج میں تجھے آتشِ جہنم کا عذاب چکھاتا۔ تو بس اس (ایک عمل) کے سبب اس کریم پروردگار نے مجھے جنت میں داخلے کا مجاز قرار دیا۔(۱)

حضرت ابو اسحٰق دعرنی فرماتے ہیں کہ میں نے ۲۴ رمضان کو شب جمعہ میں سعید بن منصور کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابو محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟، تو انھوں نے پہلوتہی برتی اور جواب سے محروم رکھا۔ میں نے پوچھا: پھر حضرت ضیغم کا کیا بنا؟، فرمایا: وہ تو لمحوں میں بارگاہِ الٰہی تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔(۲)

عابد مشہور حضرت ابن ثعلبہ فرماتے ہیں کہ میں نے ضیغم بن مالک کو پس انتقال خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں: اے ابن ثعلبہ! تو نے میری نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھی؟، تو میں نے معذرت کی کہ فلاں ضرورت کے باعث میں شامل نہ ہوسکا۔ فرمایا: اگر تمہیں میری نمازِ جنازہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوتی تو تمہارا دماغ ٹھنڈا ہوجاتا یعنی تم کامیاب ہوجاتے اور بخشے جاتے۔(۳)

حضرت عبداللہ بن مبارک

حضرت زکریا بن عدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو عالم خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: حدیث کی خاطر سفر کرنے کی وجہ سے اس نے میری مغفرت فرمادی۔(۴)

---

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۵/۱۔

(۲) المنامات: ۱/۷۸ حدیث: ۵۱۔

(۳) العاقبۃ فی ذکر الموت: ۱/۲۲۵۔

(۴) الرحلۃ فی طلب الحدیث: ۱/۱۷ حدیث: ۱۵...... سیر اعلام النبلاء: ۸/ ۴۱۹...... الکامل لابن عدی: ۱/۱۰۴...... تاریخ اسلام ذہبی: ۳/۳۸۸...... شرف اصحاب الحدیث خطیب بغدادی: ۱/۷۷ حدیث: ۲۲۵...... تاریخ دمشق: ۳۲/۴۸۴۔

حضرت محمد بن فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک کوخواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟، فرمایا: اس نے اپنی خاص مغفرت سے مجھے نوازا۔ میں نے پوچھا: کس عمل کی بنیاد پر؟، فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت اور اپنے ہاتھ سے اِشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تلوار چلانے کی وجہ سے۔ نیز مجھ سے فرمایا: اے ابومحمد! آج جنت کی ایک اعلیٰ حور نے مجھے شرفِ ہم کلامی بخشا ہے۔(۱)

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کوخواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟، فرمایا: شروع میں بڑی سختی ہوئی اور مجھے تین سال صرف اس لیے کھڑا رکھا گیا کہ میں نے ایک مرتبہ کسی بدعقیدہ پر لطف و مہربانی اور مہر و مروّت کی نظر ڈالی تھی، تو مجھ سے کہا گیا: تونے ہمارے دشمن کے ساتھ دشمنی کیوں نہیں جتائی؛ تو اندازہ لگائیں کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جو جانکاری کے باوجود ظالموں اور بدمذہبوں کی مجلسوں میں نشست رکھتا ہے۔(۲)

حضرت صخر بن راشد فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو اپنے ایک خواب کے اندر دیکھ کر پوچھا: کیا آپ کا اِنتقال نہیں ہوگیا؟ فرمایا: کیوں نہیں!۔ میں نے پوچھا: پھر آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے ایسی مغفرت عطا فرمائی جس نے میرے سارے گناہوں کو غلط کردیا۔

میں نے پوچھا: وہ حضرت سفیان ثوری کہاں ہیں؟ فرمایا: کیا بات ہے! وہ توان لوگوں میں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعامِ خاص ہوا یعنی انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین، اوران کی دوستی کتنی اچھی دوستی ہے۔(۳)

(۱) شعب الایمان بیہقی: ۴۴/۵ حدیث: ۱۹۷۶......تاریخ دمشق: ۴۸۳/۳۲۔
(۲) تفسیر روح البیان: ۴۴۷/۱۱۔
(۳) تاریخ دمشق: ۴۸۲/۳۲۔

حضرت امام کسائی

حضرت حمید رواسی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام کسائی کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کہاں تک پہنچے؟، فرمایا: داخلِ بہشت ہو چکا ہوں۔

میں نے پوچھا: وہ کس عمل کے باعث؟، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی برکت سے مجھ پر رحم وکرم فرمادیا۔

حمید رواسی کہتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ انھیں ''رحمہ اللہ'' کہتا ہوں اور اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔(۱)

حضرت احمد بن جعفر کہتے ہیں کہ ایک شخص امام کسائی کو برا بھلا کہا کرتا تھا، لوگوں کے منع کرنے پر بھی وہ باز نہ آتا تھا، پھر کچھ دنوں کے بعد وہ خود ہی آیا اور آکر کہنے لگا: اے ابوجعفر! میں نے امام کسائی کا پُرنور چہرہ خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوالحسن! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمایا: قرآن کی برکت سے اس نے میری مغفرت فرمادی۔ نیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم کسائی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، یارسول اللہ۔ فرمایا: پڑھو۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا پڑھوں۔ فرمایا: ''و الصّافات صفاً'' کی تلاوت کرو۔ چنانچہ میں نے ''وَ الصَّافَّاتِ صَفًّا فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ'' پڑھا تو آپ نے اَپنا دست مقدس رانِ مبارک پر ٹھوک کر فرمایا: کسائی! فرشتے تم پر فخر و مباہات کرتے ہیں۔(۲)

---

(۱) المنامات:۱/۱۲۴، رقم:۸۳......المجالسۃ وجواہر العلم:۱/۶۵......معرفۃ القراء الکبار:۱/۱۸۳۔
(۲) تاریخ بغداد:۵/۲۰۵۔

ابومسحل عبدالوہاب بن حریش کہتے ہیں کہ میں نے امام کسائی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: قرآن کے نام پر اس نے میری لاج رکھ لی، اور میری بخشش فرمادی۔

میں نے پوچھا: پھر حمزہ زیات اور سفیان ثوری کا کیا بنا؟ فرمایا: وہ ہمارے اوپر ہیں۔ ہم انھیں دمدار ستارے کی مانند کبھی کبھی دیکھ پاتے ہیں۔(۱)

حضرت یزید بن زریع عیشی

حضرت نصر بن علی فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن زریع کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے سیدھا جنت میں داخل کردیا۔ میں نے پوچھا: کس وجہ سے؟، فرمایا: میری کثرتِ نماز کی وجہ سے۔(۲)

حضرت خالد بن حارث

حضرت علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خالد بن حارث کو سفید کپڑے میں ملبوس عالم خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اس نے مجھے بخش تو دیا تاہم یہ ایک بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔

میں نے پوچھا: پھر حضرت یحییٰ قطان کا کیا بنا؟ فرمایا: وہ ہمارے اوپر ہیں۔
میں نے پوچھا: اور یزید بن زریع کس حال میں ہیں؟ فرمایا: وہ تو مقام علیین میں آشیاں نشیں ہیں اور ہر دن دوبارہ رؤیتِ باری تعالیٰ سے سرفراز ہوتے ہیں۔(۳)

(۱) تاریخ بغداد: ۵/۲۰۷...... صفۃ الصفوۃ: ۱/۳۳۹...... البدایہ والنہایہ: ۱۰/۲۱۹۔
(۲) طبقات المحدثین باصبہان: ۳/۹ حدیث: ۷۱۷...... العبر فی خبر من غبر: ۱/۵۳...... سیر اعلام النبلاء: ۸/۲۹۷...... تہذیب الکمال: ۳۲/۱۲۹...... تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۵۶...... تاریخ اسلام ذہبی: ۳/۴۲۳۔
(۳) المنامات: ۱/۴۳۷ حدیث: ۲۷۰...... سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۸۷...... تاریخ اسلام ذہبی: ۴/۷۔

حضرت فضیل بن عیاض

حضرت فضیل بن عیاض کو اُن کے وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے پروردگارِ عالم کی ذاتِ اقدس سے بڑھ کر کسی اور کو بندوں کا اِتنا خیر خواہ نہیں دیکھا۔(۱)

حضرت علامہ ابن عساکر کسی مکی شخص سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا کہ میں نے خواب میں حضرت سعید بن سالم قداح علیہ الرحمہ کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اس قبرستان میں سب سے افضل کون شخص ہے؟۔

انھوں نے اشارہ سے بتایا کہ فلاں قبر والا ہم میں سب سے افضل ہے۔ میں نے اس کی افضلیت کی وجہ پوچھی، تو مجھے بتایا گیا کہ اس کو مصائب وآلام سے آزمایا گیا تو اس نے صبر کو اِختیار کیا۔

میں نے پوچھا فضیل بن عیاض کس حال میں ہیں؟ اس نے جواب دیا: ان کو ایک ایسا حلہ پہنایا گیا ہے کہ تمام جہان اس کے ایک کنارے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔(۲)

حکایتوں میں آتا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ کے ایک شاگرد پر کیفیتِ نزع طاری ہوئی۔ حضرت فضیل کو پتا چلا تو وہاں پہنچے اور موت کی سختی کو دیکھتے ہوئے اس کے سرہانے بیٹھ کر سورۂ یٰسین پڑھنے لگے۔

کہا: اے اُستادگرامی! میرے سامنے کچھ نہ پڑھیں؛ چنانچہ آپ خاموش ہوگئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اسے کلمہ شہادت کی تلقین کی۔

---

(۱) الروح:۱/۲۴۔ (۲) ابن عساکر بحوالہ: شرح الصدور مترجم:۴۶۱۔

تو وہ کہنے لگا: میں کلمہ نہیں پڑھ سکتا اور میں اس سے بری ہوں؛ چنانچہ اسی حال میں اس کی روح پرواز کرگئی۔

حضرت فضیل کو اس واقعے نے دلی صدمہ پہنچایا۔ آپ گھر آئے اور چالیس دن تک برابر روتے رہے، اس دوران گھر سے باہر بھی نہیں نکلے۔ ایک دن اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جایا جارہا ہے۔ تو پوچھا: کس چیز نے تیرے دل سے علم ومعرفت کی شمع گل کردی، جب کہ میں تمھیں اپنا شاگرد سمجھتا رہا؟۔

کہنے لگا تین چیزوں نے مجھے اس وبال میں جھونک دیا ہے۔ ایک تو چغل خوری کہ آپ سے کچھ کہتا تھا اور اپنے دوستوں سے کچھ اور۔ دوسری حسد کہ میں اپنے دوستوں کے خلاف' حسد کی آگ میں جل رہا تھا۔ اور تیسری یہ کہ مجھے ایک ایسی لاعلاج بیماری لاحق تھی جس سے چھٹکارا پانے کے لیے طبیب کی تجویز کے مطابق مجھے ہر سال شراب کا ایک پیالہ پینا پڑتا تھا۔

تو اصلاً یہی تین چیزیں میرے جہنم رسید ہونے کا سبب بن گئیں۔(۱)

امام محمد شیبانی، امام ابو یوسف، امام ابو حنیفہ

حضرت اسماعیل بن ابورجا فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: پروردگار نے مجھے بخش دیا۔ نیز فرمایا: محمد! اگر مجھ کو تجھے عذاب دینا منظور ہوتا تو علم کا یہ خزانہ میں تیرے اندر نہ رکھتا، اور تجھے منبع فضل وکمال نہ بناتا!۔

پھر میں نے پوچھا: قاضی ابو یوسف کہاں ہیں؟ فرمایا: مجھ سے دو درجہ اوپر۔

(۱) تفسیر روح البیان اسماعیل حقی: ۳/۲۹۷۔

میں نے پوچھا: اور امام ابوحنیفہ؟ فرمایا: کیا باتیں کررہے ہو وہ تو امام یوسف سے درجوں اوپر ہیں، اور اعلیٰ علیین میں جلوہ فرما ہیں۔(۱)

حضرت یحییٰ بن خالد

یحییٰ بن خالد' حضرت سفیان بن عیینہ کی بارگاہ میں ہر ماہ ایک ہزار درہم کی رقم بھجوادیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سفیان کو حالتِ سجود میں یہ دعا کرتے سنا گیا: اے اللہ! جس طرح یحییٰ دنیا میں مجھے عزت دے رہا ہے یوں ہی آخرت میں تو اس کا پردہ رکھ لینا؛ چنانچہ جب یحییٰ بن خالد کا اِنتقال ہوا تو اس کے کسی بھائی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا: فقط حضرت سفیان کی دعاؤں کی برکت سے میری بخشش ہوگئی۔(۲)

حضرت محمد بن یزید واسطی

حضرت یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یزید واسطی کو اُن کی موت کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کس بنیاد پر؟، فرمایا: ایک دن ایسا ہوا کہ ایک مجلس میں ہم لوگ بروزِ جمعہ بعد نمازِ عصر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں حضرت ابوعمرو بصری تشریف لے آئے، انھوں نے دعا فرمائی اور ہم نے اس پر آمین کہا تو اللہ تعالیٰ نے بس اسی عمل کی بنیاد پر ہمیں بخش دیا۔(۳)

---

(۱) درمختار: ۵۴/۱ ...... ردمختار: ۱۲۴/۱ ......الجامع الصغیر: ۳۴/۱ ...... تہذیب الاسماء: ۱۰۲/۱ ...... تاریخ بغداد: ۱۸۲/۲ ......تاریخ الاسلام ذہبی: ۴۰۶/۳ ۔

(۲) المنتظم: ۱۸۵/۳ ......معجم الادباء: ۲/۳ ......تفسیر روح البیان: ۴۰۳/۱ ...... وفیات الاعیان: ۲۲۸/۶ ......البصائر والذخائر: ۳۷۶/۱ ۔

(۳) المنامات: ۴۵۹/۱ حدیث: ۳۴۰ ......تاریخ دمشق: ۲۴۶/۵۶ ......تاریخ بغداد: ۱۴۵/۲ ۔

شاعروادیب اَبونواس حسن حکمی

علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان الکبریٰ میں نقل کیا ہے کہ ابونواس کو پس مرگ کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا: اس نے مجھے محض میرے اُن اشعار کی وجہ سے بخش دیا جو میں نے اَیامِ علالت میں کہے تھے۔

ابونواس کے وہ اَشعار کچھ یوں ہیں ؎

یـا رب إن عظمت ذنوبي كـثـرة　　فلقد علمت بأن عفوک أعظم

إن كان لا يرجـوک إلا محسن　　فمن الذي يدعوويرجوالمجرم

أدعوک رب كما أمرت تضرعا　　فإذا رددت يدي فمن ذا يرحـم

مـا لي إليک وسيلة إلا الـرجـا　　و جميل عفوک ثم اني مسلم

یعنی اے پروردگار! اگر چہ میرے گناہوں کا گراف بڑھتا چلا گیا؛ تاہم مجھے اس بات کا علم الیقین تھا کہ تیرا عفووکرم بڑا بے پایاں ہے۔

اگر صرف نیکوکار اور پرہیزگار ہی تیرے رحم وکرم کے جویا ہوں تو پھر اہل جرم وخطا کس کی دہائی دیں اور کس سے اُمیدیں لگائیں!۔

مولا! میں تیرے حکم کے مطابق تجھ سے اسی اِنہماک اور قلبی لگاؤ کے ساتھ دعائیں کررہاہوں، اگر تو نے ان اُٹھے ہوئے ہاتھوں کو دھتکار دیا تو پھر اس مردود کو رحم وکرم کی کون بھیک عطا کرے گا!۔

اب میرے پاس سوائے بیم ورجا اور تیرے حسن عفووکرم کے کوئی اور وسیلہ نہیں، پھر یہ کہ کچھ بھی ہو، مسلم ہوں اور تیرے در پر سجدوں کا خراج پیش کرتا ہوں۔(۱)

(۱) کشف الخفاء: ۶۱/۱......وفیات الاعیان:۱۰۳/۲......تاریخ دمشق: ۴۶۵/۱۳......تاریخ بغداد: ۳/ ۳۶۴......اعلام الناس بما وقع للبرامکہ: ۸۴/۱...... آثار البلاد واخبار العباد: ۱۳۱/۱......حیاۃ الحیوان الکبریٰ: ۴۲/۱...... بہجۃ المجالس وانس المجالس: ۲۵۶/۱......اخبار ابی القاسم الزجاجی: ۱۰/۱......الآداب الشرعیہ: ۳۴۲/۲......الثبات عند الممات: ۱۶۷/۱...... ابن عساکر بحوالہ شرح الصدور مترجم: ۴۶۳۔

حضرت عبداللہ بن صالح ہاشمی فرماتے ہیں کہ میں نے ابونواس کو خواب میں بڑے عیش وآرام کے ساتھ دیکھ کر پوچھا: ابونواس! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا: مجھے بخش دیا اور یہ ساری نعمتیں عطا فرمائیں۔

میں نے پوچھا: ایسا کیسے ہوا تم تو بڑی بکواسیں کیا کرتے تھے؟ کہا: کیسی باتیں کررہے ہیں۔ امرواقعہ یہ ہے کہ کسی شب کوئی مردِ صالح قبرستان میں آیا، اپنی چادر بچھائی، اور اہل قبور کے لیے دو رکعت نماز اَدا کی جس میں اس نے دو ہزار مرتبہ ''قل ہو اللہ احد'' پڑھا، اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا۔ پھر کیا تھا، پروردگار کی رحمت' جوش میں آئی اور اس نے اَز اوّل تا آخر سارے مردوں کی بخشش فرمادی، اور اُن بخشش یافتگان میں سے ایک میں بھی تھا۔(۱)

حضرت ابوبکر اصبہانی سے روایت ہے کہ کسی شخص نے خواب میں ابونواس شاعر کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ خداوندقدوس نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے خدا نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا ہے جو میں نے نرگس کے بارے میں کہے تھے جن کا مفہوم یہ ہے :

اے انسان! زمین سے اُگنے والے پودوں کو دیکھ اور اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا منظر دیکھ، اس طرح معلوم ہوتا ہے جس طرح چاندی کی آنکھیں سنہری پتلیوں سے دیکھ رہی ہوں، اور یہ آنکھیں زبرجدی شاخوں پر- اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جن وانس کی طرف رسول ہونے کی- گواہی دے رہی ہیں۔(۲)

---

(۱) الوافی بالوفیات: ۴/ ۲۱۷......البدایۃ والنہایۃ : ۱۰/ ۲۵۶...... ابن عساکر بحوالہ شرح الصدور مترجم: ۴۶۲۔

(۲) ابن عساکر بحوالہ شرح الصدور مترجم: ۴۶۴۔

حضرت وکیع بن جراح رواسی

حضرت سلمہ بن عفان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت وکیع کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ فرمایا: جنت عطا فرمادی۔ میں نے پوچھا: اے ابوسفیان! کس عمل کی بنیاد پر؟، فرمایا: برکتِ علم کی وجہ سے۔(۱)

حضرت ابو مطیع بلخی

کسی شخص نے حضرت ابو مطیع بلخی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟، آپ خاموش رہے مگر میں نے اس پر زور دیا تو انھوں نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی؛ بلکہ مغفرت سے بڑھ کر بھی کچھ عطا فرمایا۔ اس نے پوچھا: پھر ابو معاذ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: فرشتے ان کی زیارت کے مشتاق رہتے ہیں۔ اس نے کہا: کیا اللہ نے ان کی بھی بخشش فرمادی؟ فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ فرشتے جس کو تکنے کے لیے بے قرار رہتے ہوں' اللہ اسے بخشے گا نہیں!۔(۲)

حضرت معروف کرخی

حضرت محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت معروف کرخی کو اُن کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: میری بخشش فرمادی۔ میں نے پوچھا: آپ کے زہد و ورع کے باعث؟ فرمایا: نہیں بلکہ ابن سماک کی پند ونصیحت

(۱) تاریخ دمشق: ۱۰۸/۶۳...... الکامل ابن عدی: ۱۰۷/۱۔

(۲) الطبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ: ۲۶۳/۱...... تاریخ بغداد: ۴۶۸/۳۔

قبول کر لینے کے باعث، نیز فقر و فاقہ پر خوش رہنے اور فقیروں کو محبوب و عزیز رکھنے کی وجہ سے۔(۱)

حضرت شیخ سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معروف کرخی کو خواب میں دیکھا کہ جیسے وہ سایۂ عرش تلے موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھ رہا ہے تمہیں پتا ہے یہ کون ہے؟، فرشتے سراپا نیاز بن کر عرض کرتے ہیں: مولا! تو ہی بہتر جانتا ہے؟، فرمایا: یہ معروف کرخی ہے، میری محبت کے خمار میں بےخود اور مدہوش ہو گیا ہے، اب میری ملاقات ہی اسے ہوش میں لے آئے گی۔(۲)

حضرت ابوبکر خیاط فرماتے ہیں: میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جیسے میں کسی قبرستان میں پہنچا ہوا ہوں اور سارے اہل قبور اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے پھول رکھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں میری نظر معروف کرخی پر پڑ جاتی ہے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اُن کے درمیان آ جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: اے ابو محفوظ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کیا آپ وصال نہیں کر گئے؟؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر یہ شعر سنایا۔

موت التقي حياة لا نفاد لها

قد مات قوم وهم في الناس أحياء

یعنی اَرباب تقویٰ وطہارت کی موت دراصل اُن کی حیاتِ جاویداں کی پیغامبر ہوتی ہے، عام لوگ تو مر گئے؛ مگر خواص لوگوں کے اندر تا ہنوز زندہ ہیں۔(۳)

(۱) وفیات الاعیان: ۲۳۲/۵......مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان: ۲۱۰/۱۔

(۲) المستطرف فی کل فن مستظرف: ۱۴۵/۱۔

(۲) المستطرف فی کل فن مستظرف: ۱۴۵/۱...... المنامات: ۲۱۲/۱ حدیث: ۱۵۰......حلیۃ الاولیاء: ۲۷/۴......طبقات الاولیاء: ۴۸/۱......تاریخ بغداد: ۴۲/۶۔

حضرت ابوالعباس احمد بن یعقوب حکایت بیان کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت معروف کرخی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: پروردگار نے میرے لیے جنت کو مباح فرمادیا؛ تاہم ایک ایسی حسرت ہے جو رہ رہ کر جی کے اندر ہوک بن کے اُبھرتی رہتی ہے، اور وہ یہ کہ میں دنیا سے اِس حال میں نکلا کہ میں شادی شدہ (اور عیال دار) نہ تھا۔(۱)

حضرت ابواُسامہ المدنی

حضرت ابن زید فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں ایک لمبی ٹوپی زیب سر کیے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ اے پدرِ بزرگوار! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اس نے مجھے زینتِ علم سے آراستہ و پیراستہ فرمادیا۔ میں نے پوچھا: مالک بن انس کہاں ہیں؟، فرمایا: مالک اوپر ہیں اوپر ہیں، اسی طرح اپنے سر سے اوپر کی طرف اِشارہ کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کی ٹوپی سر سے گر گئی۔(۲)

حضرت امام ابوعبداللہ شافعی

حضرت محمد بن عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے امام! یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: اس نے نہ صرف مجھے اپنی رحمت و مغفرت سے نوازا بلکہ مجھے ایک دولہے کی طرح فرشتوں کے جھرمٹ اور رحمتوں کی برسات میں جنت کے اندر داخل فرمادیا۔

(۱) اعانۃ الطالبین:۳/۲۹۶......طبقات الاولیاء:۱/۴۸......تاریخ بغداد:۶/۴۲۔
(۲) الوافی بالوفیات:۴/۴۹۹......تاریخ دمشق:۱۹/۲۹۳۔

میں نے پوچھا: آپ اس مقام پر کیسے پہنچے؟ فرمایا: اپنے اُس درود پاک کی وجہ سے جو میں نے اپنی کتاب ''الرسالہ'' میں درج کیا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ درود کیسے ہے؟ فرمایا: اس طرح :

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الغَافِلُوْنَ .

کہتے ہیں کہ صبح ہوکر میں نے ''رسالہ'' اُٹھا کر دیکھا تو واقعتاً ٹھیک اسی طرح اس میں درود درج تھا۔

یکے از صالحین کا قول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! شافعی نے ''رسالہ'' میں جو آپ کے لیے درود کا صیغہ وضع کیا ہے، اس کا انھیں آپ کی طرف سے کیا صلہ ملا؟، فرمایا: اس کا میری طرف سے صلہ یہ ہے کہ اسے بروزِ محشر حساب وکتاب کے لیے کھڑا نہیں کیا جائے گا۔(۱)

حضرت ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کے جنازے سے لوٹتے وقت میں نے شعبان کا چاند دیکھا۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی وفات کے بعد ایک شب انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے بڑی عزت دی، مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور مجھ پر بیش بہا موتی نچھاور فرمائے۔(۲)

---

(۱) اعانۃ الطالبین: ۳۹۱/۴...... غذاء الالباب فی شرح منظومۃ الآداب: ۲۶/۱...... بستان الواعظین و ریاض السامعین: ۲۷۸/۱۔

(۲) وفیات الاعیان: ۱۶۵/۴......تہذیب الکمال: ۳۷۷/۲۴......المنتظم: ۲۵۳/۳......مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان: ۲۲۱/۱......تاریخ بغداد: ۲۲۳/۱......الانساب سمعانی: ۳۸۰/۳۔

حضرت ابو عاصم نبیل شیبانی

حضرت ابراہیم بن یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عاصم نبیل کو اُن کے سانحہ اِرتحال کے بعد خواب میں دیکھ کر دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟، فرمایا: مجھے بخش دیا۔ پھر انھوں نے پوچھا: تمہارے درمیان میری روایت کردہ حدیثوں کا کیا حال ہے؟، میں نے کہا: جب ہم کہتے ہیں کہ ''ابو عاصم نے روایت کی''تو اس پر کوئی ردو جرح نہیں کرتا۔ کہتے ہیں کہ پھر وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے، اور مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا: ہر کسی کو اُس کی نیت بھر ہی ملتا ہے۔(۱)

حضرت منصور بن عمار خراسانی

کہا جاتا ہے کہ حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کو بعد وصال خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟ کہا: مجھے اپنے آگے کھڑا کرایا اور فرمایا: اے منصور! پتا ہے میری بخشش تجھ پر کیوں مہربان ہوئی؟، کہا: نہیں مولا۔ فرمایا: ایک دن تم نے لوگوں کی مجلس میں ایسی گفتگو کی کہ لوگ بے ساختہ گریہ و بکا کرنے لگے، ان رونے والوں میں میرا ایک ایسا بندہ بھی شامل تھا جس نے میرے خوف سے اپنی پوری زندگی میں کبھی نہیں رویا تھا تو جہاں میں نے اس کو بخشا وہیں اس کے صدقے سارے اہل مجلس کو بھی بخش دیا اور انھیں بخشش یافتگان میں ایک تو بھی ہے۔(۲)

(۱) الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع خطیب بغدادی: ۵۴/۵ حدیث ۱۷۹۲...... اعلام الموقعین عن رب العالمین: ۴۳/۱...... الوافی بالوفیات: ۲۵۹/۵...... تہذیب الکمال: ۲۸۹/۱۳۔

(۲) آثار البلاد واخبار العباد: ۱۳۶/۱...... صفۃ الصفوۃ: ۲۴۷/۱...... طبقات الاولیاء: ۴۸/۱...... الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۲/۱۔

حضرت ابوالحسن شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ منصور بن عمار کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: پروردگار نے مجھ سے پوچھا: منصور بن عمار تمہیں ہو؟، میں نے عرض کیا: ہاں! میرے مولا۔ فرمایا: تو تمہیں وہ ہو جو لوگوں کو تو دنیا سے بے رغبتی کا درس دیتے تھے اور خود تمہارا اپنا دامن تا حیات دنیا کی محبت میں اُلجھا رہا!۔

میں نے عرض کیا: مولا! بات تو کچھ ایسی ہی ہے؛ لیکن میں نے جب بھی اپنی کسی مجلس کا آغاز کیا تو پہلے تیری حمد وثنا بیان کی، تیرے نبی پر درود وسلام کے تحفے پیش کیے، اور پھر تیرے بندوں کو پند ونصائح کرنا شروع کیا۔ فرمایا: تو نے سچ کہا۔ (فرشتو!) میرے آسمان تلے اِس کے لیے ایک خصوصی کرسی نصب کرو تا کہ وہ فرشتوں کے درمیان بیٹھ کر میری مجد وبزرگی اور حمد وثنا کے ویسے ہی گیت گاتا رہے جس طرح میرے بندوں کے مابین دنیا میں گایا کرتا تھا۔(۱)

حضرت عبد الرحمٰن بن مطرف فرماتے ہیں کہ حضرت منصور بن عمار کو ان کے وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: پروردگار نے مجھے بخش دیا، نیز فرمایا: اے منصور! گرچہ تم بہت سی بکواس بھی کیا کرتے تھے؛ تاہم لوگوں کو میرے ذکر پر اُبھارنے اور اُکسانے کی وجہ سے میں نے تمہیں بخش دیا۔(۲)

ابوعبداللہ محمد کہتے ہیں کہ میں نے منصور بن عمار کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوکثیر! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: بہت ہی اچھا۔

---

(۱) طبقات الاولیاء:۱/۴۸......حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر:۲/۱۷۴...... آثار البلاد واخبار العباد:۱/۱۳۶......الرسالۃ القشیریۃ:۱/۱۷......صفۃ الصفوۃ:۱/۲۴۷۔

(۲) لسان المیزان:۳/۴۵......سیر اعلام النبلاء:۹/۹۵......میزان الاعتدال:۴/۱۸۷......تاریخ اسلام ذہبی:۳/۴۹۶۔

میں نے پوچھا: کس بنیاد پر؟، کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میرے بندوں کے دل میں میری محبت کے دیپ روشن کیا کرتے تھے، بس اسی بنیاد پر میں تمہیں بخشے دیتا ہوں۔(۱)

حضرت منصور بن عمار علیہ الرحمہ نے ایک جواں سال کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ خوف سے لرز رہا تھا، اور اس کی نماز کا طریقہ اہل خشوع جیسا تھا۔ حضرت منصور نے سوچا یقیناً یہ کوئی ولی اللہ ہے۔ جب وہ نماز ختم کر چکا تو انھوں نے سلام کرکے فرمایا :

تمہیں معلوم ہے جہنم میں ایک وادی ''لظیٰ'' ہے جو کھال کھینچ لے گی۔ وہ اس شخص کو پکڑ لے گی جس نے روگشی کی ہوگی، بے رخی سے پیش آیا ہوگا اور مال جمع کرکے اُٹھا رکھا ہوگا!۔

یہ باتیں سنیں تو نوجوان غش کھا کر گر پڑا۔ پھر کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا اور اس نے کہا کچھ اور بھی سناؤ۔ منصور بن عمار نے یہ آیات تلاوت کیں :

> یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا قُوا أَنفُسَکُمْ وَأَهْلِیْکُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلَائِکَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا یَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ o (سورۂ تحریم:۶۶/۶)
>
> اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت مزاج طاقت ور فرشتے (مقرر) ہیں جو کسی بھی امر میں جس کا اللہ انھیں حکم دیتا ہے، اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام انجام دیتے ہیں، جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے۔

(۱) المنامات: ۱/۲۶۷ حدیث: ۱۹۳...... تاریخ دمشق: ۶۰/۳۴۲...... تاریخ بغداد: ۵/۴۸۵۔

یہ آیات سن کر وہ شخص غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کے سینے پر قلم قدرت سے تحریر ہے :

فَهُوَ فِي عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ o (سورۃ الحاقۃ:۲۱/۶۹)

سو وہ پسندیدہ زندگی بسر کرے گا۔ بلند و بالا جنت میں۔ جس کے خوشے (پھلوں کی کثرت کے باعث) جھکے ہوئے ہوں گے۔

انتقال کی تیسری شب منصور بن عمار نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مرصع تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور سر پر تاج چمک رہا ہے۔ انھوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ جواب دیا: کریم رب نے مجھے بخش دیا اور اہل بدر کا ثواب عطا کیا بلکہ اور زیادہ؛ اس لیے کہ حضرات اہل بدر تو شمشیر کفار سے شہید ہوئے تھے اور میں کلام ربانی سے شہید ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔(۱)

حضرت احمد بن عمرو خرشی نیساپوری

حضرت ابومحمد بن حیان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے عبدالرزاق کو ابوعبداللہ کسائی کے حوالے سے ایک حکایت بیان کرتے سنا کہ وہ فرماتے تھے: میں نے ابن ابی عاصم کو ہوش وحواس کے ساتھ ایسے ہی دیکھا جیسے کوئی نیند کے عالم میں دیکھتا ہے کہ وہ مسجد جامع میں دروازے کے پاس بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے قریب ہو کر سلام کیا انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ احمد بن عمرو ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ

(۱) روض الریاحین:۱۹۹تا۲۰۰ بحوالہ بزم اولیاء:۳۰۹ تا ۳۱۱۔

کیا ؟ فرمایا: میرا رب مجھ سے موانست فرماتا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ کا رب آپ کے ساتھ موانست فرماتا ہے؟ کہا: ہاں۔ چنانچہ اس دن سے میں ہوش میں آ گیا اور خود کو غفلت کے پردے سے باہر نکال دیا۔(۱)

حضرت بشر حافی بن حارث مروزی

حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ کے تعلق سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ پس انتقال انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا: وہ مجھ سے بے پناہ خوش تھا، اس نے تحفے دیے، اپنی رحمتیں عطا کیں، میری شادی کرائی، لذیذ قسم کے کھانے کھلائے، عمدہ قسم کے مشروب پلائے، نرم وگداز بستر بچھوائے، اور فرمایا: اب چین کی نیند سو، یہ تیری شب بیداریوں کا صلہ ہے.....اب خوشیاں منا یہ تیرے حزن وملال کا بدلہ ہے۔ اور خوب شکم سیر ہولے، یہ تیری بھوکوں کا عوض ہے، اور خوب سیراب ہولے، یہ تیری پیاسوں کا نعم البدل ہے۔(۲)

حضرت بشر حافی سے پس مرگ خواب میں دیکھ کر استفسار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے ردائے مغفرت اوڑھا دی اور آدھی جنت میرے قبضے میں دے دی۔(۳)

کسی فقیر نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: پروردگار نے نہ صرف مجھے بخشا بلکہ ان ساروں کو بھی بخش

---

(۱) اخبار اصبہان: ۲۲۲/۷ حدیث: ۴۰۵۷۹......طبقات المحدثین باصبہان لابی الشیخ اصبہانی: ۲۶۴/۳......الوافی بالوفیات: ۴۷۱/۲......سیر اعلام النبلاء: ۴۳۶/۱۳......تاریخ دمشق: ۱۰۷/۵......تاریخ اصبہان: ۲۵۲/۱۔

(۲) تاریخ دمشق: ۲۲۳/۱۰......الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۹/۱۔

(۳) تفسیر روح البیان: ۳۴۷/۱۔

دیا جنھوں نے میرے جنازے میں شرکت کی، اورانھیں بھی جو قیامت تک میری محبت کا دم بھرتے رہیں گے۔(۱)

یکے از صالحین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت بشر بن حارث حافی کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا حالاں کہ اس سے پہلے کبھی بیداری میں ان سے ملنے اور بات چیت کرنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔تو میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اللہ عزوجل کے روبرو حاضر ہوں۔کوئی کلام تو سن رہا ہوں مگر بولنے والا دکھائی نہیں دے رہا، اور وہ کہہ رہا تھا: اے بشر! ہم نے تمھیں اپنے مقبولین میں کرلیا اور تیرے سارے اعمال پر مہر قبولیت ثبت کردی۔ پھر میں نے حضرت بشر کو جواباً کہتے ہوئے سنا: اے پروردگار! ان کا کیا بنا جنھوں نے میری اِتباع وپیروی کی اور میری نماز جنازہ میں شریک ہوئے؟،فرمایا: میں نے ان ساروں کو بخش دیا۔(۲)

کسی نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟،تو انھوں نے کہا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اے بشر! جس دن سے تیری روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا، روئے زمین پر میری نگاہوں میں تجھ سے زیادہ محبوب وعزیز کوئی نہ رہا۔(۳)

حضرت احمد بن ابوالفتح حکایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھا کہ کسی باغ میں بیٹھے ہوئے ہیں، سامنے ایک دسترخوان چنا ہوا ہے جس سے وہ کچھ کھا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: اے ابونصر! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس پروردگار نے نہ صرف اپنی خاص رحمت وعنایت سے مجھے مشرف فرمایا بلکہ بھری جنت میرے حوالے کردی، اور فرمایا: اس کے پھل فروٹ

(۱) الوافی بالوفیات: ۳/۳۷۸...... البدایۃ والنہایۃ: ۱۰/۳۲۷...... آثار البلاد واخبار العباد: ۱/۱۳۰...... تاریخ دمشق: ۱۰/۲۲۴...... المجالسہ وجواہر العلم: ۱/۷۵۳۔

(۲) العاقبۃ فی ذکر الموت: ۱/۲۲۶۔ (۳) آثار البلاد واخبار العباد: ۱/۱۳۰۔

چن چن کے کھاؤ، اس کے رواں دواں چشموں سے سیرابی حاصل کرو، اور جنت کی جس چیز سے چاہو اپنا جی بہلاؤ؛ کیوں کہ تم نے اپنے نفس کو دنیا کی لذتوں اور شہوتوں سے باز رکھا تھا، (تو یہ اس کے بدلے ہیں)۔

پھر میں نے پوچھا: احمد بن حنبل کہاں ہیں؟ فرمایا: دروازۂ جنت پر کھڑے اُن اہلسنّت کی سفارش کررہے ہیں جو کہتے آئے تھے کہ 'قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق' ہے۔

میں نے پوچھا: معروف کرخی کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو انھوں نے اپنے سر کو حرکت دی اور فرمایا: عجیب بات ہے! ہمارے اور ان کے درمیان پردے حائل ہوگئے۔ (اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) معروف کرخی نے کبھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی جنت میں جانے کے شوق میں یا نارِ جہنم سے بچنے کے لیے نہیں کی بلکہ وہ ہمیشہ اللہ کی شوقِ ملاقات میں مست و بے خود ہوکر اور ٹوٹ کر عبادت و بندگی کیا کرتا تھا؛ لہٰذا صلے میں پروردگار نے بھی انھیں بلند و بالا مقامات عطا کیے ہیں، اور وہ اس بلندی پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان حجابات تن گئے، اور یہ میں نے تجربے کی بات بتائی ہے؛ لہٰذا جسے بھی اللہ واسطے کی کوئی ضرورت وحاجت ہو تو وہ ان کی قبر پر جائے اور ان کے وسیلے سے دعائیں کرے، یقینی طور پر اس کی دعا شرفِ قبولیت سے ہمکنار کی جائے گی۔(۱)

حضرت ابوعیسیٰ رمانی ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے حضرت بشر بن حارث کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟، فرمایا: اس نے اپنی مغفرت سے سرفراز فرماتے ہوئے کہا: اے بشر! اگر تم انگاروں پر بھی سجدے کرتے تب بھی وہ اس قبولیتِ عامہ کے برابر نہیں ہوسکتے جو کہ میں نے تیرے لیے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی تھی۔(۲)

(۱) آثار البلاد واخبار العباد: ۱۸۲/۱......نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: ۵۰/۱......صفۃ الصفوۃ: ۲۵۱/۱۔
(۲) المنامات: ۳۸۶/۱ حدیث: ۲۸۰......الرسالۃ القشیریۃ: ۱۰/۱۔

بشر بن حارث کے مؤذن کہتے ہیں کہ میں نے بشر بن حارث کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: مجھے بخش دیا۔

میں نے پوچھا: پھر احمد بن حنبل کا کیا بنا؟، فرمایا: وہ بھی بخشے گئے۔

میں نے پوچھا: اور ابونصر تمار کہاں ہیں؟، فرمایا: کیا بات ہے، وہ تو علیین کی سیر کررہے ہیں۔

میں نے پوچھا: وہ اس مرتبے پر کیسے پہنچے؟، فرمایا: اپنے فقر وفاقہ اور آزمائش وبلا پر صبر کرنے کی وجہ سے۔ (کیوں کہ یہ اُن لوگوں کے موقف پر تھے جو قرآن کو کلام اللہ غیر مخلوق کہا کرتے تھے، اور یہی اہل حق کا مذہب ہے)۔(۱)

حضرت قاسم بن منبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے بشر بن حارث کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے بشر! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ فرمایا: اے بشر! میں نے نہ صرف تجھے بلکہ تیرے جنازہ میں شرکت کرنے والے ہر ہر فرد کو بخش دیا ہے۔ میں نے درخواست کی: مولا! اور انھیں بھی جن کے دل میری محبتوں سے آباد ہیں۔ فرمایا: ٹھیک ہے انھیں بھی بخشا جو قیامت تک تیری محبت کا دم بھرتے رہیں گے۔(۲)

حضرت بشر بن حارث کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اے نہ کھانے والے! آج جی بھر کے کھا۔ اے نہ پینے والے! آج سیراب ہو کر پی۔(۳)

(۱) ہامش تہذیب التہذیب: ۳۶۱/۶...... سیر اعلام النبلاء: ۵۷۳/۱۰...... تہذیب الکمال: ۳۵۷/۱۸...... تاریخ دمشق: ۲۲۶/۱۰...... تاریخ اسلام ذہبی: ۲۲۰/۴۔

(۲) تہذیب الکمال: ۱۰۹/۴...... تاریخ دمشق: ۲۲۵/۱۰...... صفۃ الصفوۃ: ۲۵۴/۱۔

(۳) رسالۃ قشیریۃ: ۱۰/۱۔

حضرت کندی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بشر بن حارث کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اس نے ایک طرف تو میری بخشش فرمائی اور دوسری طرف سفید موتیوں سے مرصع ایک سواری پر مجھے بٹھایا اور کہا میرے ملکوں کا دورہ کرتے رہا کرو۔(۱)

یکے از رفیقانِ بشر بن حارث' حضرت ابوجعفر سقا فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب حضرت بشر حافی اور معروف کرخی کو کہیں سے آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے آرہے ہیں؟، فرمایا: ہم اس وقت جنت الفردوس سے آرہے ہیں جہاں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی زیارت سے ہم مشرف ہوئے۔(۲)

حضرت احمد دورقی سے روایت ہے کہ میرا ایک ہمسایہ فوت ہوگیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا تو وہ دو حلے زیب تن کیے ہوئے تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کہاں سے ملے ہیں؟، تو اس نے کہا کہ چوں کہ ہماری قبرستان میں حضرت بشر حافی کو دفن کیا گیا ہے؛ اس لیے ان کی تدفین کی خوشی میں ہر مردے کو دو دو حلے پہنائے گئے ہیں۔(۳)

حضرت ابومحمد بن حیان

حضرت حافظ یوسف بن خلیل فرماتے ہیں کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ جیسے میں مسجد کوفہ میں داخل ہو رہا ہوں، اچانک ایک وجیہ وشکیل شیخ پر میری نظر پڑ جاتی ہے جن کا سا شیخ میں نے کبھی پہلے نہ دیکھا تھا۔ مجھ سے کسی نے کہا کہ یہی ابومحمد بن

(۱) صفۃ الصفوۃ:۱/۴۵۲۔

(۲) الروح:۱/۲۸......العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/۲۲۵۔

(۳) ابن عساکر بحوالہ شرح الصدور مترجم:۴۵۶ تا ۴۵۷۔

حیان ہیں، تو میں ان کے پیچھے لگ گیا اور استفسار کیا: کیا ابو محمد بن حیان آپ ہی ہیں؟، فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: مگر آپ تو انتقال فرما گئے تھے نا؟، فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا :

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَ أَوْرَثَنَا الأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الجَنَّةِ حَيثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ العَامِلِيْنَ o (سورۂ زمر:۷۴)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دِکھایا اور ہمیں سرزمین جنت کا وارث بنادیا کہ ہم (اس) جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، سو نیک عمل کرنے والوں کا کیسا اچھا اَجر ہے!۔

میں نے عرض کیا: میں یوسف بن خلیل دمشقی ہوں، سماعِ حدیث، نیز آپ کی کتاب لینے کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا۔ فرمایا: اللہ تجھے خوش رکھے، اور توفیق خیر سے نوازے۔

پھر میں نے ان سے مصافحہ کیا اور اُن کی ہتھیلی کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا۔ قسم بخدا! اُن کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک چیز میں نے زندگی میں کبھی محسوس نہ کی تھی۔(۱)

حضرت ابو عبدالرحمٰن بن عائشہ تیمی

محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عائشہ تیمی کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اس نے اپنے خاص عفو وکرم سے نوازا، صرف اس وجہ سے کہ میں اس سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا۔(۲)

(۱) سیر اعلام النبلاء:۱۶/۲۷۹......تذکرۃ الحفاظ:۳/۹۴۶......تاریخ بغداد:۶/۲۳۷۔

(۲) المنامات:۱/۲۷۹ حدیث:۲۰۱......تاریخ بغداد:۴/۴۵۵۔

شیخ ابوعثمان عجلی مروان محلمی

حفصہ بنت راشد کہتی ہیں کہ مروان محلمی نامی میرے ایک ہمسایہ تھے جو وقت کے عظیم قاضی ومجتہد تھے، کہتی ہیں کہ اِنتقال کے وقت اُن پر عجیب قسم کا وجد وکیف طاری تھا۔ میں نے نیم خوابی کے عالم میں انھیں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: مجھے سیدھے جنت میں داخل فرمادیا۔

میں نے پوچھا: پھر کیا ہوا؟ فرمایا: پھر مجھے اصحاب یمین کے پاس لے جایا گیا۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد؟، فرمایا: پھر میں مقربین تک پہنچا۔ میں نے پوچھا: آپ نے وہاں اپنے کن کن بھائیوں کو دیکھا؟ فرمایا: میں نے وہاں حسن بصری، محمد بن سیرین اور میمون بن سیاہ کو دیکھا۔(۱)

حضرت احمد بن نصر بن مالک خزاعی

حضرت ابراہیم بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ احمد بن نصر رشتہ میں میرے ماموں لگتے تھے؛ جس وقت (مسئلہ خلق قرآن) کی آزمائش میں (خلیفہ واثق باللہ کے حکم سے) انھیں شہید کیا گیا اوران کا سر سولی پر لٹکا دیا گیا، تو مجھے کسی نے آکر بتایا کہ اُن کے کٹے ہوئے سر سے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ چنانچہ میں وہاں پہنچا اور سر کے قریب ہی اُس کو تکتے ہوئے رات گزاردی؛ لیکن اُن کے اِردگرد پیدل اور سوار پہریداروں کا تانتا لگا ہوا تھا۔ پھر رات کے آخری پہر جب لوگ سوگئے، آنکھیں برسنا بند ہوگئیں اور شور کچھ تھما تو میں نے اپنے کانوں سے تختۂ دار پر لٹکے ہوئے سر کو پڑھتے ہوئے سنا :

(۱) المنامات: ۱/ ۵۶ حدیث: ۳۶......تاریخ دمشق: ۲۴۳/۵۳...... تاریخ بغداد: ۱/ ۳۷۵......تفسیر الاحلام: ۲۶/۱۔

أَلـم أ حَسِـبَ الـنَّــاسُ أَنْ يُّتْـرَكُـوا أَنْ يَّـقُولُوا اٰمَنَّـا وَ هُمْ لاَ يُفْتَنُونَ ٥ (سورۂ عنکبوت:۲/۲۹)

الف، لام، میم۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ (صرف) ان کے (اِتنا) کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں چھوڑ دیے جائیں گے اوران کی آزمائش نہ کی جائے گی۔

یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ پھر چند دنوں کے بعد میں نے انھیں خواب میں دیکھا کہ وہ ریشم و دیبا میں ملبوس ہیں اور سر پر تاجِ زرّیں سجائے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: برادرگرامی! یہ بتائیں کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش بھی دیا اور داخل بہشت بھی فرمادیا۔(۱)

شیخ احمد بن نصر خزاعی کے مرتبہ شہادت پر فائز ہونے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر اُن سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: پروردگار نے مجھے اپنی خاص رحمت و مغفرت سے سرفراز فرمایا؛ تاہم یہ بات میرے لیے باعثِ قلق تھی کہ میں دومرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا مگر نہ معلوم کیوں آپ مجھ سے رُخِ اَنور پھیرے ہوئے تھے۔ جب تیسری بار آپ کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں حق پر نہیں ہوں؟، یہ بے رخی کس بات پر؟، فرمایا: یقیناً تم حق پر ہو۔ لیکن تم سے چہرہ پھیرنے اور حیا کرنے کی وجہ صرف اتنی ہے کہ تمھیں جس شخص نے شہید کیا وہ میرے اہل بیت سے تھا۔(۲)

کہا جاتا ہے کہ اُن کا سر مبارک بغداد میں اور بقیہ جسم 'سُـرَّ مَنْ رَأىٰ' میں چھ سال تک لٹکا رہا۔ چھ سال بعد سر و جسم کو ایک ساتھ دفن کیا گیا۔

(۱) طبقات الحنابلہ:۳۰/۱......سیر اعلام النبلاء:۱۶۸/۱۱۔

(۲) سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل و التوالی:۲۲۲/۲......المنتظم:۳۵۶/۳......تاریخ بغداد:۴۶۶/۲......نہایۃ الارب فی فنون الادب:۲۳۶/۶......حیاۃ الحیوان الکبریٰ:۷۹/۱......صفۃ الصفوۃ:۲۶۱/۱۔

حضرت ابونصر تمار فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن نصر خزاعی کو عالم خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: سب سے پہلا تحفہ جو مجھے رب کی طرف سے ملا وہ یہ تھا کہ اس نے ہر اُس شخص کو بخش دیا جس جس نے مجھ سے ملاقات کی۔(۱)

حضرت عبدالوہاب جحی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن نصر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: مجھے اپنے روبرو کھڑا کیا اور فرمایا: احمد! تجھے اپنے پاس صرف اس لیے بلایا ہے تاکہ تو میرے مکھڑے کی زیارت کرلے، تو اَب لے جی بھر تک لے۔(۲)

حضرت عبدالوہاب وراق فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن نصر کو اپنی مسجد کے اندر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نے پوچھا: آپ ابوعبداللہ ہیں؟، فرمایا: ہاں ابوعبداللہ ہی ہوں۔ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟، فرمایا: اس نے مجھے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا، پھر دیدہ زیب موتیوں سے بنی ایک چٹائی میرے لیے بچھائی گئی، میں اس پر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ مجھے اونگھ نے آلیا پھر جب بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں فردوسِ اعلیٰ میں ہوں۔(۳)

حضرت ابوزکریا یحییٰ بن معین بغدادی

حضرت حبیش بن مبشر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین کو درپردۂ خواب دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: پروردگار نے جہاں مجھے بخشا وہیں اپنی بے پایاں عطا ونوال سے بھی نوازا اور اپنے محبوبین میں شامل کرلیا،

(۱) ثقات ابن حبان: ۱۴/۸۔
(۲) حدیث ابوالفضل الزہری: ۴۸۲/۱ حدیث: ۴۸۱۔
(۳) حدیث ابوالفضل الزہری: ۴۸۳/۱ حدیث: ۴۸۲۔

نیز تین سو حوروں سے میری شادی فرمادی، اور دو بار اپنی زیارت سے ہمکنار فرمایا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی آستین سے ایک رقعہ نکالا جس پر کوئی حدیث لکھی ہوئی تھی اور آپ نے فرمایا: اصلاً بخشش کی ضمانت اِس سے ملی ہے۔(۱)

حضرت ابوایوب سلیمان شاذکونی بصری

حضرت ابوالحسین بن قانع کہتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن فضل بن طاہر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے: میں نے حضرت سلیمان شاذکونی کو عالم خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا۔

میں نے پوچھا: مغفرت کا سبب کیا بنا؟ فرمایا: امر واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں اصبہان کے راستے سے گزر رہا تھا، اچانک بارش ہونا شروع ہوگئی، میرے ساتھ کچھ کتابیں تھیں، اور میں نہ تو کسی چھت کے نیچے تھا اور نہ ہی کسی چیز کی آڑ کہیں دستیاب تھی، چنانچہ میں (بارش کے پانی سے بچاؤ کے لیے) اپنی کتابوں پر اوندھے منہ لیٹ گیا، پھر جب صبح ہوئی تب جا کر بارش رُکی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بس میرے اسی عمل کی بنیاد پر مجھے بخش دیا۔(۲)

---

(۱) المنامات: ۱/ ۳۷۵ حدیث: ۲۷۱......طبقات الحنابلہ: ۱/ ۱۶۳...... المجروحین: ۱/ ۵۶...... تہذیب التہذیب: ۹۲۵۱/۱۱......سیر اعلام النبلاء: ۹۱/۱۱......تہذیب الکمال: ۵۶۷/۳۱......تذکرۃ الحفاظ: ۲/ ۴۳۰...... تاریخ دمشق: ۴۲/۶۵......النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرہ: ۱/ ۲۳۹...... تاریخ بغداد: ۲۵۳/۶......تاریخ اسلام ذہبی: ۳۴۴/۴......جامع بیان العلم وفضلہ ابن عبدالبر: ۲۰۳/۱ حدیث: ۱۸۷۔

(۲) حدیث نعیم عن ابوعلی الصواف: ۱۲/۱ حدیث: ۱۱......الوافی بالوفیات: ۱۲۳/۵......سیر اعلام النبلاء: ۱۰/ ۶۸۲......التدوین فی اخبار قزوین: ۲۸/۲...... تاریخ بغداد: ۴/ ۱۱۱......تاریخ اسلام ذہبی: ۲۹۵/۴......الانساب سمعانی: ۳۷۲/۳۔

حضرت محمد بن خلیل- جو کہ اخیارِ امت میں ہوئے ہیں- فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلیمان شاذکونی کو ان کے انتقال کے بعد بہت ہی خوبصورت شکل میں عالم خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے ابوایوب! اللہ کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟ فرمایا: مولا نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کس وجہ سے؟ فرمایا: حدیث کی وجہ سے۔(۱)

حضرت احمد بن حرب نیسا پوری

حضرت زکریا بن ابودلویہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت احمد بن حرب کو ان کی وفات کے ایک ماہ بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ ،فرمایا: مجھے اپنی مغفرت سے نوازا بلکہ مغفرت سے بڑھ کر بھی عطا کیا۔ میں نے پوچھا: وہ مغفرت سے بڑھ کر اور کیا چیز ہے؟ فرمایا: اس نے مجھے یہ اعزاز بخشا کہ جب اہل اسلام میری قبر سے وسیلہ پکڑ کر دعائیں کریں تو اُن کی دعائیں مقبول ہوں۔(۲)

حضرت شریح بن یونس

حضرت احمد بن ضحاک خشاب فرماتے ہیں کہ میں نے شریح بن یونس کو نیم خوابی کے عالم میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوالحارث! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ،فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس نے میرا محل ٹھیک محمد بن بشیر بن عطا کندی کے محل کے بغل میں بنایا ہے۔

میں نے کہا: اے ابوالحارث! مگر آپ کی شخصیت تو ہمارے نزدیک محمد بن بشیر سے زیادہ برتر و بالا تھی۔ فرمایا: ایسا نہ کہو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن بشیر کا ہر مومن

(۱) شرف اصحاب الحدیث: ۱/۲۸۰ حدیث: ۲۸۰۔
(۲) المنتظم: ۳/۳۶۹۔

ومومنہ کے عمل میں ایک خاص حصہ متعین کررکھا ہے؛ اوراس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ اللہ سے دعا کرتے تو یوں کہا کرتے تھے :

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ، وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ الْكَائِنِيْنَ مِنْهُمْ . (۱)

حضرت حسن بن عیسیٰ

حضرت ابوبکر محمد بن مول بن حسن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابو یحییٰ بزاز کو کہتے سنا کہ وہ فرماتے تھے : جس وقت حضرت حسن بن عیسیٰ کا مقام ثعلبیہ میں -۲۴۰ھ- کے اندر انتقال ہوا، میں حج بیت اللہ شریف کے سفر پر تھا؛ لہٰذا میں اُن کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے محروم رہ گیا۔ پھر میں نے انھیں اپنے ایک خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعلی! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمایا: پروردگار نے نہ صرف میری مغفرت فرمادی بلکہ اُن لوگوں کو بھی بخش دیا جو میرے جنازہ میں شریک تھے۔ پھر مجھ سے بطورِ خاص فرمایا: تمہیں کسی افسوس کرنے اور گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی بخش دیا ہے جنھوں نے میرے ساتھ کسی طرح کی موانست و ہمدردی کا مظاہرہ کیا۔(۲)

حضرت امام احمد بن حنبل

حضرت حسن بن عیسیٰ، ابوعقیل کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے قزوین کے اندر فوت شدہ ایک شخص کو خواب کے عالم میں دیکھا اور دریافت کیا:

(۱) حلیۃ الاولیاء:۴/۳۰۳۔

(۲) شعب الایمان:۱۹/۲۵۷ حدیث:۸۹۵۷......سیراعلام النبلاء:۱۲/۳۰۔

تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ بولا: اس نے مجھے بخش دیا۔ پھر میں نے اسے بہت جلدی میں دیکھ کر پوچھا کہ تمہاری اس عجلت کا کیا سبب ہے؟۔

بولا: سارے اہل آسمان آج اِمام احمد بن حنبل کے استقبالیہ کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں، میری خواہش ہے کہ میں بھی ان کو خوش آمدید کہنے والوں میں شریک رہوں۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے معلوم کیا تو ٹھیک اسی دن حضرت احمد بن حنبل کا وصال ہوا تھا۔(۱)

علامہ ابن جوزی حضرت محمد بن بشار عبدری سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے امام احمد بن حنبل کو پس انتقال خواب میں نہایت غضب ناک دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ اتنے جلال میں کیوں ہیں؟۔

فرمایا: جلال کیوں نہ آئے ،ابھی منکر ونکیر آکر مجھ سے میرے رب کی بابت سوال کررہے تھے؛ تو میں نے ان سے کہہ دیا کہ کیا مجھ سے میرے رب کے متعلق سوال ہورہا ہے!۔ میرا جواب سن کر انھوں نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا کہ اے ابوعبداللہ! آپ کا فرمان بجا ہے؛ مگر ہم بھی رب کی طرف سے اس کام پر مامور ہیں۔(۲)

اسی سے ملتا جلتا ایک خواب امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے سے بھی منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: والد بزرگوار! اللہ رب العزت کا آپ کے ساتھ کیسا معاملہ رہا؟ فرمایا: پروردگار نے مجھے اپنی بخشش ومغفرت سے سرفراز فرمادیا۔ میں نے مزید دریافت کیا کہ کیا منکر ونکیر آپ کے پاس آئے تھے؟، فرمایا: ہاں، وہ آئے اور آکر پوچھنے لگے: تیرا رب کون ہے؟، میں نے جواباً کہا: سبحان اللہ! کیا مجھ سے ایسا سوال کرتے ہوئے کچھ جھجک محسوس نہیں ہوتی؟ تو ان دونوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! ہمیں معاف رکھیں، ہمیں اس کا حکم ہوا تھا۔(۳)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۳۴۵...... الجرح والتعدیل: ۱/۳۱۱۔

(۲) کتاب الرؤیا: ۱/۱۰۷۔ (۳) کتاب الرؤیا: ۱/۱۰۷۔

حضرت امام احمد بن حنبل کے ایک دوست سے روایت نقل کی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب احمد بن حنبل کا انتقال ہوگیا تو میں نے انھیں کسی شب خواب میں دیکھا کہ وہ بڑے نازواَدا سے خراماں خراماں چلے جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا: میرے بھائی! یہ کون سا طریقہ ہے چلنے کا؟ فرمانے لگے: ساکنانِ بہشت ایسے ہی چلا کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمایا: اس نے نہ صرف اپنی ردائے مغفرت مجھ پر ڈالی بلکہ سونے کے جوتے بھی مجھے پہنائے اور فرمایا: احمد! یہ اس کا بدلہ ہے جو تم قرآن کو اللہ کا منزل کلام، غیر مخلوق کہا کرتے تھے۔ پھر مجھے بہشت میں آنے جانے کی اِجازتِ عام دی گئی۔ چنانچہ جس وقت میں جنت میں پہنچا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سفیان ثوری دو سبز پروں کے ساتھ ایک باغ سے اُڑ کر دوسرے باغ میں گھوم پھر رہے ہیں اور آپ کی زبان پر یہ آیت کریمہ جاری ہے :

الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَ أورَثَنَا الأرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ أجْرُ العَامِلِيْنَ o (سورۂ زمر:۷۵)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں سرزمین جنت کا وارث بنادیا کہ ہم (اِس) جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، سو نیک عمل کرنے والوں کا کیسا اَچھا اَجر ہے!۔

میں نے پوچھا عبدالواحد وراق رحمہ اللہ کا کچھ اَتا پتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں بحر نور یعنی ملک غفور کے پاس چھوڑ دیا ہے۔

میں نے پوچھا: بشر بن حارث رحمہ اللہ کی کوئی خبر؟، فرمایا: کیا بات ہے! بشر کے کیا کہنے!! انھیں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے یہاں دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ ان سے مخاطب ہوکر فرما رہا تھا: اے دنیا میں میری خاطر کچھ نہ کھانے والے! اب جی

بھر کے کھا۔ اے میرے لیے کچھ نہ پینے والے! سیراب ہوکر پی۔اور اے میری رضا کے لیے آرام وعیش کو تج دینے والے! اب بہشت کے اندر جتنا چاہے عیش وآرام کر۔(۱)

یکے از صالحین حضرت حسین کردی نے وصال کے بعد حضرت احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اس نے مجھے اپنے روبرو کھڑا کر کے پوچھا: اے احمد! میں نے تجھے دولت علم عطا کی تھی اُس پر تو نے کتنا عمل کیا؟، عرض کیا: مولا! میں نے اسے پوری دیانت کے ساتھ جہاں دوسروں کو پڑھایا وہیں خود بھی اس پر عمل پیرا رہا۔ فرمایا: احمد! تو نے بالکل سچ کہا۔ اب بتاؤ میں تم پر کیا مہربانی کروں؟ میں نے عرض کیا: مولا! جو لوگ میرے جنازے میں شریک ہوئے انھیں بخش دے۔ فرمایا: جو بھی تمہارے جنازہ میں شریک ہوا اور جس نے بھی تمہاری نمازِ جنازہ پڑھی، میں نے اسے بخشا۔(۲)

حضرت احمد بن محمد کندی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا نیز فرمایا: اے احمد! کیا تجھے میری خاطر زدوکوب کیا گیا تھا؟ میں نے عرض کیا: ہاں میرے مولا۔ فرمایا: اے احمد! یہ میرا وجہِ کریم ہے تم اِسے جتنا تک سکتے ہو تکو؛ کیوں کہ تمہیں اِس کو تکنے کی اجازتِ عام ہے۔(۳)

---

(۱) تفسیر روح البیان: ۷/ ۹۵...... سیر اعلام النبلاء: ۱۱/ ۳۴۷......تاریخ دمشق: ۵/ ۳۳۵......البدایۃ والنہایۃ: ۱۰/ ۳۷۷......حیاۃ الحیوان الکبریٰ: ۱/ ۷۸......حلیۃ الاولیاء: ۴/ ۱۳۴...... بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ وشریعہ نبویہ: ۱/ ۲۹۱......مختصر منہاج القاصدین مقدسی: ۴/ ۱۷۹۔

(۲) الضوء اللامع: ۱/ ۱۸۴۔

(۳) طبقات الحنابلہ: ۱/ ۷......تہذیب الکمال: ۱/ ۴۷۰......تاریخ دمشق: ۵/ ۳۴۱......مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ۱/ ۵۳۔

حضرت محمد بن بشار بندار عبدی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کہا کہ مجھ سے حضرت سفیان ثوری کا حلیہ اور آپ کی صورت بیان کریں چنانچہ انھوں نے مجھ سے بیان فرمایا۔ پھر جب حضرت عبدالرحمٰن کا اِنتقال ہوا میں نے رب کی بارگاہ میں اِلتجا کی کہ مولا! مجھے خواب میں حضرت سفیان کی زیارت سے مشرف فرما۔ چنانچہ میں نے اُن کو خواب میں بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے مجھ سے بیان فرمایا تھا۔

میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: جب میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹا تو اس نے مجھے اپنی اس قدر جود ونوال سے سرفراز فرمایا جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔

میں نے پوچھا: یہ آپ کی آستین میں کیا ہے؟، فرمایا: کچھ موتیاں اور یاقوت وجواہر ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ آپ کو کہاں سے ہاتھ آئے؟ فرمایا: جس وقت حضرت احمد بن حنبل کی روح (عالم بالا میں) آئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ احمد بن حنبل کی روح پر یاقوت وجواہر اور درہائے یتیم کو (خیر مقدم کے طور پر) نچھاور کردو؛ تو اس میں سے اِتنے میرے ہاتھ لگ گئے تھے۔(۱)

حضرت حسین بن حسن سیروانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: اے احمد! یہ میرا وجہِ کریم ہے، تو تو اس کی طرف جی بھر کر تک لے۔(۲)

حضرت عبداللہ بن حسین بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جسے علم حدیث میں عبور حاصل تھا جب اس کا انتقال ہوگیا تو خواب میں دیکھ کر میں نے اس سے سوال

(۱) الابانۃ الکبریٰ لابن بطہ:۴۶۲/۵ حدیث:۲۳۷۶......وفیات الاعیان:۶۵/۱ ...... تاریخ بغداد:۱۸۱/۴۔
(۲) الابانۃ الکبریٰ لابن بطہ:۴۶۲/۵ حدیث:۲۳۷۶......سیر اعلام النبلاء:۳۴۹/۱۱......مغانی الاخیار:۱/ ۲۸......تاریخ بغداد:۳۶۹/۲۔

کیا: قسم بخدا؟ سچ سچ بتانا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: پروردگار نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: قسم بخدا!۔ فرمایا: ہاں واللہ اس نے مجھے بخش دیا۔

میں نے پوچھا: تمہاری بخشش کا سبب کیا بنا؟، فرمایا: امام احمد بن حنبل کی محبت سے اپنے دل کو آباد رکھنا۔ میں نے پوچھا: پھر تم آرام سے ہونا!۔ تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا: (الحمدللہ) میں بالکل راحت ومسرت میں ہوں۔(۱)

حضرت عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ ہم اپنے والد کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ والد نے پوچھا: صاحبِ جنازہ کا پیشہ کیا تھا؟، لوگوں نے کہا: وہ راہ میں سامان بیچا کرتا تھا۔ پوچھا: خود اَپنی جگہ میں یا دوسرے کی جگہ میں؟، کہا گیا: دوسری کی جگہ میں؟.... آپ نے فرمایا: بہرحال جو بھی ہو چلو اُس کی نمازِ جنازہ پڑھ آتے ہیں، شاید اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی برائیوں پر پردہ رکھ لے۔ چنانچہ نماز جنازہ کے بعد پھر ہم نے اسے دفن کردیا۔

رات میں والد سوئے تو انھیں اس واقعہ کی تشویش تھی۔ اتنے میں پڑوس کی ایک عورت والد صاحب کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے ابوعبداللہ! کیا میں آپ کو ایک خوش خبری نہ سناؤں؟، انھوں نے فرمایا: اے مبارکہ! ضرور؛ کیوں کہ تو ایک نیک اور پارسا عورت ہے اور تجھ میں ہم نے ہمیشہ خیر ہی پایا ہے۔

کہنے لگی: گزشتہ رات میں سوئی تو میں نے صاحبِ جنازہ کو دیکھا جس کے ساتھ آپ بھی جارہے تھے، اور وہ شخص دوسبز جوڑوں میں ملبوس جنت میں بھاگا چلا جارہا تھا۔ میں نے پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا: جس وقت میری روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا اُس وقت وہ بہت ہی غضب میں تھا، لیکن امام

(۱) طبقات الحنابلہ: ۱/۷...... سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۳۴۵...... الجرح والتعدیل: ۱/۳۰۸...... ترجمۃ الائمۃ الاربعہ: ۱/۳۸۱۔

احمد بن حنبل کے نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے اس نے نہ صرف میرے گناہ معاف کیے بلکہ جنت میں رہائش کا پروانہ بھی جاری فرما دیا۔(۱)

حضرت اسحٰق بن ابراہیم لؤلؤ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے ابوعبداللہ! کیا آپ انتقال نہیں فرما گئے؟، فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا: پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بھی بخشا اور انھیں بھی جنھوں نے میری نماز جنازہ پڑھی۔ میں نے پوچھا: آپ کے جنازے میں تو بہت سے اہل بدعت وہوا بھی شامل تھے۔ فرمایا: وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔(۲)

حضرت ابوعلی بن بناء کہتے ہیں کہ جب قطیعی کی ماں کا انتقال ہوا تو انھیں امام احمد بن حنبل کے پڑوس میں دفن کیا گیا۔ وفات کی چند راتوں کے بعد انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اے بیٹے! - اللہ تجھ سے خوش ہو- تو نے مجھے ایک ایسے برگزیدہ انسان کے بغل میں دفنایا ہے جس کی قبر پر ہر شب یا ہر شب جمعہ اتنی رحمتیں نازل ہوتی ہیں کہ جملہ اہل قبور اُس سے نہا نہا جاتے ہیں اور میں بھی انہی میں ہوتی ہوں۔(۳)

حضرت ابوعبداللہ احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابوداؤد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اس نے کیا تو کچھ نہیں، ہاں اِتنا ضرور فرمایا کہ تم جس کو پوجتے تھے آج انھیں کے پاس جا کر پناہ ڈھونڈو۔ اے احمد بن حنبل! جس روش پر آپ گامزن ہیں اس پر پامردی سے جمے رہیے کہ وہی حق ہے۔(۴)

(۱) طبقات الحنابلہ: ۱/۱۹۷۔

(۲) سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۳۵۰۔

(۳) صفۃ الصفوۃ: ۱/۲۵۹۔

(۴) السنۃ ابوبکر بن خلال: ۴/۳۵۰ حدیث: ۱۷۸۴۔

حضرت یحییٰ بن اکثم

حضرت احمد خواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے قاضی یحییٰ بن اکثم کو پس وصال خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟، کہا: باری تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا: اے بدعمل بڈھے! اگر تیرے بال سفید نہ ہوتے تو میں تجھے ضرور آگ میں جلاتا۔

یہ فرمان سن کر میری کیفیت وہ ہوگئی جو ایک مجرم کی اپنے آقا کے سامنے ہوتی ہے۔ میں بری طرح کانپنے لگا۔ جب کچھ اِفاقہ ہوا تو دوبارہ اِرشاد ہوا: اے بدکار بڈھے! تو سفید ریش نہ ہوتا تو میں ضرور تجھے آتشِ دوزخ میں جلاتا۔

مجھ پر پھر ہیبت طاری ہوگئی اور میرا پورا وجود بری طرح تھرتھرانے لگا۔ جب حالت سنبھلی تو تیسری مرتبہ پھر اسی طرح فرمایا۔ میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے خالق و مالک! اے رحیم و کریم! اے عفودرگزر فرمانے والے! میں نے عبدالرزاق بن ہمام سے، انھوں نے معمر بن راشد سے، انھوں نے ابن شہاب زہری سے، انھوں نے انس بن مالک سے اور انھوں نے تیرے حبیب مکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اور انھوں نے حضرت جبرئیل اَمین سے تیرا یہ فرمان سنا: میرا وہ بندہ جسے اِسلام میں بڑھاپا آئے اسے جہنم کا عذاب دینے سے مجھے حیا آتی ہے۔

اس پر میرے پاک پروردگار نے فرمایا: عبدالرزاق، معمر، زہری اور اَنس سب نے سچ کہا، میرے نبی نے سچ کہا، جبرئیل نے سچ کہا اور میرا قول سچا ہے۔ اے فرشتو! اِسے جنت میں لے جاؤ۔(۱)

(۱) اللآلی المصنوعہ: ۱/۱۲۵...... عیون الحکایات ابن الجوزی: ۲/۱۳۴، ۱۳۵۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ قاضی یحییٰ بن اکثم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے بوڑھے! آج تیری خیر نہیں ہے۔

عرض کی: اے میرے مالک ومولا! تیرے نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ تو اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ اَسی (۸۰) سال والے بوڑھوں کو عذاب دے۔ اے میرے خالق میں بھی اسی برس دنیا میں گزار کر آیا ہوں، تو میں تیرے رحم وکرم کا بجا طور پر سزاوار ہوں، آج مجھ پر رحم فرمادے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: میرے نبی آخرالزماں نے بالکل سچ فرمایا ہے، جاؤ، ہم نے تمہیں بخش دیا۔(۱)

حضرت ذوالنون مصری

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ نے کسی مردِ صالح کو خواب میں دیکھ کر استفسار کیا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

کہا: پروردگار نے مجھے اپنے روبرو کھڑا کیا اور فرمایا: اے محبت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے! دعویٰ تو میری محبت کا تھا مگر ساتھ ہی چادرِ غفلت بھی تانے رہے۔ (کیا یہ کسی عاشق کو زیب دیتا ہے!)۔(۲)

(۱) المعجم: ۱/۱۱۸...... معجم اصحاب القاضی ابی علی صدفی: ۱/۱۱۸...... تہذیب الکمال: ۲۲۲/۳۱...... تاریخ دمشق: ۱۰/۱۶۷...... حیاۃ الحیوان الکبریٰ: ۱/ ۳۷۶...... صید الخاطر: ۱/۶۲ ...... بہجۃ المجالس وانس المجالس: ۱/۲۱۹...... نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: ۱/ ۲۵۷...... احیاء علوم الدین: ۳/ ۲۴۷...... الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۱۲...... رسالہ قشیریہ: ۱/۶۵...... الجامع الصغیر: ۱۱۶ حدیث: ۱۸۹۱...... عیون الحکایات ابن الجوزی: ۲/ ۱۳۵۔

(۲) تفسیر بحر مدید ابن عجیبہ: ۳/ ۹۳۔

حضرت محمد بن مصفی قرشی

حضرت محمد بن عوف علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ محمد بن مصفی بن بہلول قرشی کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے ابوعبداللہ! کیا آپ دنیاے فانی سے کوچ نہیں کر گئے ہیں؟ تو یہ بتائیں کہ آپ کا وطن اصلی کی طرف پلٹنا کیسا رہا؟۔

فرمایا: الحمدللہ! ہم خیر وسعادت کی طرف پلٹے ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ ہم ہر روز اپنے مالک ومولا کی زیارت سے دوبار مشرف کیے جاتے ہیں۔

میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! بلاشبہہ سنتوں کے فروغ نے آپ کی دنیا وآخرت دونوں کو نہال کردیا ہے!۔

کہتے ہیں کہ میری یہ بات سن کر وہ مسکرانے لگے۔(۱)

متوکل علی اللہ

کسی نے مشہور بادشاہ متوکل علی اللہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: کچھ سنتوں کا میں نے اِحیا کیا تھا بس اسی باعث پروردگار نے مجھے بخش دیا۔(۲)

---

(۱) الوافی بالوفیات: ۱۰۲/۲...... تاریخ دمشق: ۴۱۴/۵۵...... ثقات ابن حبان: ۱۰۱/۹...... تہذیب التہذیب: ۴۰۷/۹...... تہذیب الکمال مزی: ۴۶۹/۲۶...... سیر اعلام النبلاء: ۹۵/۱۲...... تاریخ الاسلام ذہبی: ۴۵۰/۴...... الانساب سمعانی: ۲۶۳/۲۔

(۲) الوافی بالوفیات: ۲۹/۴...... المنتظم: ۴۱۵/۳...... بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ۱۸۸/۲...... تاریخ الخلفاء: ۱۴۵/۱...... تاریخ بغداد: ۲۴۱/۳...... تاریخ اسلام ذہبی: ۳۹۸/۴...... فوات الوفیات: ۱/ ۲۹۱...... البدایہ والنہایہ: ۳۸۸/۱۰۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن حمید رازی

حضرت حسن بن لیث رازی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن حمید رازی علیہ الرحمہ کوخواب میں دیکھا اور پوچھا: اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔
فرمایا: اللہ نے میری بخشش فرمادی۔ میں نے پوچھا: کس وجہ سے؟ فرمایا: بس اس کی ذات سے سچی اُمیدیں وابستہ رکھنے کی وجہ سے۔(۱)

حضرت اَبوجعفر محمد بن احمد کاغذی

حضرت ابومظفر محمد بن احمد خراسانی مروزی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر کاغذی کودر پردۂ خواب دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔
فرمایا: اس نے بلا حساب وکتاب مجھے بخش دیا۔ پوچھا: اس کی وجہ؟، فرمایا: مغفرت کا سبب یہ ہے کہ میں اپنے مشائخ کے سلسلہ روایت کوکسی سے اس طرح بیان کیا کرتا تھا :

أخبرک رضی اللّٰہ عنک فلان .

پھر کہتا تھا کہ مجھ سے فلاں رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی۔
اور محاسبہ اَعمال سے اس لیے بچ گیا کہ میں ہر حدیث کے اندر بالالتزام ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا کرتا تھا۔(۲)

(۱) التدوین فی اخبارقزوین:۱/۴۶۹......تاریخ بغداد:۱/۳۰۹......العاقبۃ فی ذکرالموت:۱/۱۴۶۔
(۲) ادب الاملاءوالاستملاء:۱/۱۱۷۔

حضرت محمود بن خداش

حضرت یعقوب دورقی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت محمود بن خداش کا وصال ہوا تو اُن خوش بختوں میں میں بھی شامل تھا جنھوں نے انھیں نہلایا اور دفنایا۔ میں نے ایک شب انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابومحمد! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: میرے پروردگار نے نہ صرف میری بلکہ ان سب کی مغفرت فرمادی جو میرے جنازے میں شریک تھے۔ کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ کے جنازے میں شرکت کرنے والوں میں تو میں بھی تھا، تو اتنے میں انھوں نے اپنی آستین کے اندر سے ایک رقعہ نکالا جس میں تحریر تھا: یعقوب بن ابراہیم بن کثیر۔(۱)

حضرت ابوالحسن سری سقطی

حضرت شیخ سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بیس سالوں سے خلق خدا کو راہِ راست پر لانے اور اُن کو اللہ والا بنانے کی سعی مسلسل کرر ہا تھا مگر ایک شخص کے سوا کوئی میرے دامِ تبلیغ میں نہ پھنسا۔ امر واقعہ یہ کہ میں ایک دن بروز جمعہ بغداد کی جامع مسجد میں خطاب کرر ہا تھا، دورانِ خطبہ میں نے کہا :

عجبت من ضعيف عصى قويا .

یعنی حیرت ہے اس شخص پر جو کمزور ہو کر بھی قوت والے کی نافرمانی کرتا رہتا ہے۔

کہتے ہیں کہ پھر ہفتہ کے روز نمازِ فجر اَدا کرنے کے بعد میں ذرا دیر کے لیے بیٹھا

---

(۱) طبقات الحنابلہ: ۱/۱۳۵...... سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۱۸۰...... تہذیب الکمال: ۲۷/۳۰۰...... التدوین فی اخبار قزوین: ۱/۳۱۲...... تاریخ بغداد: ۵/۴۵۱...... تاریخ اسلام ذہبی: ۴/۴۵۴...... الانساب سمعانی: ۴/۲۹۔

ہی تھا کہ ایک جوانِ رعنا دو بچوں سمیت سوار ہوکر میرے پاس آیا اور اس کے پیچھے بھی دو گھوڑ سوار تھے۔ وہ سواری سے اُتر کر بے تابانہ پوچھنے لگا: تم میں سری سقطی کون ہے؟، ہم نشینوں نے میری طرف اِشارہ کیا تو اس نے سلام کیا اور پھر وہیں بیٹھ گیا۔

عرض کرتا ہے کہ کل میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''حیرت ہے اس شخص پر جو کمزور ہوکر بھی شہ زور کی نافرمانی کرتا رہتا ہے''۔ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟، میں نے کہا: ابن آدم سے ضعیف و ناتواں کوئی ضعیف نہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی قوی نہیں۔ اور ابن آدم اپنے ہزار ضعف و ناتوانی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی کرتا ہے تو کیا یہ باعثِ حیرت نہیں!۔

یہ سن کر وہ رونے لگا اور کہا: اے سری! کیا مجھ جیسے غرقابِ معصیت کی توبہ اللہ قبول کرسکتا ہے؟۔ میں نے کہا: کیوں نہیں، اگر ڈوبتوں کو اللہ پار نہ لگائے تو اور کون لگائے گا!۔ کہا: اے سری! میں نے لوگوں پر بے تحاشا ظلم و زیادتی کی ہے تو اس سے خلاصی کی کیا صورت ہوگی؟، فرمایا: اگر تم صحیح معنوں میں اللہ کی طرف رجوع کرلو (اور خلوت وجلوت میں اسی کے ہوکے رہو) تو تمہارے مخاصمین کو تم سے راضی کردیا جائے گا؛ کیوں کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ عالی ہے :

إذا كـان يوم القيامة و اجتمع الخصوم على ولي اللّٰه و كل لـكـل مـنهـم ملكا يقول لا تروّعوا ولي اللّٰه فان حقكم اليوم على اللّٰه تعالىٰ .

یعنی عرصہ محشر میں جب مخاصمین (بدلہ لینے کے لیے) اللہ کے ولی کے پاس جمع ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کی طرف سے وکالت کرنے کے لیے ایک فرشتہ کھڑا کردے گا جو کہے گا: اللہ کے اِس ولی کو پریشان نہ کرو، آج تمہارے سارے حقوق اللہ تعالیٰ اَدا فرمائے گا۔

کہتے ہیں کہ یہ سننے کے بعد اس کی پلکیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور عرض کرنے لگا: اب مجھے بتائیں کہ اللہ کی راہ پر جادہ پیمائی کیوں کر ممکن ہوسکتی ہے؟، میں نے کہا: اگر تم پیکرانِ زہد وسلوک میں سے ہونا چاہتے ہو تو صائم النہار اور قائم اللیل بن جاؤ، اور گناہوں سے اپنا ہاتھ یکسر کھینچ لو۔ اور اگر اَرباب ولایت کی راہ چلنا چاہتے ہوتو خدمتِ مولا کے سوا ہر تعلق سے بے نیاز ہوجاؤ۔

یہ سن کر اس نے اتنا گریہ وبکا کیا کہ اُس کے رومال آنسوؤں سے تر بتر ہوگئے۔ پھر جب وہ لوٹا تو اس نے واقعتاً مال ومنال اور اہل وعیال سب کو خیرآباد کہہ دیا، اپنا حال غیر کرلیا، اور قبرستان جاکر سکونت پذیر ہوگیا اور پھر اسی حالت میں اس جوان کی موت واقع ہوگئی۔

حضرت سری فرماتے ہیں کہ ایک دن میری آنکھ جھپکی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ریشم ودیبا میں ملبوس پورے جاہ وطمطراق سے خراماں خراماں چلا جارہا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے: اے سری! اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں نے پوچھا: یہ تو بتاؤ کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہنے لگا: اس نے میرے گناہوں کا حساب کتاب لیے بغیر ہی سیدھے مجھے جنت میں داخل کردیا۔(۱)

حضرت ابوعبید بن حربویہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سری سقطی کی نماز جنازہ میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کسی رات میں نے ان کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: نہ صرف مجھے بخشا بلکہ وہ بھی بخشے گئے جنھوں نے میرے جنازہ میں شرکت اور نماز ادا کی تھی۔ میں نے کہا کہ آپ کے جنازے میں شریک ہونے والوں اور نماز ادا کرنے والوں میں تو میں بھی شامل تھا!۔ فرمایا: ذرا رُکو، انھوں نے نظر دوڑائی مگر کہیں میرا نام نظر نہ آیا۔

---

(۱) تفسیر روح البیان: ۱/۳۲۳۔

میں نے کہا یقیناً میں آپ کے جنازے میں حاضر تھا۔ پھر جب انھوں نے دوبارہ دیکھا تو میرا نام حاشیہ میں مرقوم تھا۔(۱)

حضرت محمد بن یحییٰ ذہلی

حضرت ابوعمر واحمد بن نصر خفاف فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ کوخواب میں دیکھا اور پوچھا: یہ بتائیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: پروردگار نے مجھے اپنی ردائے مغفرت میں چھپالیا۔ میں نے پوچھا: آپ کی حدیثوں کے ساتھ کیا ہوا؟ فرمایا: انھیں آب زرّیں سے لکھ کر علیین میں اُٹھاکر محفوظ کر دیا گیا۔(۲)

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی

حضرت عبد اللہ بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب مشہورِ زمانہ زاہد وصوفی حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کا وصال ہوا تو کسی نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟، فرمایا: میں بخش دیا گیا۔ پوچھا گیا: کس عمل کی بنیاد پر؟، فرمایا: میری اس دعاومناجات کی وجہ سے :

إلٰهي إن كنتُ مقصرا في خدمتك، فما كنتُ مقصرا في محبتك .(۳)

یعنی اے پروردگار! تیری طاعت وبندگی میں مجھ سے (کبھی) کچھ کوتاہی ہوجائے تو ہوجائے؛ مگر میں تیری محبت میں کبھی کسی کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوتا۔

---

(۱) طبقات الاولیاء:۱/۲۷......تاریخ دمشق:۱۹۸/۲۰......تاریخ بغداد:۱۷۵/۴......البدایۃ والنہایۃ:۱۱/۱۹......صفۃ الصفوۃ:۱/۲۶۶۔

(۲) الوافی بالوفیات:۱۵۸/۲......سیر اعلام النبلاء:۲۷۸/۱۲......تذکرۃ الحفاظ:۵۳۱/۲......تاریخ اسلام ذہبی:۳۹/۵......معرفۃ علوم الحدیث حاکم:۱/۱۴۷ حدیث:۱۲۷......تہذیب التہذیب:۹/۴۵۴......تہذیب الکمال:۶۳۱/۲۶......تاریخ بغداد:۱۶۶/۲۔

(۳) الروض الفائق فی المواعظ والرقائق:۳۲۵۔

حضرت بایزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کو ان کے وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے بایزید! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمانے لگے: مجھے اپنے حضور کھڑا کیا اور فرمایا: اے بایزید! میرے لیے کیا لائے ہو؟، میں نے عرض کیا: اے پروردگار! میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو تیرے خزانۂ رحمت میں نایاب ہے۔ پوچھا: ایسی کیا چیز ہے جو میرے خزانے میں بھی نہیں۔ میں نے کہا: مولا! فقر اور اِفلاس۔ فرمایا: اے بایزید! یقیناً تو ایسی چیز لے کر آیا ہے جو ہر چیز پر بھاری ہے۔(۱)

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی سال میں بیت اللہ الحرام کے حج سے مشرف ہوا۔ میں نے الحاح وریا کے ملے جلے انداز میں دعا مانگنی شروع کی ہاتف غیب سے ندا آئی: اے بایزید! اگر تم ہزار سال بھی اس انداز سے دعا مانگو اور اس طرح ہزار حج بھی کرو تب بھی ہم اس میں سے ایک ذرہ قبول کرنے والے نہیں ہیں۔

میں نے عرض کی: ایسا کیوں؟ کہا گیا: اس لیے کہ تمہاری توجہ کا مرکز محض تمہارا عمل ہے مگر جس کے لیے عمل کر رہے ہو اُس سے یکسر غافل ہو۔

میں نے عرض کیا: مولا! اگر میری عبادتیں اور دعائیں تیری بارگاہ میں مقبول نہیں، تو مجھے تیری عزت کی قسم! پھر میرے اور تیرے درمیان رشتہ وصال منقطع ہو جانا چاہیے۔ کہا گیا: اے بایزید! اگر ایسا کرنا تمہارے اختیار میں ہو تو ٹھیک ہے قطع کر دو۔ مگر شاید تم بھول گئے کہ شرابِ وصل تو ہم نے ہی تمھیں پلائی تھی!۔

(۱) النور السافر عن اخبار القرن العاشر: ۱؍۴۷۔

میں نے عرض کی: مولا تیری عزت کی قسم! میں اس وقت تک اپنے قدم تیرے حرم سے باہر نہ نکالوں گا جب تک مجھے یہ پتا نہ چل جائے کہ تو مجھ سے راضی ہوگیا ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا :

قل یا أبا یزید، ما ترید؟ وعزتي وجلالي لو یعلم العالم ما أعلمه من باطنک لرجموک، فقلت: و عزتک وجلالک لو یعلم العالم ما أعلمه من کرمک ما عبدوک. و إذا بهاتف یقول : یا أبا یزید، لا نقول و لا تقول، أنت عندنا مقبول .

یعنی بایزید کہو تمہیں کیا چاہیے؟ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جتنا تمہارے قلب وباطن (کے رازوں) پر میں آگاہ ہوں اگر اتنا دنیا جان جائے تو وہ تمھیں سنگسار کردے۔ اس پر میں نے کہا: مولا مجھے بھی تیری عزت وجلال کی قسم! تیرے کرم ونوال پر جیسی مجھے اطلاع نصیب ہوئی ہے اگر اس بھری دنیا میں اتنا کوئی اور جان لیتا، تو تیری عبادت ہی سے بے نیاز ہوجاتا۔ پھر ہاتف غیب سے ایک آواز اُبھری: یعنی اب نہ ہم کچھ کہیں، نہ تم کچھ کہو (بس بات یہیں ختم کرو) تم ہمارے بندۂ مقبول ہو۔(۱)

حضرت احمد بن عبدالرحمٰن بحشل

حضرت ابوالفضل زہری فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر ادمی نے اور انھوں نے ابن قمۃ کو کہتے سنا کہ وہ فرماتے تھے: میں نے حضرت بحشل کو عالم خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: پروردگار نے مجھے بخش دیا۔ اور میرے لیے اپنی زیارت کا ایک دن خاص کردیا جس میں میں اس کے سامنے قراءت کیا کرتا ہوں۔(۲)

(۱) الفتوحات المکیۃ ۶/۲۱۳......الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۹/۱۔
(۲) حدیث ابوالفضل الزہری: ۲/۲۱۰ حدیث: ۷۰۹۔

حضرت اَبوزرعہ رازی

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابوالعباس مرادی کے حوالے سے تخریج کی، کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: میں نے حضرت ابوزرعہ کوخواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: جب میں نے اپنے رب سے ملاقات کی تو پروردگار نے مجھ سے فرمایا: اے ابوزرعہ! جب میرے پاس کوئی بچہ آتا ہے تو میں اسے سیدھے جنت میں داخل کرنے کا حکم دیتا ہوں تو پھر اندازہ لگاؤ کہ جس نے سنتوں پر عمل کیا اور میرے بندوں کو نبی کی سنتیں یاد کروائیں (اس کے ساتھ میری نوازشوں کا عالم کیا ہوگا! ابوزرعہ) بھری جنت میں جہاں چاہو اپنا ٹھکانہ بنالو۔(۱)

امام حافظ محمد بن مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوزرعہ رازی کو میں نے پس انتقال خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے تعلق سے فرمایا کہ اِسے ابوعبداللہ، ابوعبداللہ اور ابوعبد اللہ کے ساتھ ملحق کردو۔(پہلے ابوعبداللہ سے مراد امام مالک، دوسرے سے مراد امام شافعی اور تیسرے سے مراد امام احمد بن حنبل ہیں)۔(۲)

حضرت حفص بن عبیداللہ فرماتے ہیں کہ میں ابوزرعہ رازی سے ملاقات کی اپنی دیرینہ خواہش کے باوجود اُن تک پہنچنے سے قاصر رہا۔ جب ان کے وصال کے بعد میں شہر رَے گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتوں کے ساتھ آسمانِ دنیا پر

---

(۱) نظم المتناثر: ۵/۱ ...... کنزالعمال: ۱۱/۱...... طبقات الحنابلہ: ۷۹/۱...... تاریخ دمشق: ۳۹/۳۸...... تاریخ بغداد: ۴۶۴/۴...... صفۃ الصفوۃ: ۴۲۴/۱...... ابن عساکر بحوالہ شرح الصدور مترجم: ۴۶۶۔

(۲) تہذیب الاسماء: ۸۳/۱...... فوائد العراقیین لابی سعید نقاش: ۱۴۲/۱ حدیث: ۱۰۹...... ترجمۃ الائمۃ الاربعہ: ۴۵۱/۱۔

نماز اَدا کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ عبیداللہ بن عبدالکریم (ابوزرعہ) ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: آپ اس مقام پر کیوں کر پہنچے؟، فرمایا: میں نے اپنے ان ہاتھوں سے سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزار ہا ہزار حدیثیں لکھی ہیں جس میں ''عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور فرمانِ رسالت مآب ہے کہ'' جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے ، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے''۔(۱)

شیخ احمد بن طولون ترکی

کسی صالح کامل کا قول ہے کہ میں نے احمد بن طولون کو اُن کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: جب میری روح قبض کی گئی، تو ایک بے مروّت ہنکانے والا مجھے لے کر آتش جہنم کے اوپر سے گزرا، دروازہائے جہنم کھول دیے گئے اور اس کا دھواں اوپر اُٹھنے لگا۔ مجھے شدید خوف لاحق ہوا اور مجھے اپنی ہلاکت یقینی نظر آنے لگی۔ اتنے میں خوشبوؤں میں بسی ہوئی ایک خوبرو لونڈی میرے پاس آکر بولی۔ اے احمد! ڈریے نہیں، میں آپ کی آزاد کردہ لونڈی ہوں۔ پھر وہ میرے اور آگ کے درمیان کھڑی ہوگئی، اور شعلوں کا رُخ بدل گیا۔

میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہا: آپ کا صدقہ جو کہ آپ دائیں اور بائیں خفیہ طور پر دیا کرتے تھے۔ پھر عرش کے نیچے سے ایک منادی نے ندا دی: باب المغفرۃ کے ذریعہ اسے جنت میں داخل کردو؛ چنانچہ میں جنت میں پہنچ گیا، اور اس وقت میں کیسا ہوں تم دیکھ ہی رہے ہو.....۔(۲)

(۱) طبقات الحنابلہ:۱/۷۹......تاریخ بغداد:۴/۲۶۳۔

(۲) الزہرالفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۱۶۔

کسی صوفی کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت احمد بن طولون کی خواب میں زیارت کی، اور وہ فرمارہے تھے: دنیا میں رہنے والوں کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی چھوٹی نیکی کو حقیر جان کر نظر انداز کردیں، یوں ہی کسی برائی کو حقیر سمجھتے ہوئے نظر انداز کربیٹھیں؛ (کیوں کہ نہیں معلوم کس پر اُس کی زندگی کا فیصلہ ہوجائے)۔(۱)

شیخ ابوقلابہ عبدالملک بن محمد بصری

عبداللہ بن محمد جہادی مہم کے سلسلے میں مصر کے ایک ساحلی علاقے میں مقیم تھا، ٹہلتا ہوا ایک بار ساحل سمندر کی طرف جانکلا، وہاں دیکھا کہ خیمہ میں ہاتھ پاؤں سے معذور اور آنکھوں کی بینائی سے محروم ایک شخص پڑا ہوا ہے، اس کے جسم میں صرف اس کی زبان سلامت ہے، ایک طرف اس کی یہ حالت ہے اور دوسری طرف وہ بآواز بلند کہہ رہا ہے :

> اے میرے پروردگار! مجھے اپنی نعمتوں پر شکر کی توفیق مرحمت فرما۔ مولا! تو نے اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر مجھے فضیلت اور فوقیت بخشی ہے، اس فوقیت پر مجھے اپنی حمد وثنا کی توفیق عطا فرما۔

عبداللہ نے یہ دعا سنی تو اسے بڑی حیرت ہوئی، ایک آدمی ہاتھ پاؤں سے معذور ہے، بینائی سے محروم ہے، جسم میں زندگی کی تازگی کا کوئی اثر نہیں اور وہ اللہ سے نعمتوں پر شکر کی دعا مانگ رہا ہے۔ اس کے پاس آکر سلام کیا اور پوچھا :

> حضرت والا! آپ اللہ تعالیٰ کی کس نعمت اور فوقیت پر شکر اور حمد وثنا کی توفیق کے خواستگار ہیں؟۔

---

(۱) الوافی بالوفیات: ۲/۰ ۳۷۔

معذور شخص نے جواب میں فرمایا اور خوب فرمایا :

آپ کو کیا معلوم میرے رب کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے!۔ بخدا اگر وہ آسمان سے آگ برسا کر مجھے راکھ کردے، پہاڑوں کو حکم دے کر مجھے کچل دیں، سمندروں کو مجھے غرق کرنے کے لیے کہہ دے اور زمین کو مجھے نگلنے کا حکم دے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ میرے ناتواں جسم میں زبان کی بے بہا نعمت کو تو دیکھئے کہ یہ ابھی تک سالم ہے، کیا صرف اس ایک زبان کی نعمت کا میں زندگی بھر شکر اَدا کرسکتا ہوں!۔

پھر فرمانے لگے :

میرا ایک چھوٹا بیٹا میری خدمت کرتا ہے، خود میں معذور ہوں، زندگی کی ضروریات اسی کے سہارے پوری ہوتی ہیں لیکن وہ تین دن سے غائب ہے، معلوم نہیں کہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے، اگر آپ اس کا پتہ کرلیں تو بڑی نوازش ہوگی۔

ایسے صابر وشاکر اور محتاج اِنسان کی خدمت سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے۔عبداللہ نے بیابان میں اس کی تلاش شروع کی تو یہ دردناک منظر دیکھا کہ مٹی کے دو تودوں کے درمیان ایک لڑکے کی لاش پڑی ہوئی ہے جسے جگہ جگہ سے درندوں اور پرندوں نے نوچ رکھا ہے، یہ اسی معذور شخص کے بیٹے کی لاش تھی، اس معصوم کی لاش اس طرح بے گور وکفن دیکھ کر عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور یہ فکر لاحق ہوئی کہ اس کے معذور والد کو اس المناک حادثہ کی اطلاع کیسے دے؟ ان کے پاس گئے اور ایک لمبی تمہید کے بعد انھیں اطلاع کردی، بیٹے کی وحشت ناک موت سے کون ہوگا جس کا جگر پارہ پارہ نہ ہوجائے لیکن۔

جائز نہیں اندیشہ جاں، عشق میں اے دل

ہشیار! کہ یہ مسلک تسلیم و رضا ہے

یہ خبر سن کر معذور والد کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ دل پر غموں کے بادل چھا جائیں تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کہ غم کا غبار اشکوں میں ڈھل کر نکل جاتا ہے، شکوہ وشکایت کی بجائے فرمانے لگے :

حمد وستائش اس ذات کے لیے ہے جس نے میری اولاد کو اپنا نافرمان نہیں پیدا کیا اور اسے جہنم کا ایندھن بننے سے بچالیا۔

پھر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور ایک چیخ کے ساتھ روح نے قفس عنصری سے گویا یہ کہتے ہوئے آزادی حاصل کر لی کہ ۔

اب اے خیالِ یار نہیں تاب ضبط کی بس اے فروغِ برق تجلی کہ جل گئے

اب کیا ستائیں گی ہمیں دوراں کی گردشیں ہم اَب حدودِ سود وزیاں سے نکل گئے

ان کی اس طرح اچانک موت پر عبداللہ کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، کچھ لوگ اس طرف آنکلے، رونے کی آواز سنی، خیمے میں داخل ہوئے، میت کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو اس سے لپٹ گئے، کوئی ہاتھ چومتا، کوئی آنکھوں کو بوسہ دیتا، ساتھ ساتھ وہ کہتے جاتے :

ہم قربان ان آنکھوں پر جنھوں نے کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا، ہم فدا اس جسم پر جو لوگوں کے آرام کے وقت بھی اپنے مالک کے سامنے سجدہ ریز رہتا، جس نے اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کی........

عبداللہ یہ صورتحال دیکھ کر ایک بار پھر ورطہ تعجب میں پڑ گیا، پوچھا: یہ کون ہیں؟ ان کا تعارف کیا ہے؟، لوگوں نے حیرت سے پوچھا: آپ انھیں نہیں جانتے؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد رشید مشہور محدث حضرت اَبوقلابہ ہیں۔

حدیث کا اَدنیٰ طالب علم بھی حضرت ابوقلابہ کے نام سے واقف ہے۔ صبر واِستقامت کے پیکر اور تسلیم ورضا کے بلند مقام کے حامل حضرت ابوقلابہ کی تجہیز وتکفین اور نماز وتدفین سے فارغ ہونے کے بعد عبداللہ جب رات کو سویا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت کے باغات میں سیر وتفریح کر رہے ہیں، جنت کا لباس زیب تن ہے اور یہ آیت تلاوت فرمارہے ہیں :

سَلاَمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ o (سورۂ رعد:۱۳/۲۴)

تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کے صلے میں، پس (اب دیکھو) آخرت کا گھر کیا خوب ہے!۔

عبداللہ نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کیا آپ وہی معذور شخص نہیں ہیں؟، فرمانے لگے :

جی ہاں! بے شک میں وہی شخص ہوں، اللہ تعالیٰ کے ہاں چند بلند مراتب اور درجات ایسے ہیں جن تک رسائی مصیبت میں صبر، راحت میں شکر اور جلوت وخلوت میں خوفِ خدا کے بغیر ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی صبر وشکر کی بدولت مجھے ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔(۱)

حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے کراں نعمتوں کی گنتی نہیں کی جاسکتی۔ زندگی

(۱) کتاب الثقات لابی حاتم ابن حبان: ۳/۵۔

کی جس جہت میں دیکھئے نعمتوں کے گلستان کے گلستان لہلہار ہے ہیں، انسانی زندگی اگرچہ غم اور حسرت کی دھوپ چھاؤں سے عبارت ہے لیکن درحقیقت وجودِ غم بھی اِحساسِ مسرت کے لیے ہے۔ اَلَم کی چاشنی سے زندگی میں حسن بھی آتا ہے۔ اہل اللہ اور اہل وفا کو غم میں بھی راحت حاصل ہوتی ہے جب کہ اہل ہوس کی ساری زندگی راحت کے غم میں ختم ہو جاتی ہے۔

ناشکروں کا المیہ یہ ہے کہ ان کی نظر ہمیشہ زندگی کی تلخیوں پر رہتی ہے، زندگی کی ہزار نعمتوں اور رحمتوں کی چھاؤں میں انھیں کچھ تلخیوں کی تپش محسوس ہو تو اسی کا رونا رونے لگتے ہیں، ایسے لوگ زندگی کی حقیقی خوشیوں سے محروم رہتے ہیں، وہ ہر سو برسی ہوئی نعمتوں کی بہار میں بھی یہ کہتے ہیں کہ ؎

تمام غنچہ و گل داغِ دل بنے کیفی
خزاں نصیب بہاروں سے کیا لیا میں نے

لیکن ایک حقیقی مردِ مومن کی شان اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے، اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ مصائب، راہِ منزل میں آتے اور حوادث راستے میں دام پھیلاتے ہی ہیں لیکن اس کی بناپر نعمتوں سے اس کی نظر اوجھل نہیں رہتی، ہزاروں راحتوں کے جلو میں چند ایک تکالیف کی چبھن کی وجہ سے وہ صبر و شکر اور تسلیم و رضا کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیتا بلکہ غم حیات میں وہ اپنی زبانِ حال سے کہہ رہا ہوتا ہے ؎

دل کا ہر داغ تبسم میں چھپا رکھا ہے
ہم نے ہر غم کو غم یار بنا رکھا ہے
نوک ہر خار سے پوچھو وہ گواہی دیں گے
ہم نے کانٹوں میں بھی گلزار کھلا رکھا ہے
خود مرے دل نے تراشے ہیں غموں کے پیکر
میرے مولا نے تو ہر غم سے بچا رکھا ہے

شیخ ابو یوسف یعقوب بن سفیان فسوی

قاضی مصر حضرت ابوالحسن نعمان بن احمد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو یوسف یعقوب بن سفیان فسوی (علم وفضل اور زہد وورع میں) اپنی مثال آپ تھے، ان کا سا کوئی اور میری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا، جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابو یوسف! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمانے لگے: اس نے بڑا فضل فرمایا مجھ پر۔ میں نے پوچھا: کیا آپ بخشے گئے؟ فرمایا: ہاں! اس نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کو جنت میں بھی داخل کیا؟، فرمایا: ہاں! اس نے مجھے دخولِ جنت کی سعادت بھی نصیب فرمائی۔ میں نے پوچھا: جنت کے پھل چکھے آپ نے؟، فرمایا: ہاں! اُس کے پھل فروٹ کھا لیے میں نے۔ میں نے پوچھا: رب العزت کی زیارت ہوئی؟، فرمایا: تاہنوز تو نہیں؛ تاہم اسے یہ پڑھتے ہوئے سنا ضرور ہے: 'وَ أُزْلِفَتِ الجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ'۔(۱)

حضرت عبدان بن محمد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یعقوب بن سفیان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا، اور حکم دیا کہ جس طرح میں روئے زمین پر حدیث کا اِملا کرایا کرتا تھا اسی طرح آسمان میں بھی حدیثیں لکھوایا کروں۔ چنانچہ چوتھے آسمان پر میرا درسِ حدیث ہوتا ہے۔ میں فرشتوں کے جھرمٹ میں حضرت جبرئیل کو اِملا کراتا ہوں اور پھر وہ سارے فرشتے سونے کے قلم سے اسے لکھتے ہیں۔(۲)

---

(۱) الوافی بالوفیات: ۴/۴۱۰...... وفیات الاعیان: ۲/۲۵۷...... مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان: ۱/۲۸۷...... تاریخ بغداد: ۴/۳۶...... الانساب سمعانی: ۴/۹۹۔

(۲) تہذیب الکمال: ۳۲/۳۳۴...... ادب الاملاء والاستملاء: ۱/۲۰...... تہذیب الکمال: ۳۲/۳۳۴...... التدوین فی اخبار قزوین: ۱/۱۶۰...... البدایہ والنہایہ: ۱۱/۷۰۔

حضرت ابوالحسن عاقولی مقری

ابوالفرج غیث بن علی سے روایت ہے کہ میں نے ابوالحسن عبدالکریم بن ہیثم عاقولی مقری کوخواب کے اندر بہت ہی اچھی حالت میں دیکھ کر پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟،فرمایا کہ میں خیریت سے ہوں۔میں نے پوچھا کہ کیا آپ وصال نہیں فرماگئے؟ کہا: بے شک میں وصال کر چکا ہوں۔ میں نے پوچھا موت کیسی ہے؟، فرمایا: بہت اچھی۔میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرماتے ہوئے آپ کو جنت میں داخل کرے۔ یہ تو بتائیں کہ سب سے بہترین عمل کون سا ہے؟، اور عالم برزخ میں سب سے زیادہ کارآمد اور نفع بخش عمل کیا ہے؟ فرمایا: اِستغفار پڑھنا۔(۱)

حضرت ابن زکیر مصری

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابومنصور بن ذکیر زہد و ورع میں اپنی نظیر آپ سمجھے جاتے تھے۔جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے رونا شروع کردیا۔پوچھا گیا: مرتے وقت آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟۔

کہنے لگے: اس وقت میں ایسی راہ سے گزر رہا ہوں جس سے گزرنے کا کبھی اِتفاق نہ ہوا تھا۔پھر جب ان کا انتقال ہوگیا تو ان کے بیٹے نے انھیں چوتھی رات خواب میں دیکھ کر پوچھا: اَبا جان! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمایا: جانِ پدر! معاملہ بڑا دشوار اور تمہارے گمان سے بالاتر ہے۔میں نے احکم الحاکمین اور اعدل العادلین بادشاہ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) سے ملاقات کی۔ اور اپنے روبروٗ بال کی کھال نکال لینے والے مخاصمین دیکھے۔

(۱) ابن عساکر بحوالہ شرح الصدور مترجم: ۴۶۱ تا ۴۶۲۔

پروردگار نے مجھ سے فرمایا: اے ابو منصور! میں نے تجھے ستر سال کی عمر دی، یہ بتا تو نے اس لمبی زندگی میں کیا کچھ کیا اور آج تمہارے ساتھ کیا عمل ہے؟۔

میں نے عرض کیا: میرے مولا! میں نے تیس حج کیے۔ فرمایا: مگران میں سے ایک بھی میری بارگاہ میں قبولیت سے ہمکنار نہ ہوا۔

میں نے عرض کیا: میرے مولا! میں نے چالیس ہزار درہم اپنے اِن ہاتھوں سے صدقہ وخیرات کیے۔ فرمایا: مگر وہ بھی تمہاری طرف سے قبول نہ ہوا۔

میں نے عرض کیا: میرے مولا! ساٹھ سال ایسے گزر گئے کہ دن میں روزے رکھتا رہا اور شب میں قیام کرتا رہا۔ فرمایا: مگر وہ بھی درجہ قبول کو نہ پہنچ سکے۔

میں نے عرض کیا: میرے پروردگار! میں نے تیری راہ میں چالیس غزوات کیے۔ فرمایا: وہ بھی مجھے منظور ومقبول نہیں۔

میں نے عرض کیا: مولا! پھر تو میں لٹ گیا برباد ہوگیا۔ (ان کی نومیدی دیکھ کر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابو منصور! میرا لطف وکرم اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ جس نے اِتنا کچھ کیا ہو اُسے عذاب چکھاؤں؛ تاہم تمہاری بخشش کا سبب کچھ اور ہے۔

یاد کرو کہ فلاں دِن تم نے بیچ راہ سے ایک پتھر صرف اس لیے ہٹا دیا تھا کہ کہیں کسی مسلم کو اِس سے ٹھوکر لگ کر اَذیت نہ پہنچ جائے، بس اسی عمل پر میری رحمت تم پر مہربان ہوگئی، اور تمہیں پتا ہے کہ میں محسنین کے اَجر ضائع نہیں کرتا۔(۱)

شیخ عمرو بن لیث صفار

حضرت ابو القاسم قشیری حکایت بیان کرتے ہیں کہ بادشاہانِ خراسان میں سے ایک بادشاہ عمرو بن لیث کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا: پروردگار نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا گیا: وہ کیسے؟ کہا: ایک مرتبہ

(۱) تفسیر روح البیان: ۳/۱۱۲۔

ایسا ہوا کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوکر اپنے لشکرِ جرار کا مشاہدہ کررہا تھا تو اس کی کثرت نے مجھے ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ساتھ ہی یہ خواہش بھی اندرونِ دل پیدا ہوئی کہ کاش مجھے بھی غزواتِ رسول میں شرکت کا موقع میسر آتا تو میں بھی آپ کی بھرپور اِعانت ونصرت کرتا۔پس اللہ کو میری یہ اَدا اور نیت بہت پسند آئی اور اس نے مجھے مغفورین میں سے کردیا۔(۱)

حضرت اِبراہیم الخواص

حضرت ابراہیم الخواص کو پس پردۂ خواب دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: پہلے تو اس نے میرے ہر عمل پر ثواب مرحمت فرمایا پھر اہل بہشت کی منزلوں سے بالاتر مجھے ایک اِنفرادی مقام پر فائز کیا اور فرمایا: اے ابراہیم! یہ عزت و مرتبہ تجھے اس وجہ سے عطا ہورہا ہے کہ تو حالت طہارت میں ہمارے حضور حاضر آیا ہے۔(۲)

حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبرستان کی زیارت کے لیے میں کثرت سے جایا کرتا تھا،ایک دن ایسا ہوا کہ میں ذرا دیر کے لیے بیٹھا ہی تھا کہ میری آنکھ کٹوری میں نیند اُتر آئی،تو عالم خواب ہی میں میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بیڑیاں اُٹھاؤ اور اس کے منہ کے راستے ڈال کر اس کے نیچے کی طرف سے نکال لو۔جب کہ مردہ (بے کسی کے عالم میں) کہہ رہا تھا: مولا! کیا میں نمازی نہ تھا؟ کیا میں قرآن نہ پڑھا کرتا تھا؟؟ کیا میں نے حج بیت الحرام کی سعادت

(۱) سبل الہدیٰ والرشاد:۱۱/۴۳۵......الشفاء:۲/۴۳......سیر اعلام النبلاء:۱۲/۵۱۷......نہایۃ الارب فی فنون الادب:۷/۱۶۰۔

(۲) آثار البلاد واخبار العباد:۱/۱۵۵۔

نہیں حاصل کی؟؟؟ پھر پردے کی اُوٹ سے یہ آواز اُبھر رہی تھی: کیوں نہیں بالکل (تم نے سب کچھ کیا)؛ لیکن اس کے ساتھ ہی جب تو خلوت کدے میں گناہ کرتا تو ہمیں اس سے بے خبر جانتا تھا۔(۱)

حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وصال کے بعد عالم خواب میں دیکھا گیا اور عرض کیا گیا، اے ابوالقاسم! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اور آپ ہمیں اس جنس گراں مایہ کے بارے میں آگاہ فرمائیں جس کی مانگ' جہانِ برزخ میں زیادہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا: رکوع وسجود، قیام وقعود، کشف وکرامات اور مراقبہ ومجاہدہ سب معدوم ہوگئے اور مجھے کچھ فائدہ نہ دے سکے، بجز اُن چند رکعتوں کے جنہیں میں نے نیم شبی کی خلوتوں میں اَدا کیا تھا۔(۲)

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے ہمسائے میں ایک پولیس رہا کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہوگیا تو لوگ اسے نمازِ جنازہ کی غرض سے میری مسجد میں لے کر آئے ؛ مگر میں نے اس کے ظلم وسرکشی کو دیکھتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا اور کہا: اس کو میری نگاہوں سے دور کرو۔ لوگ لے کر چلے گئے اور اپنے طور پر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو تہِ خاک دفن کردیا۔

---

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۵۔

(۲) تفسیر روح البیان: ۲۶۴/۵...... شعب الایمان بیہقی: ۲۵۷/۷ حدیث: ۳۱۰۹...... حاشیہ فیض القدیر: ۴۶۲/۲...... اعانۃ الطالبین: ۳۰۸/۱...... حواشی شروانی: ۲۴۵/۲...... تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج: ۳۵۴/۷...... مغنی المحتاج: ۱۶۷/۳...... نہایۃ المحتاج: ۳۸۰/۵...... حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب: ۴۶۰/۳...... طبقات الحنابلہ: ۴۹/۱...... الوافی بالوفیات: ۵۵/۴...... سیر اعلام النبلاء: ۷۶/۱۴...... وفیات الاعیان: ۳۷۴/۱...... النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرہ: ۳۲۷/۱...... تاریخ بغداد: ۲۵۴/۵...... آثار البلاد واخبار العباد: ۱۳۱/۱...... الکشکول: ۲۷/۱...... محاضرات الادباء: ۱۹/۲...... الاشارات فی علم العبارات: ۲۷۰/۱...... حلیۃ الاولیاء: ۳۷۴/۴...... صفۃ الصفوۃ: ۲۷۵/۱...... مدخل ابن حاج: ۱۹۵/۳...... مدارج السالکین: ۱۲۱/۳۔

اسی شب میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ وہ سبز قبے کے اندر موجود ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: تم وہ فلاں شریر و سرکش آدمی نہیں ہو؟ کہا: جی بالکل۔

میں نے پوچھا: پھر تمھیں یہ مقام کیسے ملا؟، کہا: آپ کے دھتکار دینے کی وجہ سے؛ کیوں کہ جب آپ نے منہ موڑ لیا تو اللہ جل جلالہ نے مجھ سے اپنی رحمت کا تعلق جوڑ دیا اور فرمایا: دھتکارے ہوؤں کو پناہ دینا میری شان ہے۔(۱)

حضرت ابوعبداللہ احمد بن حسن رازی

حضرت احمد بن العربی فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن حسن رازی کو اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگے: اپنے روبرو کھڑا کر کے فرمایا: اے گنہ گار بندے! تم میرے لیے دنیا سے یہ سب کیا لے کر آئے ہو!۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا و مولا! مجھے تو تیرے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں پہنچی تھی۔ پوچھا: تجھے کیا بات پہنچی تھی؟، میں نے کہا: مجھے تو تیری بابت یہ بتایا گیا تھا کہ تو بڑا اکریم ہے، اور کریم کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ غلطیوں کو معاف کر دیا کرتے ہیں۔ فرمایا: تم مجھے اپنی باتوں میں بہلا رہے ہو؟۔ میں نے عرض کیا: اے پروردگار! مجھے معافی عطا فرما۔ فرمایا: جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔(۲)

حضرت حسن رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں آتشی پوشاک پہنے اَنگاروں کے درمیان دیکھا۔ پوچھا کہ بیٹا! تیرے جسم پر یہ جہنمیوں کا لباس کیسا؟ کہا: پدرِ بزرگوار! میرے نفس نے کسی چیز کی بابت مجھ سے

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۳/۱۔

(۲) الاربعون فی شیوخ الصوفیۃ مالینی: ۱۲۶/۱ حدیث: ۹۸...... طبقات الاولیاء: ۶۳/۱...... الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۲/۱۔

فرمائش کی، خواہش کا غلبہ ہوا (اور میں اسے کر بیٹھا) اور وہی خواہش آج آگ میں لے کر چلی آئی۔ (تو اب میری بار بار نصیحت یہ ہے کہ) اَبا حضور! آپ خود کو نفس کی گمراہیوں میں آنے سے بچائیں۔(۱)

قاضی محمد بن یوسف ازدی

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابواسحٰق حربی جس وقت اسماعیل قاضی کے پاس پہنچے تو ابوعمرو محمد بن یوسف قاضی آپ کے جوتوں کی طرف لپکے، انھیں ہاتھوں میں لیا اور اس سے گرد و غبار صاف کیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے انھیں دعائیں دیں اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہاں کی عزتوں سے سرفراز فرمائے۔

پھر جب ابوعمرو کا اِنتقال ہوا تو انھیں خواب میں دیکھ کر کسی نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: پروردگار نے ایک مردِ صالح کی دعا کے طفیل مجھے دنیا و آخرت کے اِعزاز و اِکرام سے بہرہ مند فرمادیا۔(۲)

حضرت شیخ شبلی

حکایت ہے کہ حضرت شبلی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟، کہنے لگے: پہلے تو اس نے حساب لیا، پھر بحث و تکرار شروع ہوگئی جس سے مجھے سخت مایوسی دامن گیر ہوئی۔ پھر جب اُس نے مجھے مایوس ہوتا دیکھا تو اس کی رحمت نے بڑھ کر مجھے اپنے دامن کرم میں چھپالیا۔(۳)

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۹۔
(۲) سیر اعلام النبلاء: ۱۳/۳۵۸...... فوات الوفیات: ۱/۱۵...... معجم الادباء: ۱/۱۲۔
(۳) الکشکول: ۱/۱...... الرسالۃ القشیریۃ: ۱/۱۸۰...... الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۱۱۔

یکے از صالحین کا بیان ہے کہ میں نے حضرت شبلی کو خواب میں دیکھا کہ جیسے ان کی مجلس لگی ہوئی ہے، اتنے میں وہ دیدہ زیب لباس میں ملبوس ہوکر تشریف لائے تو میں ان کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوگیا، سلام کرکے ان کے آگے جاکر بیٹھ گیا پھر میں نے پوچھا: یہ بتائیں کہ اس وقت آپ کے دوستوں میں آپ سے زیادہ قریب کون ہے؟، فرمایا: ذکراللہ پر مداومت برتنے والا، حق اللہ اَدا کرنے والا اور اللہ کی خوشنودی کے حصول میں لپک کر سبقت کرنے والا۔(۱)

حضرت شیخ شبلی رحمہ اللہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ پس مرگ آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا۔ یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا :

حـــاسبـــونا فـدققـــوا ثـم مـنــوا فـأعـتــقوا

ھٰـکـذا سیـمـة المـلـو ....ک بالممالیک یرفقو

یعنی اس نے جب ہمیں حساب کی آزمائشوں سے گزارا تو ہم ٹوٹ ٹوٹ گئے لیکن پھر جب اُس کا فضل وکرم جوش پر آیا تو ہمیں رہائی نصیب ہوگئی۔

اور اچھے بادشاہوں کی یہی پہچان وشان ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں اور غلاموں کے ساتھ رفق وملاطفت کا برتاؤ کیا کرتے ہیں۔(۲)

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت شبلی کے کسی دوست کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے حضرت شبلی کو اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے اپنے روبرو کھڑا کرکے پوچھا:

---

(۱) الروح لابن قیم الجوزیہ:۱/۲۸۔

(۲) تفسیر رازی:۱۱/۲۷......تفسیر نیساپوری: ۵/۳۴۹......تفسیر خازن: ۴/۴۰۰......فیض القدیر: ۵/۵۲۴......محاضرات الادباء:۱/۴۹۵۔

اے ابوبکر! تجھے پتا ہے کہ تیری بخشش کیسے ہوئی ؟، میں نے عرض کیا: میرے اعمالِ حسنہ کی بنیاد پر۔فرمایا:نہیں۔میں نے کہا: اپنی عبادت وریاضت میں اخلاص وللّٰہیت کی وجہ سے۔فرمایا:نہیں۔میں نے کہا: میرے حج ،روزہ اورنماز کے باعث۔فرمایا: نہیں، یہ اعمال تیری بخشش کا سبب نہیں ہیں۔

میں نے عرض کیا: تو کیا صالحین کے پاس ہجرت کرکے جانے اورتلاشِ علم میں مستقل سرگرداں رہنے کی وجہ سے؟،فرمایا: یہ بھی نہیں۔میں نے کہا: مولا! کیا اُن وظائف واَوراد کی وجہ سے جو میں اپنی خنصر(چھوٹی انگلی)پرصرف اس اُمید پر گنا کرتا تھا کہ شاید اس کے باعث تو مجھے اپنے عفووکرم کی بھیک عطا کردے۔فرمایا:ان سب میں سے کوئی ایک بھی تیری بخشش کا سبب نہیں!۔

میں نے عرض کی: میرے پروردگار! تو پھر کس سبب سے میری بخشش ہوئی ہے؟ فرمایا: یاد کرو ایک مرتبہ تم بغداد کی گلی سے گزر رہے تھے،اچانک تمہاری نظر ایک چھوٹی سی بلی پر پڑی، جوسردی کی وجہ سے ٹھٹھری ہوئی تھی،اورٹھنڈی کی شدت اور ژالہ باری کے باعث وہ ایک دیوار سے دوسری دیوار پر چھلانگیں لگا رہی تھی،اس کی یہ حالت دیکھ کرتمہیں ترس آیااورتم نے اسے اُٹھا کر اپنے اونٹ کے بالوں والے کمبل میں چھپالیا تا کہ سردی سے کچھ بچاؤ ہوجائے؟۔

میں نے کہا: ہاں! وہ واقعہ مجھے یاد ہے۔فرمایا: بس وہی واقعہ تمہاری مغفرت کا سبب ہے۔جس طرح تو نے اس دن اس بلی پر ترس کھا کر رحم کیا تھا آج اسی طرح میں تمہارے ساتھ اپنے رحم وکرم کا خاص معاملہ کررہا ہوں۔(۱)

حضرت شبلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بغداد کے کوچوں سے گزر رہا تھا کہ اچانک نگاہ ایک لونڈی پر جا رُکی، جو راہ سے لگ کر گریہ وبکا کررہی تھی۔میں نے

(۱) حیاۃ الحیوان الکبریٰ:۲۳۲/۲۔

پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ کہا: یا سیدی! سات دن گزر گئے اور اب تک کسی کھانے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ میں نے اپنے ایک شاگرد کو کہا تو وہ بازار سے جا کر کچھ کھانا خرید لایا اور اسے کھلا پلا دیا۔ پھر میں وہاں سے پلٹ آیا۔

رات ہوئی تو میں نے خواب دیکھا کہ وہ آسمان سے اُتر رہی ہے۔ میں نے پوچھا: کہاں سے آ رہی ہو؟، کہا: اُس کے پاس سے۔ میں نے پوچھا: وہاں تمہارا کیا کام تھا؟، بولی: آپ کو اس سے بخشوا کر آ رہی ہوں۔ میں نے کہا: اگر یہ خواب سچا ہوا تو وہ کل مردہ ملے گی۔ جب صبح ہوئی تو واقعتاً وہ مردہ جان پڑی تھی۔(۱)

حضرت محمد بن عباد

حضرت زکریا بن یحییٰ بصری فرماتے ہیں کہ محمد بن عباد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اگر میں نے اپنا دامن گناہوں سے آلودہ نہ کیا ہوتا تو اب تک میں ضرور جنت میں داخل ہو چکا ہوتا!۔(۲)

حضرت حجاج ابوالنصر زاہد

جب حضرت حجاج زاہد کے وصال کا وقت قریب ہوا تو کسی نے پوچھا: کسی چیز کی خواہش ہو تو بتائیں؟، فرمایا: صرف اللہ کی چاہت ہے۔ پھر اُن کی روح پرواز کر گئی۔ ان کے دوستوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ کسی دیوار کے اوپر چل رہے ہیں۔ یہ شخص کہتا ہے کہ میں خود تو زمین پر چل رہا تھا تو مجھے انھیں اپنا سر اُٹھا کر دیکھنا پڑا۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابو یوسف! آپ کا کیا حال ہے؟ کیا گزری

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۶/۱۔
(۲) المنامات: ۳۷۸/۱ حدیث: ۲۷۴۔

آپ پر؟؟ اور اللہ کی بارگاہ میں کیسے پیشی ہوئی ؟؟؟، یہ سن کر وہ ہنس پڑے اور فرمایا کہ (میرے ساتھ) معاملہ بڑا آسان ہوا، میں خود کو ہر خوف سے مطمئن پاتا ہوں۔ والحمدللہ رب العالمین۔(۱)

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حجاج زاہد کوان کے کسی دوست نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: کس حال میں ہیں؟، فرمایا: سب کچھ ٹھیک ہے، اور دور دور تک کسی چیز کا خوف دامن گیر نہیں۔ اور ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔(۲)

حضرت عبداللہ بن جعفر

حضرت ابو محمد بن حیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عمر قطان کو فرماتے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہنے لگے: پروردگار نے اپنی رحمتِ کاملہ سے مجھے بخش دیا اور انبیاے کرام کی منزلوں میں مجھے ٹھہرایا۔(۳)

حضرت اَبو محمد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر حناط نے ایک اور حکایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر کی جانکنی کے عالم میں ہم اُن کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے؛ اچانک فرمایا کہ یہ دیکھو ملک الموت آ گئے۔ پھر انھوں نے بزبانِ فارسی فرمایا (جس کا مفہوم یہ تھا) اے ملک الموت! میری روح بالکل اسی طرح قبض کرنا جس طرح کسی ایسے شخص کی جو نوّے سال سے مسلسل ''لا الٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی دیتا چلا آ رہا ہے۔(۴)

---

(۱) العاقبۃ فی ذکر الموت: ۲۲۶/۱۔

(۲) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۱/۱۔

(۳) اخبار اصبہان: ۲۹۲/۶ حدیث: ۴۰۳۴۴۸...... الوافی بالوفیات: ۳۷۳/۵...... سیر اعلام النبلاء: ۵۵۴/۱۵۔

(۴) اخبار اصبہان: ۲۹۲/۶ حدیث: ۴۰۳۴۴۸...... الوافی بالوفیات: ۳۷۳/۵۔

شیخ محمد بن ابوبکر ادمی

کسی نے محمد بن ابوبکر ادمی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: پروردگار نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا، اور پھر مجھے بہت سی مشکلات اور دشواریوں سے گزرنا پڑا۔

پوچھا گیا: پھر تمہاری حسن قراءت، اور خوش نغمگی کا کیا بنا؟، فرمایا: ان چیزوں نے سوائے نقصان پہنچانے کے مجھے ایک ذرا فائدہ نہ دیا؛ کیوں کہ وہ سب میں نے دنیا کمانے کے لیے کیا تھا۔

میں نے کہا: بہرحال! یہ بتائیں کہ بات کہاں جا کر ختم ہوئی؟، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک اُصول بنا رکھا ہے کہ جو اَسی سال سے اُوپر چلا جائے اسے عذاب نہ دوں گا۔ (تو بس اسی باعث میں بچ گیا)۔(۱)

حضرت داؤد بن یحییٰ افریقی

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے داؤد بن یحییٰ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے احمد بن حنبل اور عبدالوہاب بن الوراق کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: ہمہ وقت وہ اللہ کے حضور حاضر ہوتے ہیں، اور جنت کے نورانی دسترخوانوں سے کھاتے پیتے ہیں۔

میں نے پوچھا: ابن المبارک کے ساتھ اللہ نے کیسا برتاؤ کیا؟ کہا: وہ تو ہر روز دومرتبہ اللہ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔(۲)

(۱) البدایۃ والنہایۃ: ۱۱/۲۶۷......نشوار المحاضرہ: ۱/۲۳۷......الانساب سمعانی: ۱/۱۰۱۔
(۲) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۱۹۔

شیخ ابوعلی محمد زغوری بزاز نیساپوری

حضرت ابوسعید بن یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے نیم خوابی کے عالم میں ابوعلی زغوری کو دیکھا کہ وہ 'حیرہ' کی شاہ راہ سے گزر رہے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں صحیح مسلم ابن حجاج کا ایک حصہ ہے۔ میں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: میں اس کی وجہ سے نجات پا گیا اور اِشارہ صحیح مسلم کی طرف کیا۔(۱)

شیخ ابوبکر محمد بن حسن درید

شیخ ابوبکر محمد بن حسن کے وصال کے بعد کسی نے انھیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ پوچھا گیا: کس عمل کی بنیاد پر؟، فرمایا: اُن اَحادیث کی وجہ سے جنھیں لوگ میری اَواخرِ عمر میں بیان کیا کرتے تھے۔(۲)

شیخ محمد بن احمد ابن النابلسی

حضرت ابن شعشاع مصری فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر ابن النابلسی کو اُن کی شہادت کے بعد نہایت ہی عمدہ حالت میں عالم خواب کے اندر دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انھوں نے جواباً یہ شعر سنائے ۔

حباني مالكي بدوام عزٍ — وواعدني بقرب الانتصار
و قربني و أدناني إليه — وقال:انعم بعيش في جواري

---

(۱) تہذیب الکمال: ۵۰۶/۲۷......تاریخ دمشق: ۹۲/۵۸......تاریخ بغداد: ۴۹۵/۵۔
(۲) الانساب سمعانی: ۴۳۷/۵۔

یعنی میرے مالک ومولا نے مجھے ہمیشگی کی عزت وکرامت سے نوازا اور مجھ سے وعدہ کررکھا ہے کہ بہت ہی جلد مدد ونصرت پہنچ آئے گی۔

پھر مجھے اپنے قربِ خاص کی دولت سے سرفرازی بخشی اور فرمایا: میرے پڑوس میں عیش وآرام کی زندگی گزارو۔(۱)

شیخ حافظ احمد بن موسیٰ ابوعمران جرجانی

حضرت ابومحمد منیری فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ احمد بن موسیٰ جرجانی کوخواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: علم حدیث پر میری کثرتِ تصانیف نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے باعث اس نے میری مغفرت فرمادی۔(۲)

حضرت ابوالفتح محمد بن حسین الموصلی

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابوالفتح الموصلی کو اُن کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا: اس نے مجھے اپنی قربت خاص سے نوازا اور مزید قرب کی منزلیں طے کراتے ہوئے فرمایا: اے ابوالفتح! مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! تیرے پاس دونگہبان فرشتے چالیس سال تک رہے مگر تو نے کبھی بھی انھیں اپنے نامہ اعمال میں گناہ تحریر کرنے کی زحمت نہ دی۔(۳)

(۱) المحمدون من الشعراء: ۳۴/۱......سیر اعلام النبلاء: ۱۵۰/۱۶......تاریخ دمشق: ۵۱/۵۱......تاریخ بغداد: ۲۱۰/۶......معجم البلدان: ۲۰۲/۴۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ۹۸۵/۳۔

(۳) آثار البلاد واخبار العباد: ۱۸۹/۱......الزواجر عن اقتراف الکبائر: ۴۲/۱......الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۹/۱۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مشہورِ زمانہ بزرگ حضرت فتح موصلی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے، آنکھوں سے سیل اَشک' رواں تھا، ہتھیلیاں آنسوؤں سے تر بتر تھیں۔ میں اُن کے قریب گیا اور غور سے دیکھا تو میں ٹھٹھک کر رہ گیا؛ کیونکہ اُن کے آنسوؤں میں خون کی آمیزش تھی جس کی وجہ سے آنسو سرخی مائل تھے۔

میں یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا اور عرض کی: حضور! آپ کو خدا کی قسم! سچ سچ بتائیں، کیا آپ خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ تو انھوں نے فرمایا: اگر تم مجھے اللہ کی قسم نہ دیتے تو میں ہرگز نہ بتلاتا کہ ہاں واقعی میں خون کے آنسو روتا ہوں۔

میں نے پوچھا: آپ کو کس چیز نے خون کے آنسو رونے پر مجبور کیا ہے؟۔ اِرشاد فرمایا: صرف اس چیز نے کہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے واجبات اَدا نہیں کر پاتا، اور خون اِس لیے رو رہا ہوں کہ کہیں یہ آنسو بے موقع نہ نکلے ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ پس انتقال میں نے ان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے۔

میں نے پوچھا: اور آپ کے خونیں آنسوؤں کا کیا بنا؟۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قرب کی دولت عطا کرتے ہوئے پوچھا کہ اے فتح! تم نے آنسو کیوں بہائے؟، میں نے عرض کیا: مولا! تیرا حق صحیح طور پر اَدا نہ کرسکنے کی وجہ سے۔

فرمایا: اور خون کیوں بہایا؟ میں نے عرض کیا: اس خوف سے کہ کہیں آنسو بے موقع نہ نکلے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فتح! تو اس سے کیا چاہتا تھا، میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ تیرے دونوں نگہبان فرشتے چالیس برس تک تیرا اَعمال نامہ لاتے رہے؛ مگر اُن میں کوئی گناہ نہیں تھا۔(۱)

(۱) احیاءعلوم الدین مترجم: ۶۱۲/۴......عیون الحکایات ابن الجوزی: ۳۲۶/۱۔

شیخ ابوسہل محمد بن سلیمان حنفی صعلوکی

حضرت ابوبکر بن اشکیب فرماتے ہیں کہ میں نے استاذ ابوسہل صعلوکی کو بہت ہی بہترین حالت میں خواب کے اندر دیکھا اور پوچھا: اے استاذ! اس مقام پر آپ کیسے پہنچے؟ فرمایا: اپنے رب کے ساتھ حسن ظن کا رشتہ قائم رکھنے کی وجہ سے۔(۱)

حضرت احمد بن منصور دینوری اخباری

حضرت ابوعبداللہ رملی فرماتے ہیں کہ میں نے منصور دینوری کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟ فرمایا: اس پروردگار نے نہ صرف بخشا بلکہ اپنی ایسی ایسی بے پایاں رحمت وعطا سے بہرہ ور کیا جن کا میں تصور وگمان تک نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے پوچھا: اُس دنیا میں سب سے زیادہ کس چیز کی مانگ ہے کہ جس سے اِنسان رضائے مولا پاسکے؟، فرمایا: سچائی۔ اور سب سے بری چیز جھوٹ ہے۔(۲)

حضرت ابوالعباس احمد بن منصور حافظ

حضرت ابوبکر محمد بن حسن بن احمد بن محمد صفار فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوالعباس احمد بن منصور حافظ کا وصال ہوا تو ایک شخص میرے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے گزشتہ شب حضرت ابوالعباس احمد بن منصور حافظ کی خواب میں زیارت کی ہے۔ اور انھیں اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت چغے میں ملبوس

(۱) الرسالۃ القشیریۃ: ۱/۱۳۶۔
(۲) احیاء علوم الدین: ۳/۴/۴۷۔

سر پر یاقوت وجواہر سے مرصع تاج پہنے ہوئے جامع شیراز کی محراب میں کھڑے ہیں۔میں نے ان سے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے بخشا بھی، انعام واکرام بھی کیا، تاج پوشی بھی کی، اور داخل بہشت بھی فرمادیا۔

میں نے پوچھا: یہ سب کس عمل کے صلے میں ہوا؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درودِ پاک کا نذرانہ پیش کرنے کی وجہ سے۔(۱)

شیخ ابوالطیب صعلوکی نیساپوری

حضرت ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری نیساپوری کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید شحام کو کہتے سنا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے ابوالطیب سہلا صعلوکی کو خواب میں دیکھ کر کہا: اے شیخ! ، فرمایا: شیخ وبیخ نہ کہو۔

میں نے پوچھا: جو اَحوال آپ کے مشاہدے سے گزرے ذرا اُن کی بابت کچھ ہمیں بھی بتائیں۔فرمایا: وہ ہمارے کچھ بھی کام نہ آئے۔میں نے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے محض میرے اُن مسائل کی وجہ سے بخش دیا جن کے بارے میں بوڑھے لوگ اور معذور حضرات مجھ سے سوال کیا کرتے تھے۔(۲)

شیخ ابوالحسن حمامی

حضرت علی بن حسین عکبری فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالقادر بن محمد بن یوسف کو کہتے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابوالحسن حمامی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ

---

(۱) الصلۃ: ۴۲/۱......سیر اعلام النبلاء: ۴۷۳/۱۶......تذکرۃ الحفاظ: ۱۰۱۰/۳......تاریخ بغداد: ۳۱۱/۶۔

(۲) الفقیہ والمتفقہ: ۱/۱۶۷ حدیث: ۱۵۱......آثار البلاد واخبار العباد: ۱۹۵/۱......رسالہ قشیریہ: ۱۷۸/۱...... مدارج السالکین: ۴۰/۲۔

نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: میں تو جنت میں ہوں۔ میں نے پوچھا: اور میرے والد؟، فرمایا: وہ بھی ہمارے ساتھ جنت میں ہیں۔ میں نے پوچھا: اور ہمارے دادا یعنی ابوالحسین بن سوسنجردی؟، فرمایا: وہ تو 'حظیرہ' میں ہیں۔ میں نے پوچھا: 'حظیرۂ قدس' میں؟ فرمایا: ہاں۔ یا ایسے ہی کچھ کہا۔(۱)

شیخ ابوالقاسم ہبۃ اللہ منصور لالکائی

کسی نے شیخ ابوالقاسم ہبۃ اللہ منصور لالکائی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ پوچھا گیا: سبب مغفرت کیا ہے؟، فرمایا: میں نے تھوڑی بہت سنتوں کے فروغ میں کوششیں کی تھیں تو بس اس کے صلے میں پروردگار نے مجھے بخش دیا۔(۲)

حضرت ابوعمر محمد بن احمد رقاعی ضریر

حضرت عبدالوہاب بن یزید کندی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعمر ضریر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: اس نے مغفرت بھی فرمائی اور اپنے خاص رحم وکرم سے بھی نوازا۔

میں نے پوچھا: یہ بتائیں کہ آپ نے وہاں کس عمل کو زیادہ بہتر پایا؟، فرمایا: علم وسنت کی جس روش پر تم لوگ قائم ہو وہی سب سے افضل عمل ہے۔

میں نے پوچھا: پھر یہ بھی بتادیں کہ سب سے برا عمل کیا ہے؟، فرمایا: ناموں سے بچو۔ میں نے پوچھا: ناموں سے آپ کی کیا مراد ہے؟ فرمایا: قدری، معتزلی، مرجئ؛ کیوں کہ یہ سب گم گشتگانِ راہ میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔(۳)

---

(۱) طبقات الحنابلہ: ۲۴۹/۱......تاریخ بغداد: ۲۸۱/۲......الانساب سمعانی: ۳۳۵/۳۔

(۲) البدایۃ والنہایۃ: ۳۰/۱۲۔ (۳) المنامات: ۳۰۷/۱ حدیث: ۲۱۹۔

قاضی ابویعلی ابن الفراء حنبلی

حضرت ابوعلی بردانی فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی ابویعلی محمد بن حسین ابوالفراء حنبلی کوخواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: مجھے بخش دیا، مجھ پر کرم فرمایااور میرا مقام اونچا کردیا۔ میں نے پوچھا: علم کی وجہ سے؟ فرمایا: نہیں بلکہ سچائی کی وجہ سے۔(۱)

شیخ احمد بن علی ابوبکر خطیب بغدادی

فقیہ صالح حسن بن احمد بصری کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر خطیب کو نیند میں دیکھا کہ وہ خوبصورت جوڑے میں ملبوس ہیں اور سفید عمامہ زینت سر بنا ہوا ہے، ہنس رہے ہیں اور زیرلب مسکرائے جارہے ہیں۔ اب مجھے یاد نہیں کہ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا یا خود انھوں نے سلسلہ کلام کا آغاز کیا۔

بہرحال انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت سے بخش دیا اور جو بھی توحید کے تقاضے پورے کرکے آئے گا اُس کی بخشش ہوگی؛ لہٰذا لوگوں کو یہ پیغام پہنچادو۔ اور یہ خواب ان کی وفات کے کچھ ہی دنوں بعد کا ہے۔

ابوالفضل بن خیرون کہتے ہیں کہ میرے پاس کوئی مردِ صالح آکر کہنے لگا کہ جب خطیب کا اِنتقال ہوا تو میں نے انھیں خواب میں دیکھ کران کا حال پوچھا تو کہنے لگے: میں سرور وفرحت، روحانی رزق واستراحت اور نعمتوں بھری جنت میں ہوں۔(۲)

حضرت ابوجعفر حنبلی

آپ کے تعلق سے بہت سے اچھے خواب منسوب ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ

(۱) الوافی بالوفیات: ۳۰۶/۱......البدایہ والنہایہ: ۱۱۶/۱۲۔
(۲) سیر اعلام النبلاء: ۲۸۸/۱۸......تاریخ دمشق: ۴۱/۵......تاریخ بغداد: ۲۴۲/۷۔

کسی نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟،تو آپ نے فرمایا: جس وقت میں اپنی قبر میں رکھا گیا تو میں نے اس کے اندر چمکدار موتیوں کے تین قبے دیکھے جس میں تین دروازے تھے اور ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: یہ سب آپ ہی کے لیے ہیں جس دروازے سے چاہیں داخلہ فرمائیں۔(۱)

حضرت عبداللہ بن فرج بن غزلون

حضرت صاعد فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن فرج کا اِنتقال ہوا میں نے ان کے جنازے میں شرکت کی، تدفین کے بعد ہم گھر لوٹے، رات ہوئی تو میں نے انھیں خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی قبر کے منڈیر پر بیٹھے ہوئے کسی پرچے کو غور سے دیکھ رہے ہیں۔

میں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟،فرمایا: اس غفورٌ رحیم نے مجھے بھی بخشا اور میرے جنازے کی مشایعت میں چلنے والوں کو بھی۔ میں نے کہا کہ ان میں تو میں بھی شامل تھا۔فرمایا: ہاں! تمہارا نام اس پرچے کے اندر موجود ہے۔(۲)

شیخ ابومنصور خیاط

حضرت سمعانی فرماتے ہیں کہ حضرت ابومنصور خیاط کو کسی نے ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟،فرمایا: بچوں کو جو میں سورۂ فاتحہ پڑھایا کرتا تھا بس اُسی برکت سے میری مغفرت ہوگئی۔(۳)

(۱) الوافی بالوفیات:۶/۵۴......ذیل طبقات الحنابلہ:۱/۸۔
(۲) المنتظم:۳/۲۴۱......صفۃ الصفوۃ:۱/۲۴۹۔
(۳) غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء:۱/۳۱۱......تاریخ بغداد:۷/۵۰۰......البدایہ والنہایہ:۱۲/۲۰۴۔

حضرت محمد بن محمد بن محمد ابوحامد غزالی

حضرت امام غزالی کو کسی نے عالم خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ رہا؟ فرمایا: پروردگار نے مجھے اپنے روبرو کھڑا کیا اور پوچھا: میرے لیے کیا لے کرآئے ہو؟، تو میں نے بہت ساری طاعات و بندگی گنوادیں۔اس نے فرمایا: ان میں سے ایک بھی مجھے قبول نہیں۔

پھر فرمایا: تیری بخشش کا سبب بس اِتنا ہے کہ تو ایک دن بیٹھا لکھ رہا تھا، اتنے میں اچانک تیرے قلم کی نِب پر ایک مکھی آکر بیٹھ گئی مگر تو نے اسے اُڑایا نہیں بلکہ پیار سے اسے روشنائی سے اپنی پیاس بجھا لینے دیا، تو جس طرح تمہیں اس دن مکھی پر ترس آیا تھا آج مجھے بھی تم پر کچھ ایسا ہی ترس آرہا ہے۔ جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا۔(۱)

امام ابوطاہر عطاری فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابومحمد غزالی رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے چوتھے دن خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: مالک و مولا نے دنیا میں تو عطا کیا ہی تھا آخرت میں بھی خوب عطا کیا، اور خوب نوازا۔(۲)

حضرت ابوسعد زوزنی صوفی

حضرت ابن ناصر فرماتے ہیں کہ ابوسعد زوزنی احمد بن محمد شیخ ابوالحسن علی بن محمود بن ماخوۃ صوفی بڑے نرم مزاج اور خوش اَخلاق بزرگ تھے، جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

(۱) فیض القدیر: ۱/۲۰۶...... بریقۃ محمودیہ فی شرح طریقۃ محمدیہ و شریعۃ نبویہ: ۴/۱۵۰۔
(۲) التدوین فی اخبار قزوین: ۱/۱۳۳۔

فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا اور اس وقت میں جنت میں آشیاں نشیں ہوں۔(۱)

شیخ ابوالحجاج یوسف بن دوباس فندلاوی مغربی

کسی نے شیخ فندلانی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، اور آپ کہاں ہیں؟، فرمایا: پروردگار نے مجھے بخش دیا اور اس وقت میں عدن کے باغات میں تختوں پر مسند لگائے آرام گزیں ہوں۔(۲)

شیخ عبداللہ بن احمد بغدادی ابن الخشاب

حضرت عبداللہ بن ابوالفرج جبائی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابن الخشاب کو عالمِ خواب میں دیکھا کہ وہ سفید پوشاک میں ملبوس ہیں اور آپ کے چہرے سے نور ٹپک رہا ہے۔ میں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا اور داخلِ بہشت تو فرمادیا؛ تاہم اس نے اپنا رخِ رحمت نہ صرف مجھ سے پھیر لیا بلکہ بہت سے دیگر اُن علما سے بھی جو اپنے علم پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے!۔(۳)

شیخ صدقہ بن حسین بن حسن حنبلی

حضرت علی فاخرانی کہتے ہیں کہ میں نے صدقہ بن حسین ناسخ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: تھوڑے سے جھٹکے کے بعد بخش دیا گیا۔ میں نے پوچھا: تم تو بڑے معقولی تھے تمہارے علم کلام کا کیا بنا؟ فرمایا:

---

(۱) العبر فی خبر من غبر: ۲۵۵/۱...... سیر اعلام النبلاء: ۵۸/۲۰...... الکامل فی التاریخ: ۳۶/۵...... تاریخ بغداد: ۲۰۳/۸۔ (۲) وفیات الاعیان: ۴۵۲/۲۔

(۳) سیر اعلام النبلاء: ۵۲۷/۲۰...... المنتظم: ۲۱۱/۵...... تاریخ بغداد: ۴۷۸/۸...... البدایہ والنہایہ: ۱۲/ ۳۳۴...... معجم الادباء: ۴۹۶/۱۔

آج ساری تکلیف مجھے اسی کی وجہ سے پہنچی ہے؛ لہٰذا تمہیں نصیحت ہے کہ اس کی پیچیدگیوں میں اُلجھ کر اپنی زندگی ضائع نہ کرنا۔ اگر مجھے کسی چیز سے نفع پہنچا تو وہ بس چند کھجوریں تھیں جنھیں میں نے محتاجوں اور بے سہاروں پر صدقہ کیا تھا۔(۱)

شیخ ابوالعزعبدالمغیث بن زہیر حنبلی

حضرت یعقوب بن یوسف حربی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالمغیث بن زہیر حنبلی کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، تو انھوں نے مجھے یہ شعر پڑھ کر سنادیا :

العلم يحيي أناسا في قبورهم

والجهل يلحق أحياء بأموات

یعنی آغوشِ لحد میں اُتر جانے کے باوجود بھی علم کی برکتیں انسان کو زندۂ جاوید رکھتی ہیں۔ جب کہ جاہل جیتے جی مردہ ہوتے ہیں۔(۲)

شیخ ابوبکر خرقی قاسانی

حضرت حسین بن اِسماعیل محاملی فرماتے ہیں کہ میں نے قاسانی کو پردۂ خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، تو انھوں نے اِشارے سے بتایا کہ بڑی آزمائشوں کے بعد نجات مل گئی ہے۔

---

(۱) ذیل طبقات الحنابلہ:۱/۱۴۰......الرویا:۱/۱۱۱۔

(۲) ذیل طبقات الحنابلہ:۱/۱۴۶......الرویا:۱/۱۱۱۔

میں نے پوچھا: احمد بن حنبل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ فرمایا: اللہ نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔

میں نے پوچھا: بشر حافی کا کیا بنا؟، فرمایا: انھیں تو ہر دن دو مرتبہ بارگہِ مولا میں سلام وتحیت پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔(۱)

شیخ علی بن ہلال فاخرانی واسطی

فقیہ عبد المنعم بن ابونصر باجسرائی فرماتے ہیں کہ میں نے ہلال فاخرانی کو ان کے اِنتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے میری ایسی ہی عزت و مدارات فرمائی جس طرح فقہاے کرام کی کی جاتی ہے۔ اور مجھے ایسے کھانے پینے کی اجازت عام عطا فرمائی جن کے بعد بول وبراز (پیشاب وپاخانہ) کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔(۲)

شیخ عمر بن عبد اللہ ابو السعادات

حضرت عمر بن عبد اللہ ابو السعادات کو اُن کے وصال کے پندرہ دن بعد خواب میں بہترین قسم کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے نہایت ہی ہشاش بشاش دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: بس یہ سمجھو کہ میں (دنیا کے) قید خانہ سے نکل کر اب چین کی سانس لے رہا ہوں۔(۳)

(۱) تاریخ دمشق: ۱۰/۲۲۳۔
(۲) ذیل تاریخ بغداد: ۴/۱۸۵۔
(۳) ذیل تاریخ بغداد: ۵/۵۸۔

حضرت شہاب الدین الدمشقی

حضرت محمد نجم الدین مرجانی نے شہاب الدین دمشقی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انھوں نے اس آیت کی شکل میں جواب مرحمت فرمایا: یٰلَیْتَ قَومِی یَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرِ لِی o (۱)

یعنی اے کاش! میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ (میرے رب نے) میری مغفرت فرمادی ہے۔

حضرت ابوالفتح عزالدین مقدسی

فقیہ اسحاق بن خضر بن کامل فرماتے ہیں کہ میں نے عزالدین المقدسی کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور انھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا: یہ بتائیں کہ بارگاہِ خداوندی سے آپ نے کیا پایا؟، فرمایا: یہاں مجھے ہر خیر و بھلائی نصیب ہوئی۔

حضرت مسعود بن ابوبکر بن شکر مقدسی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن الحافظ عزالدین کو پس انتقال خواب کے اندر اس حال میں دیکھا کہ ان کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے، اور اُن کی سی رنگت تو دنیا میں دیکھی نہیں گئی۔ ان کی سیاہ زلفوں کا حسن، عمامہ کے نیچے سے پھوٹا پڑ رہا تھا۔

میں نے پوچھا: اے عزالدین! کیا حال ہے آپ کا؟، فرمایا: میں اور تم دونوں اہل بہشت سے ہیں۔ اس کے بعد معاً میری آنکھ کھل گئی۔

فقیہ بدران بن شبل بن طرخان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ جیسے ہم ایک جماعت کی شکل میں موجود ہیں؛ مگر شیخ عزالدین ہم میں سب سے زیادہ بلند و برتر نظر آرہے ہیں۔

---

(۱) إنباء الغمر بأبناء العمر: ۱/۴۷۸...... الضوء اللامع: ۱/۲۲۹...... تاریخ اسلام ذہبی: ۹/۴۵۶۔

میں نے پوچھا: آپ نے یہ شرف ومنزلت کیسے پائی؟ ،فرمایا: اِس کی وجہ سے۔ اور اِشارہ اپنے ہاتھوں میں لیے حدیث کے ایک جز کی طرف فرمایا۔

امام ابوالعباس احمد بن خلف کہتے ہیں کہ میں نے شیخ عزالدین کو خواب میں دیکھا اور وہ مجھ سے فرمارہے تھے کہ حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میری ساری ضرورتوں کا سامان فرمادیا۔(۱)

حضرت ابوعبدالرحمٰن مغازلی

حضرت عیسیٰ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبدالرحمٰن مغازلی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ،فرمایا: (میرا نہ پوچھو اَپنی فکر کرو) جو دِن گزر گیا وہ تجھے دوبارہ ملنے سے رہا؛ لہٰذا جس دن کے اَندر تم موجود ہو اُسے غنیمت جانو اور جتنی اچھائیاں اس میں کرسکتے ہو کرلو۔(۲)

حضرت ابوعبیدہ تراز

حضرت اَبوعبیدہ تراز –معروف بہ اَبوعبداللہ رزاز کو پس مرگ خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ،فرمایا: اپنے حضور کھڑا کیا اور میرے جملہ گناہوں کو بخش دیا بجز ایک گناہ کے جس کو بیان کرتے ہوئے مجھے شرم دامن گیر تھی، تو اس نے مجھے پسینہ کے سمندر میں کھڑا کردیا جس سے میرے چہرے کا سارا گوشت جھڑ گیا۔ان سے پوچھا گیا کہ بتائیں آخروہ گناہ تھا کیا؟ تو فرمانے لگے: اصل میں ہوا یہ کہ ایک دن میں نے ایک خوبصورت شخص سے نگاہیں چار کرلی تھیں،

(۱) تاریخ الاسلام ذہبی: ۹/۴۵۱۔

(۲) المنامات: ۱/۳۲۵ حدیث: ۲۳۴۔

جس کو اللہ کے حضور بیان کرتے ہوئے مجھے جھجک محسوس ہورہی تھی۔(۱)

شیخ اسحٰق بن احمد کمال معری

جس دن حضرت کمال اسحٰق معری کا انتقال ہوا اسی دن دمشق کے اندر ابن عدنان کا بھی انتقال ہوا، کسی نے ابن عدنان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: اللہ جل مجدہ نے نہ صرف مجھے بلکہ اس دن جو جو بھی مرا تھا حضرت کمال اسحٰق معری کی برکت سے سب کو بخش دیا۔(۲)

شیخ علی بن عثمان ابن الوجوہی حنبلی

شیخ رشید الدین بن ابوالقاسم حکایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن الوجوہی کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: وہ دو فرشتے میرے پاس آئے، مجھے بٹھایا اور پھر سوال کیا۔ میں نے کہا: کیا ابن الوجوہی سے اِس قسم کا سوال کیا جارہا ہے!۔ یہ سن کر انھوں نے مجھے پھر لِٹا دیا اور خود چلتے بنے۔(۳)

حضرت علی بن حسین بن واقد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جب ابومسلم ابراہیم صائغ کا قتل ہوا تو میری خواہش ہوئی کہ میں انھیں خواب میں دیکھوں، چنانچہ ایک شب میں نے انھیں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا:

---

(۱) الاستعداد للموت وسوال القبر :۱/۱۱......بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ وشریعہ نبویہ:۵/۳۳۷......غذاء الالباب في شرح منظومة الآداب:۱/۱۳۳......الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۷......رسالہ قشیریہ:۱/۱۷۸......المدخل للعبدری:۱/۴۹۰......الروض الفائق فی المواعظ والرقائق:۱۶۵۔

(۲) سیر اعلام النبلاء:۲۳/۲۴۹......تاریخ اسلام ذہبی:۱۰/۳۹۳۔

(۳) ذیل طبقات الحنابلہ:۱/۲۹۸۔

اس نے مجھے ایسی مغفرت سے نوازا ہے کہ اس کے بعد اب کسی اور چیز کی حاجت نہیں رہی۔

میں نے پوچھا: یزید نحوی کی کوئی خبر ہے؟، فرمایا: کیا بات ہے، وہ مجھ سے کئی درجہ اُوپر ہیں۔ میں نے کہا: ایسا کیوں؛ حالاں کہ آپ دونوں تو یک مرتبہ مانے جاتے تھے؟، فرمایا: دراصل وہ قرآن کی تلاوت زیادہ کیا کرتے تھے۔(۱)

شیخ محمد بن عباس ابن جعوان دمشقی

حضرت شرف یعقوب بن صابونی کہتے ہیں کہ میں نے ابن جعوان کو خواب میں دیکھا، اور سلام و معانقہ کیا۔ پھر ان سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: بہترین معاملہ ہوا۔ اس وقت ہم (جنت کے اندر) ریشم و دیبا بچھانے میں لگے ہوئے ہیں۔ جو نعمتیں ہمیں ملی ہیں؛ خدا کرے تمھیں بھی ملیں۔(۲)

شیخ سلمان بن عفیف تلمسانی

کسی نے حکایت نقل کی ہے کہ جس دن آپ کا انتقال ہوا میں نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: کس حال میں ہیں؟، فرمایا: بہترین حالت میں۔ جسے اللہ کا عرفان نصیب ہوجائے، اسے کیا ڈر! قسم بخدا! جب سے مجھے دولت عرفانِ الٰہی میسر آئی مجھے کبھی کوئی خوف نہیں رہا۔ اور آج میں اس سے مل کر بے پناہ خوش ہوں۔(۳)

(۱) الطبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ: ۱/۴۷...... تاریخ دمشق: ۳۵/۴۲۸......المنامات: ۱/ ۱۹۸ حدیث:۱۳۹۔

(۲) تاریخ اسلام ذہبی:۱۳/۸۲۔

(۳) فوات الوفیات:۲/۷۲۔

شیخ جمال الدین عبداللہ حنبلی

حضرت یوسف بن عثمان قریری فرماتے ہیں کہ میں نے جمال عبداللہ کو خواب میں جامع دمشق کی چھت پر اِس حال میں دیکھا کہ آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک دمک رہا ہے، اور آپ ایک دیدہ زیب جوڑے میں ملبوس ہیں۔

میں نے پوچھا: اے جمال الدین! یہ جوڑا کہاں سے ہاتھ آیا؟ ایسا تو آپ پہلے نہیں پہنا کرتے تھے؟؟ فرمایا: یہ رضاے مولا کی قبا ہے۔

میں نے پوچھا: پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھ پر خاص نگاہِ کرم فرمائی اور اپنے فضل واِحسان سے مالا مال کردیا۔(۱)

حضرت شمس الدین ابن صائغ حنفی

شیخ شمس الدین ابن صائغ حنفی کے داماد حضرت علاء الدین علی بن عبدالقادر مقریزی نے انتقال کے بعد انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انھوں نے جواباً یہ شعر گنگنایا :

اللّٰه يعفو عن المسيء إذا

مات على توبة و يرحمه

یعنی اللہ تعالیٰ اس خطا کار وعصیاں شعار کو اپنے دامن عفو ورحمت میں چھپا لیتا ہے جسے توبہ پر مرنا نصیب ہوتا ہے۔(۲)

---

(۱) تاریخ اسلام ذہبی: ۱۰/۱۳۵۔
(۲) الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ: ۲/۱۴۔

حضرت محمد بن سعید نیسا پوری

حضرت سلیمان بن جراح فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن سعید ترمذی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوجعفر! اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟، فرمایا: پروردگار نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کس عمل کی بنیاد پر؟، فرمایا: "رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ" کی تلاوت کرنے کی وجہ سے۔(۱)

شیخ ابوبکر بن حسین مقری

یکے اَز صالحین کا قول ہے کہ میں نے ابوبکر بن حسین مقری کو اُن کی تدفین والی رات خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے استاد! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اللہ جل مجدہ نے صاحب فلسفہ ابوالحسن عامری کو میرے بدلے اُٹھایا اور فرمایا: یہ تمہاری طرف سے آتش دوزخ سے نجات کا فدیہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے کل ہو کر معلوم کیا تو پتا چلا کہ ابوالحسن کی تدفین بھی اسی شب عمل میں آئی تھی جس رات کہ ابوبکر مقری کی۔ (دراصل ابوالحسن ایک مشہور ملحد فلسفی تھا) - اَعاذنا اللہ -(۲)

حضرت حسین بن یوسف مکی

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حسین بن یوسف بن یعقوب بن حسین بن اسماعیل بدرحصن کیفی مکی (مدفون درجنۃ المعلّٰی) کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ

(۱) شعب الایمان بیہقی: ۴۹۳/۵ حدیث: ۲۳۷۸۔

(۲) تفسیر روح البیان: ۱۱۷/۴......شعب الایمان بیہقی: ۴۴۱/۱ حدیث: ۴۰۵......سیر اعلام النبلاء: ۱۶/ ۴۰۷......تاریخ بغداد: ۳۰۵/۶......البدایہ والنہایہ: ۳۵۴/۱۱...... معجم الادباء: ۹۶/۱......الانساب سمعانی: ۴۱۳/۵۔

نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟،فرمایا:اس نے مجھے بخش دیا اور جنت میں داخلے کا مجاز بنادیا۔پھر کسی نے دوبارہ خواب میں دیکھ کر پوچھا:یہ بتائیں کہ جنت کی مٹی کس چیز کی ہے؟،فرمایا:مشک کی۔پوچھا:اوراس کے نباتات؟فرمایا:زعفران کے۔(۱)

حضرت محمد منلا دران حنفی

ابن حنبلی ابن بلال کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت محمد منلا دران حنفی کوخواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: بہت کچھ عتابِ الٰہی کا شکار ہونا پڑا؛لیکن میرا سینہ چونکہ دولتِ علم سے معمور تھا بس اسی باعث پروردگار نے مجھے اپنی بخشش ومغفرت عطا کردی۔(۲)

شیخ امام عبدالوہاب تاج الدین عیثاوی

کہا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت عبدالوہاب عیثاوی کو دفن کیا گیا تو ان کی قبر سے نور پھوٹتا ہوا دِکھائی دیا۔انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمایا:’’لا الہ الا اللہ‘‘ کہنے کی برکت سے اس نے میری مغفرت فرمادی۔نیز انھوں نے خواب دیکھنے والے کو یہ تلقین بھی کی کہ میرے والد کو میرا سلام پہنچانے کے بعد کہنا کہ لوگوں سے’’لا الہ الا اللہ‘‘ کہلواتے رہیں۔(۳)

(۱) الضوء اللامع:۲/۸۰۔

(۲) الکواکب السائرہ باعیان المائۃ العاشرہ:۱/۵۰۔

(۳) الکواکب السائرہ باعیان المائۃ العاشرہ:۱/۳۰۶۔

قاضی شمس الدین حنبلی دمشقی

حضرت غزی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاضی محمد بن محمد شمس الدین دمشقی کو اُن کے انتقال کے برسوں بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ ہنسے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: کیا تمھیں پتا نہیں کہ شبِ جمعہ میں میری وفات ہوئی تھی۔(۱)

شیخ عبدالرحیم بن مصطفیٰ دمشقی حنفی

شیخ عبدالرحیم بن مصطفیٰ بن حسن دمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے وصال کے دوسرے دن آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: بابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمایا: نہایت لطف وکرم کا معاملہ رہا۔اس نے مجھے بخشش کی خیرات عطا کی، اور مجھ سے میری وہ کتاب طلب کی ہے جسے میں نے ''ہدیۃ اللہ'' کے نام سے تحریر کیا تھا؛ نیز فرمایا ہے کہ اگر تم اسے میرے پاس نہیں لاتے تو تمھیں میرے غیظ وغضب کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے؛ چنانچہ وہ گھبرائی ہوئی خواب سے بیدار ہوئی، اور لوگوں سے وہ کتاب ان کی قبر میں رکھنے کو کہا۔

جب کتاب رکھنے کے لیے ان کی قبر کھودی گئی تو ان کے دونوں ہاتھ ایسے ہی پھیلے ہوئے تھے کہ جیسے وہ کسی چیز کو لینے کے لیے بیتاب ہوں-اشارہ کتاب لینے سے تھا-(۲)

(۱) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر:۳/۱۴۲۔
(۲) سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر:۱/۳۸۴۔

امام احمد رضا خاں بریلوی حنفی

حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز محدث مرادآبادی' درگاہِ اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوان سید آل رسول صاحب کے عم محترم (جو ایک بلند پایہ بزرگ تھے) کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہِ رسالت مآب میں مقبولیت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ راوی معتبر اور بات خواب کی ہے، جن لوگوں کو رب کریم نے بصیرتِ قلبی عطا فرمائی ہے وہ اس واقعہ سے ضرور روشنی حاصل کریں گے۔

۱۲ ربیع الآخر ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لے آئے، ان کی آمد کا سن کر آپ نے ملاقات کی، بڑی شان وشوکت کے بزرگ تھے، طبیعت میں استغنا بہت زیادہ تھا۔ مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کرتے تھے اسی طرح ان کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کرنا چاہتے تھے؛ لیکن وہ قبول نہ کرتے اور فرماتے تھے کہ بفضلہٖ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں۔ ان کے اس استغنا اور طویل سفر سے سخت تعجب ہوا۔ عرض کیا حضور! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: مقصد تو بڑا زرّیں تھا؛ لیکن حاصل نہ ہوا۔ افسوس!۔

واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ ر صفر مظفر ۱۳۴۰ھ کو میرے نصیب جاگے، خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی حاضر بارگاہ ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے، لگتا تھا کسی کا اِنتظار ہے۔

میں نے بارگاہِ رسالت میں لب کشائی کی جسارت کرتے ہوئے عرض کیا: **فداک أمی و أبی یا رسولَ اللّٰہ** ! پیارے آقا کس کا اِنتظار فرما رہے ہیں؟۔

اِرشادفرمایا: احمد رضا کا اِنتظار ہے۔ میں نے عرض کیا: یہ احمد رضا کون ہیں؟۔
فرمایا: ہندوستان میں بریلی کا ایک باشندہ ہے۔
بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ ملاقات کے شوق میں بریلی (ہندوستان) پہنچا تو معلوم ہوا کہ اُن کا انتقال ہوگیا ہے، اور وہی ۲۵ رصفر مظفران کی تاریخ وصال تھی، محض ان سے شوقِ ملاقات میں اِتنا طویل سفر کیا؛ لیکن افسوس ملاقات کی حسرت پوری نہ ہوسکی۔(۱)

ایک نجات اَفزا کلمہ

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سہیل بن علی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟، فرمایا: میں صرف ایک کلمہ کی وجہ سے نجات پا گیا جسے عبداللہ بن مبارک نے مجھے سکھایا تھا۔ میں نے پوچھا: وہ کلمہ کیا ہے؟، فرمایا: **یا رب عفوک عفوک .** (۲)

غربت وفقر پر صبر

کسی شخص نے پسِ اِنتقال حضرت حسن بن حبیب بن ندبہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: دنیا میں اپنی غربت وفقر پر صبر کرنے کے باعث اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔(۳)

(۱) نورالعرفان:۹۔مطبوعہ: فرید بک ڈپو، دہلی۔مضمون نگار: شکیل مصطفےٰ اعوان صابری چشتی۔
(۲) حلیۃ الاولیاء:۴۳۳/۳۔
(۳) الصبر والثواب علیہ:۹۸/۱ حدیث:۹۷۔

اللہ واسطے کیے ہوئے کام

حضرت خالد بن وردان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عامر بن ابوحفص ابوسعید بن عامر کی خواب میں زیارت کی اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟،فرمایا: بہت ہی عمدہ۔ میں نے پوچھا: یہ بتائیں کہ آپ نے اپنے کس عمل کو زیادہ کارگر اور مفید پایا؟ فرمایا: ہر وہ کام جو میں نے اللہ واسطے کیے نفع بخش ثابت ہوا۔(۱)

خشیتِ مولا میں آہ وبکا

بعض صالحین سے حکایۃً نقل ہے کہ کسی نے ورقا بن بشر رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: بہرصورت کامیاب ہوگیا۔ پوچھا: یہ بتائیں اُس گھر میں کس عمل کی زیادہ مانگ ہے،یا آپ سب سے بہتر کس عمل کو جانتے ہیں؟،فرمایا: اللہ کی خشیت میں گریہ وبکا کرنے کو۔(۲)

ہائے غفلت!

حضرت عبداللہ بن مسلمہ نے اپنے والدگرامی کو عالم خواب میں دیکھ کر پوچھا: باباجان! خودکو کس حالت میں پاتے ہیں؟ فرمایا: جانِ پدر! افسوس کہ ساری زندگی غفلت کی نذر کردی،(اور آخرت کے لیے کچھ نہ کما سکا)۔(۳)

(۱) المنامات:۱/۲۵۴حدیث:۱۸۱۔

(۲) تفسیر روح البیان:۱۶/۴۴۸۔

(۳) البحرالمدید ابن عجیبہ:۳/۹۳۔

اُدھار لے کر واپس نہ کرنے کی شامت

حضرت حسان بن ابوسنان ساٹھ سال تک نہ کبھی اپنے پہلوؤں پر سوئے، نہ کبھی مرغن غذا کھائی اور نہ کبھی ٹھنڈا پانی پیا۔ ان کے انتقال کے بعد کسی نے انھیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمایا: اللہ کا معاملہ میرے ساتھ بہت ہی اچھا رہا، تاہم مجھ کو جنت سے محض اس جرم کی پاداش میں دور رکھا گیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ کسی سے ایک سوئی اُدھار لی تھی مگر پھر اسے اُس کے مالک کو لوٹانے کی توفیق نہ ہوئی۔(۱)

ذکرِ الٰہی کی مجلسوں پر مداومت

حضرت عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حوشب کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوبشر! خود کو کس حال میں پاتے ہو؟ فرمایا: اللہ نے عفو و درگزر کی بھیک عطا فرمادی جس کی وجہ سے میں کامیاب اور نجات یافتہ ہوگیا۔

میں نے پوچھا: پھر ہمارے لیے آپ کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ذکرِ الٰہی کی مجلسوں کو اپنے اوپر لازم کرلو، نیز اپنے پروردگار سے اچھی امیدیں وابستہ رکھو۔ فوز و فلاح پانے کے لیے اِتنا کافی ہے۔(۲)

(۱) تفسیر حقی: ۴۱۳/۲...... الکبائر: ۴۴/۱...... الرسالۃ القشیریۃ: ۵۴/۱...... الزواجر عن اقتراف الکبائر: ۱۱۰/۲...... الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۲۳/۱...... بریقۃ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ و شریعہ نبویہ: ۳۶۴/۱۔

(۲) حلیۃ الاولیاء: ۵۱/۳...... حسن الظن باللہ: ۹/۱ حدیث: ۸۔

علم پر کہاں تک عمل کیا؟

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابوالعباس بن شریح نے اپنے مرضِ وفات میں ایک خواب دیکھا کہ جیسے قیامت قائم ہوچکی ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلان فرما رہا ہے: علما کہاں ہیں؟۔

کہتے ہیں: چنانچہ علما کو لایا گیا۔ پروردگار نے پوچھا: تم نے اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ کہتے ہیں کہ یہ سن کر ہم نے عرض کیا: اے مولا! ہم نے یقیناً اس سلسلے میں کوتاہی کی اور بدعملی سے کام لیا۔

فرماتے ہیں کہ پھر یہی سوال دہرایا گیا شاید کہ پروردگار اِس جواب سے خوش نہ تھا یا پھر وہ کوئی اور جواب سننا چاہتا تھا۔ تو میں نے کہا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے صحیفہ عمل میں شرک کا کہیں گزر نہیں، اور شرک کے علاوہ سارے گناہ معاف فرمادینے کا تونے وعدہ کررکھا ہے۔ یہ سن کر اس نے فرمایا: جاؤ، میں نے تمھیں بخش دیا۔ پھر اس واقعہ کے تیسرے دن اُن کا اِنتقال ہوگیا۔(۱)

مولا! بادشاہت تیرے لیے...

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت امیر نصر بن احمد نیسا پور میں داخل ہوا تو اس نے اپنے سر پر تاجِ زرّیں سجا رکھا تھا۔ جس وقت لوگ اس کے پاس پہنچے تو اس کے دل میں کچھ عجیب سا خیال پیدا ہوا اس نے پوچھا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میرے سامنے چند آیتوں کی تلاوت کرے؟؛ چنانچہ روّاس نامی ایک شخص نے ’’رَفِیعُ الدَّرَجَاتِ ذُو العَرشِ‘‘ سے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی۔ جب وہ

(۱) رسالہ قشیریہ: ۱/۱۳۲۔

اس آیت پاک پر پہنچے:''لِمَنِ المُلْکُ الیَوم'' تو اَمیر اپنے تخت سے نیچے اُتر آیا اور تاجِ زرّیں کو سر سے اُتار کر نیچے رکھ دیا اور اللہ کی بارگاہ میں اپنی جبین نیاز جھکا کر کہنے لگا: مولا! بادشاہت تیرے لیے ہے، میری حیثیت ہی کیا ہے؟۔

اب جب روّاس کا اِنتقال ہوگیا تو کسی نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

تو کہا: پروردگار نے مجھے بخش دیا نیز مجھ سے فرمایا کہ تو نے چوں کہ اُس دن قرآن کی ایسی تلاوت کر کے میرے فلاں بندے کی نگاہوں میں میری جلالت و بادشاہت کا سکہ بٹھا دیا تھا بس اسی باعث میں نے جہاں تجھے بخشا ہے، اُسے بھی بخش دیا ہے۔(۱)

اور بوجھ ہلکا ہوگیا

علیان مجنون کے پاس کوئی طبیب حاضر ہوا تو آپ نے اسے پند و نصیحت کرنا شروع کر دیا، آپ کی باتوں کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور پھر راہی ملکِ بقا ہوگیا۔

حضرت عطا کہتے ہیں کہ دو سال کے بعد دورانِ حج میری علیان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا: آپ نے اُس شخص کو ایسی نصیحت کی کہ اسے مار ہی ڈالا۔ انھوں نے کہا: مارا نہیں بلکہ اسے زندۂ جاوید کر دیا۔ میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ کہنے لگے کہ میں نے وفات کے تیسرے دن خواب میں اسے سبز قمیص و چادر پہنے اور ہاتھ میں ایک بہشتی کمان لیے ہوے دیکھ کر پوچھا: میرے دوست! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا: اے علیان! جس وقت مہربان پروردگار کی بارگاہ میں میری

(۱) تفسیر نیسا پوری:۶/۴۲۶۔

پیشی ہوئی تو اس نے اسی وقت میرے گناہ معاف کردیے، میری توبہ قبول کرلی اور میرا بوجھ ہلکا کردیا۔(۱)

اِخلاصِ نیت اور عبادتِ شبینہ

حجۃ الاسلام امام ابوحامد غزالی فرماتے ہیں کہ زبیدہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ بولی: چار کلمات کی وجہ سے اس نے میری مغفرت فرمادی۔ پہلا: لا الٰہ الا اللہ، اس کے مطابق میں نے اپنی پوری زندگی گزاری۔ دوسرا: لا الٰہ الا اللہ، اسی کے ساتھ میں قبر میں داخل ہوئی۔ تیسرا: لا الٰہ الا اللہ، اس سے میری تنہائی میں اُنس حاصل ہوا۔ چوتھا: لا الٰہ الا اللہ، اسی کے ساتھ میں اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوئی۔(۲)

حضرت ابوجعفر وراق کہتے ہیں کہ میں نے ام جعفر زبیدہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟، بولی: احسان وخیرات کرنے کی وجہ سے اس نے میری مغفرت فرمادی ہے۔ کہتے ہیں کہ لیکن اس کے چہرے پر مجھے کچھ نظر آیا تو میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہنے لگی: بشر مریسی کی جب تدفین ہوئی تو جہنم اس زور سے بھڑکی کہ ہم میں سے ہر کسی پر کچھ نہ کچھ اُپنا اثر چھوڑ گئی۔(۳)

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ زبیدہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مولائے کریم نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا گیا: کیا اس وجہ سے کہ آپ نے شہر مکہ کی راہوں کی مرمت پر بہت کچھ خرچ کیا تھا؟ فرمایا: نہیں،

(۱) تاریخ دمشق: ۴۱/ ۵۲۵۔
(۲) نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: ۱/ ۱۸۔
(۳) الابانۃ الکبریٰ لابن بطہ: ۵/ ۴۲۲ حدیث: ۲۳۳۶۔

اس کا سہرا تو اُن کے سر بندھا جنھوں نے اس کی مرمت میں عملی طور پر حصہ لیا تھا؛ تاہم میری بخشش کا سبب صرف اِتنا ہے کہ میری نیت میں خلوص تھا اور میں نے اخلاص ووفا اور خالص رضائے مولا کے لیے اس عمل کو سرانجام دیا تھا۔(۱)

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ جب زبیدہ کا انتقال ہوا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا: میں تو ہلاکت کے گھاٹ اُتر جاتی، لیکن پروردگار عالم نے میری اُن دو رکعتوں کی برکت سے مجھے بخش دیا جسے میں نمازِ فجر سے پہلے اَدا کیا کرتی تھی۔(۲)

ایک دعا کی برکت سے بخشش

حضرت قدامہ بن ایوب عتکی فرماتے ہیں کہ میں نے عتبہ غلام کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟، کہا: اے قدامہ! میرے جنت میں جانے کا سبب وہ دعائیں ہیں جو تمہارے دائیں طرف لکھی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں اپنے گھر آیا کیا دیکھتا ہوں کہ عتبہ کی تحریر میں گھر کی دیوار پر یہ دعا نقش تھی :

یا هادی المضلین یا راحم المذنبین و مقیل عثرات العاثرین ارحم عبدک ذا الخطر العظیم و المسلمین کلهم أجمعین واجعلنا مع الأحیاء المرزوقین مع الذین أنعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین آمین یا رب العالمین . (۳)

(۱) رسالہ قشیریہ: ۱/۱۷۹...... مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ۱/۱۱۶۔
(۲) دروس شیخ سلمان عودہ: ۵/۲۵۱۔
(۳) المنامات: ۱/۱۹۹ حدیث: ۱۴۰...... حلیۃ الاولیاء: ۳/۷۰...... صفۃ الصفوۃ: ۱/۳۹۶۔

پری چہرے اور سراپا جمال والیاں

حضرت اسحٰق بن ابراہیم ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عیسیٰ بن زاذان اَبلی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو وہ کھلتے مسکراتے چہرے کے ساتھ میری طرف بڑھے، اور کچھ اِس مفہوم کا شعر پڑھا :

یعنی اگر تم میرے اِردگرد اِن پری چہروں اور سراپا جمال آرائیوں کو دیکھ لو جو ہاتھوں میں شرابِ طہور لے کر اور ٹخنوں سے نیچے ناز واَدا سے کپڑے لہراتے ہوئے خوش نغمگی کے ساتھ قرآن پڑھ رہی ہیں......

کہتے ہیں کہ یہ سن کر قسم بخدا میں نیند ہی میں ہنس پڑا اور بیدار ہوا تب تک ہنسی کے اَثرات میرے ہونٹوں پر بکھرے ہوئے تھے۔(۱)

حضرت مسکینہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن زادان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، یہ سن کر وہ ہنسنے لگی اور دو عربی اشعار پڑھے جس کا مفہوم یہ ہے :

یعنی انھیں بیش قیمت جنتی لباس پہنایا گیا۔ جنتی خدام ہاتھوں میں آبخورے لیے ہر وقت ان کے اِردگرد موجود رہتے ہیں۔ پھر انھیں جنتی زیور سے آراستہ کیا گیا اور کہا گیا: اے قاری! تلاوت کر، بخدا! تجھے تیرے روزوں نے چھٹکارا دلا دیا۔(۲)

اللہ کے ساتھ حسن ظن

حضرت عمار بن سیف کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت حسن بن صالح کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ میں بہت دنوں سے آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا (اور آج شرفِ ملاقات نصیب ہو رہا ہے) تو ذرا اُس دنیا کی کچھ خبریں ہمیں بتائیں۔ فرمایا: لوگوں سے بتا دو کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔(۳)

---

(۱) المنامات: ۱/ ۲۰۹ حدیث: ۱۴۸...... العاقبۃ فی ذکر الموت: ۱/ ۲۲۸......(۲) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۲/۱۷۱......(۳) الروح: ۱/۲۳۔

حضرت ابوالمبتدی فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن صالح کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: ہم پر فرشتے رشک کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ اور کون؟ فرمایا: میں، داؤد طائی، قاضی زرعہ اور مسعر بن کدام۔(۱)

تراسی سال والوں کا معاملہ

حضرت عمر بن علی مقدمی فرماتے ہیں کہ میں نے ہارون بن زئاب کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟، فرمایا: اس نے اپنی رحمت و مغفرت سے نوازا، ساتھ ہی اپنے دست اَقدس سے مجھے اُٹھا کر فرمایا: تراسی سال والوں کے ساتھ میں یوں ہی کیا کرتا ہوں۔(۲)

بعد اَز وصال' پیغام رسانی

حضرت جمیل مرہ فرماتے ہیں کہ حضرت مورق عجلی میرے بڑے گہرے دوست اور دینی بھائی تھے۔ ایک دن ہم نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم میں جس کی زندگی پہلے وفا کر جائے وہ دوسرے کو اپنے احوال سے ضرور مطلع کرے۔

کہتے ہیں کہ حضرت مورق مجھ سے پہلے چل بسے۔ تو ایک روز میری اہلیہ نے انھیں خواب میں دیکھا کہ جیسے وہ معمول کے مطابق ہمارے پاس آئے ہوں، دروازہ پر ایسے ہی دستک دی جیسے پہلے دیا کرتے تھے۔ میں اُٹھ کر گئی اور دروازہ کھول دیا اور ان سے درخواست کی کہ اے ابوالمعتمر ! اپنے بھائی کے گھر کے اندر تشریف لائیے۔ یہ سن کر انھوں نے فرمایا: میں اندر کیسے آ سکتا ہوں جب کہ میں نے جام

(۱) المنامات: ۱/۰ ۳۷ حدیث: ۲۶۷۔
(۲) ثقات ابن حبان: ۵۷۸/۷...... تہذیب الکمال: ۸۴/۳۰...... الجلیس الصالح والانیس الناصح: ۲۹۸/۱۔

موت پی لیا ہے۔ میرے آنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اللہ نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس کی خبر اپنے بھائی جمیل کو دیدوں (کیوں کہ یہ ہم میں پہلے ہی قرار پا چکا تھا)، ان سے کہہ دیجیے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مقربین میں شامل کر دیا ہے۔(۱)

موت کی شدت وسختی

جس وقت عابد وقت حضرت عبدالعزیز بن سلیمان کا اِنتقال ہوا تو ان کے کسی دوست نے انھیں عالم خواب میں سر پر موتیوں کا تاج سجائے سبز کپڑے میں ملبوس پا کر پوچھا: ہم سے جدا ہونے کے بعد آپ پر کیا گزری؟ موت کا مزہ کیسا تھا؟؟ اور وہاں کے احوال وکوائف کیا ہیں؟؟؟۔

فرمایا: جہاں تک رہی بات موت کی تو اس کی شدت وسختی اور جانکنی کی کڑی آزمائشوں کا مت پوچھو۔ وہ تو بڑا اچھا ہوا کہ پروردگار فضل واحسان کی جملہ فیاضیوں کے ساتھ ہم سے ملا اور اس کی رحمت ہم پر مہربان ہوگئی جس نے ہمارے سارے عیوب چھپا لیے۔(۲)

آہ وبکا اور گریہ وزاری

حضرت ابوبکر بن ابومریم فرماتے ہیں کہ میں نے وفا بن بشر کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے وفا! تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟، فرمایا: بڑی جدوجہد کے بعد بہرحال کامیاب ہوگیا۔ میں نے پوچھا: عالم برزخ میں آپ نے سب سے افضل کس عمل کو پایا؟ فرمایا: اللہ کے خوف وخشیت میں آنسو بہانا۔(۳)

(۱) الروح لابن قیم جوزیہ: ۱/۲۳۔
(۲) الروح لابن قیم جوزیہ: ۱/۲۴۔ (۳) نفس مصدر: ۱/۲۴۔

تلقین قبر کی برکات

حضرت مغیث بن شیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دمِ نزع مجھے میری والدہ نے نصیحت کرتے ہوے کہا: بیٹا! جب میری تدفین سے فارغ ہوجاؤ تو میری قبر پر کھڑے ہوکر یہ اَلفاظ کہنا نہ بھولنا :

يا أم شيبة قولي لا إله إلا الله .

یعنی اے ام شیبہ کہہ لا الٰہ الا اللہ۔

وصیت کے مطابق میں نے ویسا ہی کیا اور گھر پلٹ آیا۔رات ہوئی تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری ماں مجھ سے فرما رہی ہے: بیٹے! اللہ میری طرف سے تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔اگر تیرے کلمہ لا الٰہ الا محمد رسول اللہ کی تلقین نہ ہوئی ہوتی تو شاید میں ہلاکت کے گھاٹ اُتر گئی ہوتی۔(۱)

متابعتِ سنت اور صحبتِ صالحین

حضرت ابوعبدالرحمٰن ساحلی فرماتے ہیں کہ میں نے میسرہ بن سلیم کو پس اِنتقال خواب میں دیکھ کر کہا کہ مدتوں بعد آج ملاقات ہورہی ہے۔فرمایا: سفر کافی لمبا ہے۔ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟۔

فرمایا: رخصت (نجات) مل گئی؛ کیوں کہ ہم خود بھی لوگوں کو رخصت (سہولت) کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔میں نے پوچھا: اب آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟۔

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۱۶......العاقبۃ فی ذکر الموت: ۱/۱۸۳۔

فرمایا: سنتوں کی متابعت اور نیکوں کی صحبت ؛ کیوں کہ یہ دونوں جہاں جہنم سے نجات دلائیں گی وہیں اللہ جل مجدہ کا مقرب وعزیز بھی بنا دیں گی۔(۱)

اور نوجوان پر بڑھاپا طاری ہو گیا

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے حکایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں بوڑھا دیکھ کر پوچھا: بیٹے! تم پر یہ بڑھاپے کے اثرات کیسے نظر آرہے ہیں؟۔ کہا: پدر بزرگوار! فلاں شخص مر کر جب ہمارے پاس آیا تو اس کی آمد پر آتش جہنم اس زور سے بھڑکی کہ اس کی آواز سن کر اب ہم میں کوئی جوان نہ رہا ہر کسی پر بڑھاپا طاری ہو گیا ہے۔(۱)

اہل تقویٰ دوشیزاؤں کے پڑوس میں

حضرت ابوجعفر محمد بن عبداللہ مدینی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شب محمود بن حمید کا خواب دیکھا، اور ان کا شمار اُن اہل اللہ میں ہوتا ہے جو اس دنیوی گھر میں رہ کر اُس اُخروی گھر کے لیے بہترین تیاری کر رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کی وفات کے بعد انھیں اس حال میں دیکھا کہ وہ دوخوبصورت سبز پوشاک میں مزین ہو کر بیٹھے ہیں۔

میں نے پوچھا: -اللہ آپ پر رحم فرمائے- یہ بتائیں کہ پس انتقال آپ کہاں پہنچے؟، یہ سن کر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے :

نعم المُتقون في الخلد حقا بجوار نواهد أبكار .

---

(۱) الروح:۱/۲۸......العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/۲۲۸۔
(۲) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۱۸۔

یعنی آپ کو یقینی طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ اہل تقویٰ اُبھری ہوئی پستانوں والی کنواری دوشیزاؤں کے پڑوس میں خلدآشیاں ہیں۔

حضرت ابوجعفر مدینی کہتے ہیں: قسم بخدا! میں نے ایسی بات اُن سے پہلے کبھی کسی سے نہیں سنی تھی۔(۱)

یہ ایک سجدہ جسے تو......

حضرت کثیر بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے کسی خواب میں دیکھا کہ جیسے میں جنت کی اعلیٰ منزلوں میں پہنچ گیا ہوں، اور ورطہ حیرت میں آ کر دیوانہ وار میں اس کا طواف کیے جارہا ہوں۔

اتنے میں بغل ہی میں اپنے مسجد کی عورتوں میں سے کچھ عورتوں پر میری نظر پڑ گئی۔ میں ان کے پاس گیا اور علیک سلیک کے بعد ان سے دریافت کیا کہ تم اس مرتبے پر کیسے پہنچیں؟۔

بولیں: سجدوں اور تکبیر وتہلیل کی بدولت۔ (۲)

حضرت یزید بن نعامہ کہتے ہیں کہ کسی کی بچی وبائے طاعون میں فوت ہوگئی تو اس کے باپ نے ایک روز اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا: بیٹی! آخرت کے بارے میں ذرا کچھ ہمیں بتاؤ؟۔

بولی: باباجان! بڑے عظیم مراحل سے ہمیں گزرنا پڑا، اب ہماری آنکھیں کھل گئیں اور ہمیں علم الیقین ہوگیا مگر اب ہم کوئی عمل نہیں کرسکتے۔ اور آپ لوگ عمل تو

(۱) المنامات: ۱/۳۲۶، رقم: ۲۳۵۔
(۲) الروح لابن قیم جوزیہ: ۱/۲۵۔

کیے جارہے ہیں مگر اُمرِ واقعہ سے بے خبر ہیں۔قسم بخدا! ہمارے نامہ اعمال میں نماز کی ایک دو رکعتیں یا ایک دو تسبیحیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔(۱)

یکے از صالحین کا قول ہے کہ ایک شخص بیابان میں نماز پڑھا کرتا تھا۔اس نے محراب میں سات پتھر نصب کر رکھے تھے، جب نماز سے فارغ ہوتا پتھروں سے کہتا: اے پتھرو! میں تمھیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

پسِ انتقال اسے خواب میں دیکھ کر اس کے احوال پوچھے گئے، تو اس نے کہا: مجھے جہنم میں لے جانے کا حکم ہو گیا؛ چنانچہ میں جہنم کے دوسرے دروازے تک لایا گیا؛ کیوں کہ پہلے دروازہ کا منہ ایک پتھر نے بند کر رکھا تھا، اس طرح (فرشتے) جہنم کے کل دروازوں پر لے کر مجھے پھرتے رہے؛ مگر جہنم کے ساتوں دروازوں کا اُن پتھروں نے راستہ بند کر دیا تھا۔(۲)

محاسبہ ایک تاجر کا

ایک شخص کا قول ہے کہ میں نے کسی تاجر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: اس نے پچاس ہزار صحیفے میرے سامنے کھول کر رکھ دیے۔ میں نے پوچھا: کیا یہ سارے تمہارے گناہوں کی تفصیلات پر مشتمل تھے؟، کہا: نہیں بلکہ یہ لوگوں کے وہ سارے معاملات تھے جو میں دنیا میں کیا کرتا تھا۔ ہر انسان کے ساتھ از اوّل تا آخر معاملہ کرنے کا ایک الگ دفتر تھا۔(۳)

(۱) الروح لابن قیم جوزیہ:۱/۲۵۔
(۲) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۱۶۔
(۳) بدائع السلک فی طبائع الملک:۱/۲۷۸۔

ایک تنکا چرانے کا وبال

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی مقبرہ سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص نے انھیں آواز دی، اللہ نے اسے زندہ فرما دیا تھا۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: دنیا کے اندر تم کیا کیا کرتے تھے؟ کہا: میں قلی تھا، سر پر بوجھ ڈھوتا اوراسی سے روزی کمایا کرتا تھا۔

ایک دن کسی آدمی کی لکڑی میں نے اپنے سر پر لاد رکھی تھی، غلطی سے اس میں سے ایک تنکا نکال کر میں نے اپنے دانتوں کا خلال کرلیا تھا۔ جب میرا اِنتقال ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اَپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا :

> **يـا عبدي، أما علمت اني موقفک بين يدي وفلان اشترى حـطبـاً بماله و دفع لک الأجرة لتعود به إلى منزله، فأخذت منه شظية لا تملكها، استونت بأمري .**
>
> یعنی میرے بندے! کیا تمھیں اس وقت پتا نہ تھا کہ میں تمہیں ایک دِن اپنے روبرو کھڑا کرنے والا ہوں جب فلاں شخص نے اپنے مال سے لکڑی خریدی اور تمہیں گھر تک پہنچانے کی اُجرت بھی ادا کردی تھی، پھر تم نے اس میں سے ایک تنکا کیوں نکال لیا تھا جو کہ تمہاری ملکیت نہ تھا۔ تو نے میرے حکم کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔

لہٰذا اَب میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ بارگاہِ الٰہی میں میرے لیے سفارش کر دیجیے؛ کیوں کہ میں چالیس سال سے محض اس ایک جرم کے حساب میں گھرا ہوا ہوں۔(۱)

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۲۳۔

شوقِ ملاقات کی دُھن

یکے اَز عارفین بسترِ مرگ پر پڑے کسی نصرانی کی عیادت کرنے کے لیے گئے۔ اس سے کہا: دم آخر ہے، مسلمان ہو جاؤ، جنت میں چلے جاؤ گے۔ کہا: مجھے جنت کی کوئی چاہت نہیں۔

فرمایا: دامن اسلام میں داخل ہو جاؤ آتش جہنم سے چھٹکارا مل جائے گا۔ کہا: مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

فرمایا: اسلام قبول کرلو اللہ جل مجدہ کا دیدار نصیب ہو جائے گا؛ چنانچہ جب اس نے یہ سنا تو اِسلام قبول کرلیا اور اسی دم اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

تدفین کی شب اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا: میری شوقِ ملاقات میں تم مسلمان ہوئے ہونا!۔ میں نے کہا: ہاں پروردگار۔ فرمایا: اے میرے بندے تجھے میری رضا و ملاقات کا مژدہ دیا جاتا ہے۔(۱)

ایک عارف کا بیان ہے کہ مجھے جب معلوم ہوا کہ میرا ایک شمعون نامی یہودی پڑوسی بیمار ہے اور نازک صورتحال سے گزر رہا ہے تو میں اس کی عیادت کے لیے گیا اور اس سے درخواست کی کہ اِسلام لے آؤ۔ کہا: وہ کیوں؟ میں نے کہا: جہنم کے شراروں سے بچ جاؤ گے۔ کہا: مجھے اس کے شراروں کی کوئی پرواہ نہیں۔

میں نے کہا تو چلو جنت پانے کے لیے ہی ایمان لے آؤ۔ کہا: مجھے جنت نہیں چاہیے۔ میں نے کہا: تو تم کیا چاہتے ہو؟ کہا: بس ایک شرط ہے کہ اللہ کی زیارت ہو جائے۔ میں نے کہا: چلو مسلمان ہو جاؤ، یقیناً تمہیں تمہارا مقصود مل کے رہے گا۔

(۱) نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: ۱/۴۹۔

اس نے درخواست کی کہ اس معاہدہ کو آپ تحریری شکل دے دیں؛ چنانچہ اس کی خواہش پر میں نے لکھ کر دے دیا، وہ اسے دیکھتے ہی مسلمان ہوگیا اور پھر اسی لمحہ اس کی موت واقع ہوگئی۔ تو ہم نے اس کی نماز جنازہ اَدا کی اور مسلمانوں کے بیچ اس کی تدفین کی۔ پھر میں نے خواب میں اسے ناز واَدا سے چلتے ہوئے دیکھ کر پوچھا: اے شمعون! اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: مجھے بخش دیا، نیز فرمایا کہ کیا خوب ہے کہ تو میری شوقِ ملاقات میں مسلمان ہوا تھا!۔(۱)

ترکِ ہوا وہوس

ایک شخص کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ خوش وخرمی کے ساتھ ہواؤں کے دوش پر چلا جا رہا ہے۔ پوچھا گیا: تم اس مقام پر کیسے پہنچے: کہا: میں نے ہوا وہوس کی پیروی ترک کر دی تو پروردگار نے ہواؤں کو میرے لیے مسخر فرما دیا۔(۲)

ایک مجرب دعا اور اس کی برکتیں

یکے از صالحین کا قول ہے کہ میں نے ایک شخص کو مکہ معظّمہ کے اَندر نہایت اِلحاح وزاری کے ساتھ یہ دعا کرتے ہوئے دیکھا :

اللّٰهم بحق صائمي عرفة لا تحرمني ثواب عرفة .

یعنی اے پروردگار! یوم عرفہ میں میرے روزہ دار رہنے کے طفیل آج تو مجھے ثوابِ عرفہ سے محروم نہ رکھنا۔

(۱) تفسیر رازی: ۱/۱۵۴۔

(۲) تفسیر روح البیان: ۱/۲۰۵......رسالہ قشیریہ: ۱/۷۲......بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ وشریعہ نبویہ: ۴/۲۹۰۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اس خاص دعا کے پڑھنے کا کیا پس منظر ہے تو اس نے بتایا کہ میرے والدیوں ہی دعا مانگا کرتے تھے۔ جب اُن کا اِنتقال ہوا تو میں نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: اس دعا کی برکت سے اس نے میری مغفرت فرمادی، اور جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس ایک نور ظاہر ہوا۔ اور مجھ سے کہا گیا کہ یہی 'ثوابِ عرفہ' ہے، آج ہم اس کی شکل میں تم پر اپنا اِنعام واِکرام کررہے ہیں۔(۱)

حضرت سعید بن اسد فرماتے ہیں کہ ایک شخص اکثر یہ دعا مانگا کرتا تھا :

اللّٰهم سهل على الموت و يسر علي الحساب و بارك لي في اللقاء و أعذني من جهد البلاء .

یعنی اے پروردگار! مجھ پر موت کی سختی آسان فرما، حساب میں آسانی پیدا کر، اپنے شوقِ ملاقات سے بہرہ ور فرما اور آزمائش وبلا کی گھٹن سے نجات عطا فرما۔

پھر جب اس کا انتقال ہوگیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟، کہنے لگا: مالک ومولا کے ساتھ بڑی اچھی ملاقات رہی اور جو کچھ بھی میں نے اللہ جل مجدہ سے مانگا تھا اس نے وہ سب کچھ عطا فرمادیا۔(۲)

غسل جنابت نہ کرنے کا وبال

ایک شخص کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھ برتاؤ کیسا رہا؟، بولا: نہ پوچھیں۔ ہوا یہ کہ ایک دن میں غسل جنابت نہ کرسکا تو اس کے خمیازے میں اللہ تعالیٰ نے میرے بدن پر ایک آتشیں جوڑا ڈال دیا ہے، تو میں اسی میں پلٹیاں کھارہا ہوں، اور ایسا لگتا ہے یہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔(۳)

(۱) نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: ۱/۱۵۹۔
(۲) العاقبۃ فی ذکر الموت: ۱/۲۲۶۔
(۳) الاشارات فی علم العبارات: ۱/۲۷...... الاستعداد للموت وسوال القبر: ۱/۱۰۔

بے وضو نماز پڑھنے کا اَنجام

یوں ہی ایک اور شخص کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو بولا: میرے بھائی! بڑی آفت میں گرفتار ہوں، وجہ صرف اتنی ہے کہ ایک دن میں نے بغیر وضو نماز اَدا کرلی تھی؛ تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک بھیڑیا مسلط کردیا ہے جو مسلسل مجھے ڈراتا اور سہاتا رہتا ہے، اور میں اس کے ساتھ بری حالت اور سخت اَذیت میں ہوں۔(۱)

خواب کی بدولت مدفون رقم مل گئی

ایک شخص کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس نے کسی جگہ اپنی کچھ رقم دفن کردی تھی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ دورانِ سفر اسے کوئی بیماری لاحق ہوگئی اور وہ کسی کا مقروض بھی تھا۔ اسے فکر کھانے لگی کہ اب وہ کیا کرے، سوچا کہ اپنے دوستوں کو اس مالِ مدفون اور اپنے قرض کی بابت مطلع کردے۔ پھر اس کے جی میں آیا کہ چلو ہوسکتا ہے کہ مجھے مرض سے نجات ہی مل جائے؛ چنانچہ وہ ایسا نہ کرسکا۔ اسی میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ اس کے بیٹے نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟، بولا: میرا معاملہ قرض کی اَدائیگی پر موقوف ہے۔ فلاں جگہ میں نے بٹوہ میں کچھ رقم رکھ چھوڑی ہے، جاؤ جاکر اس سے میرا قرض چکادو۔

بیٹے نے کسی تعبیر خواب بتانے والے سے جاکر اس کی بابت جاننا چاہا تو اس نے کہا: یہ سب خرافات ہیں، ایسے خوابوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ یوں ہی ایک زمانہ گزرگیا۔ پھر دوبارہ اس نے خواب دیکھا۔ باپ نے کہا: میں نے تم سے ایک

(۱) الاشارات فی علم العبارات: ۱/۱۲۷۔

چھوٹے سے کام کے لیے کہا تھا مگر حیف! تم سے وہ بھی نہ ہوسکا؛ حالاں کہ اس میں تمہارا اَپنا بھی نفع ہے اور میری خلاصیِ جان بھی۔ اب جب وہ بیدار ہوا تو سیدھا اس جگہ پہنچا اور کھدائی شروع کی؛ بالآخر اس نے بعینہٖ وہی رقم پائی۔ پھر اس سے اس نے اپنے باپ کا قرض اَدا کیا اور خود بھی نفع اُٹھایا۔(۱)

کثرتِ گناہ کی تباہ کاریاں

حضرت ابوداوٗد سجستانی فرماتے ہیں ہمارے دوستوں میں ایک شخص تلاشِ حدیث میں مارا مارا پھرتا تھا اور اسے علم حدیث میں کافی مہارت بھی تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو میں نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، وہ چپ رہا۔ میں نے پھر پوچھا: وہ پھر چپ رہا۔

میں نے کہا: کیا اللہ نے تمہاری بخشش فرمادی۔ کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیوں؟ کہنے لگا: گناہوں کی کثرت اور حساب کتاب کی باریکی کی وجہ سے؛ تاہم مجھ سے بہت اچھا وعدہ کیا گیا ہے اور اُمید ہے کہ خیر ہی ہوگی۔

میں نے پوچھا: تمہارے یہاں کس جنس گراں مایہ کی سب سے زیادہ مانگ ہے؟ کہا: قراءتِ قرآن نیز نیم شبی کی خلوتوں میں اُٹھ کر سجدہ ریزیوں کی۔ میں نے پوچھا: تم نے پڑھنے کو افضل پایا یا پڑھانے کو؟ کہا: پڑھنے کو۔

میں نے پوچھا: ہم جو کہتے تھے کہ فلاں ثقہ ہے اور فلاں ضعیف ہے اس تعلق سے تم نے وہاں کیا محسوس کیا؟، کہا: اگر تمہاری نیتوں میں اِخلاص ہے تو پھر تو کوئی بات نہیں؛ ورنہ وہ باتیں تم پر حجت ہوجائیں گی۔(۲)

(۱) الاشارات فی علم العبارات: ۱/۲۷۔
(۲) قوت القلوب: ۱/۱۸۹۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی شخص کو خواب میں دیکھا گیا کہ اس کے چہرے کا زاویہ بالکل بدلا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں، اس سے پوچھا گیا: یہ بتا کہ اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھ کیا معاملہ رہا؟ تو اس نے یہ شعر سنایا :

تولی زمان لعبنا بہ ☆ و ھٰذا زمان بنا یلعب

یعنی وہ زمانہ تولّد گیا جس میں ہم بے باکانہ کھیل کود کیا کرتے تھے، آج وہ دور آ گیا ہے کہ ہمارے ساتھ کھیلا جا رہا ہے (اور ہمیں عذاب ہو رہا ہے)۔(۱)

یکے از صالحین نے فرمایا: میرا ایک بھائی انتقال کر گیا۔ خواب میں اسے دیکھ کر میں نے پوچھا: اے بھائی! جب تمھیں قبر میں رکھا گیا اس وقت تمہاری کیا حالت تھی؟ کہا: اے بھائی! ایک آتشیں گولہ میرے پاس لایا گیا۔ وہ تو اچھا ہوا کہ کسی دعا کرنے والے نے دعا کر دی؛ ورنہ میری ہلاکت تو یقینی تھی۔(۲)

خدا کی شانِ بے نیازی

امام شہاب الدین سہروردی نے کتاب العوارف میں یہ حکایت نقل فرمائی ہے کہ ایک مستور الحال شخص کا جب انتقال ہوا تو وقت کے بعض اکابر سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی گئی مگر انھوں نے اس سے انکار کر دیا۔

مردے کو خواب کے اندر اچھی حالت میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا: پروردگار نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا گیا: وہ کیسے؟، کہا: بس فلاں (بزرگ) کے میری نماز جنازہ پڑھانے سے اِعراض کرنے کی وجہ سے۔(۳)

---

(۱) العاقبۃ فی ذکر الموت:۱/۲۳۳۔

(۲) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۱۶۔

(۳) المدخل لابن الحاج:۳/۲۹۴۔

حضرت عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے ایک جنازہ کو دیکھا جسے ایک عورت اور تین مرد اُٹھا کر لیے جارہے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عورت کی جگہ کاندھا لگادیا اور پھر ہم اُسے لے کر قبرستان پہنچے اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھ کر اس کی تدفین کردی۔

میں نے عورت سے پوچھا: یہ تمہارا کیا لگتا تھا؟ بولی: میرا اپنا بیٹا تھا۔ میں نے پوچھا: کیا تمہارے پڑوسی نہیں ہیں؟، بولی: کیوں نہیں تاہم انھوں نے حقیر سمجھتے ہوئے جنازے میں شرکت نہ کی۔

میں نے پوچھا: اس حقارت کی کیا وجہ ہے؟ بولی: دراصل یہ مخنث (ہجڑا) تھا۔ کہتے ہیں کہ مجھے اس پر بہت ترس آیا، میں اسے اپنے گھر لے گیا اور کچھ درہم پیسے، گیہوں اور کپڑے دے کر واپس کردیا۔ پھر جب اس رات سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جیسے چودھویں کے چاند کی مانند کوئی چمکتا ہوا چہرہ لباسِ فاخرہ زیب تن کیے میرے سامنے رونما ہوا اور بڑی لجاجت کے ساتھ میرا شکریہ ادا کرنے لگا۔

میں نے پوچھا: تم ہو کون؟ کہنے لگا: وہی مخنث (ہجڑا) جسے آج آپ لوگوں نے دفنایا تھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، بولا: میرے پروردگار نے مجھے لوگوں کے حقیر جاننے کی وجہ سے بخش دیا (کہ سب نے تو تجھ سے نظریں ہٹالیں مگر میں رحیم وکریم ہوکر تجھ سے اپنی نگاہِ رحمت کیسے پھیرلوں!)۔(۱)

کسی مردِ صالح کا یہ معمول تھا کہ جب میوہ وپھل کا موسم آتا، تو بازار میں جاکر پھل پھول خریدتے اور انھیں لے کر غلاموں کے پاس پہنچتے، جو اُن سے مطالبہ کرتا فوراً اُس کے حوالے کردیتے، نیز معلم سے پوچھتے: کیا تمہارے پاس بھی کوئی فقیر اور یتیم ہے؟ اگر وہ کہتا ہاں، تو انھیں بھی ان پھلوں سے حصہ وافر عطا کرتے۔

(۱) رسالہ قشیریہ: ۱/۱۶۴۔

جب اس مردِ صالح کا اِنتقال ہوا تو کسی نے انھیں خواب میں دیکھا کہ وہ میوہ وپھل سے لدے ایک بہت بڑے باغ میں ہیں، اور من چاہے پھل پھول کھا رہے ہیں۔ ان سے استفسار ہوا: آپ یہاں تک کیسے پہنچے؟، فرمایا: ہم (دنیا میں لوگوں کو چوں کہ یہی) کھلاتے آئے تھے؛ لہٰذا ہمیں بھی یہاں وہی (بلکہ اس سے کہیں زیادہ عمدہ) کھانے کو مل رہا ہے۔(۱)

حضرت امام قشیری حکایت بیان کرتے ہیں کہ یکے از صالحین کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے میری مغفرت بھی فرمادی اور میرے درجات بھی بلند کردیے۔ پوچھا: کس بنیاد پر؟ فرمایا: یہ ایسی بارگاہ ہے جہاں سخاوجود کام دیتی ہے نہ کہ رکوع وسجود۔ یہاں نیتوں پر فیصلے ہوتے ہیں خدمتوں پر نہیں۔ اور انسان مولا کے فضل سے بخشا جاتا ہے اپنے فعل سے نہیں۔(۲)

بیان کیا جاتا ہے کہ بصرہ کے اندر ایک نہایت ہی فاجر وبدکار شخص رہا کرتا تھا شاید ہی کوئی ایسا گناہ ہو جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہو۔ جب وہ مرضِ موت میں مبتلا ہوا تو اس کے پڑوسیوں میں سے کوئی اس کی عیادت کے لیے نہ آیا۔ اس نے کسی کو بلوا کر وصیت کی کہ دیکھو اب میرے مرنے کا وقت قریب آگیا ہے، جب میں مرجاؤں تو مجھے میرے گھر کے کسی گوشے میں دفن کردینا؛ کیوں کہ پوری زندگی میں اپنے پڑوسیوں کو تکلیفیں دیتا رہا اب میں نہیں چاہتا کہ اپنی وجہ سے مردوں کو تکلیف پہنچاؤں۔

اس کے انتقال کے بعد کسی نے اسے اچھی حالت میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: اس نے مجھے اپنے روبرو کھڑا کیا اور فرمایا: میرے بندے! دنیا تو دنیا تیرے اپنے پڑوسیوں نے حقیر سمجھتے ہوئے تجھے چھوڑ دیا

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۲۹/۱۔
(۲) المدخل للعبدری: ۱۰/۱۔

اور رحمت و مروّت کے سارے راستے انھوں نے تم پر تنگ کر دیے؛ مگر مجھے اپنی عزت وجلال، جود و مجد اور ارتفاعِ مکان کی قسم! میری رحمت تجھ پر ابھی تک تنگ نہیں ہوئی ہے۔ یہ لے میری مغفرت کی خلعت اوڑھ لے، میری جنت کے محلات میں آشیاں نشیں ہوجا، اور میرے اِحسان واَمان کی چادر تلے آجا؛ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں بہت زیادہ بخشنے والا مہربان ہوں۔(۱)

قبر پر مٹی ڈالنے کی برکات

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے خواب میں کسی کو دیکھا اور پوچھا: یہ بتا کہ اللہ کا تیرے ساتھ کیا معاملہ رہا؟، کہنے لگا: جب میرے اَعمال تولے گئے تو برائیاں نیکیوں پر غالب آگئیں۔ اتنے میں آسمان کی طرف سے بٹوہ کی شکل میں کوئی چیز آئی اور نیکیوں کے پلڑے میں گرگئی جس کی وجہ سے نیکیوں کا پلڑا برائیوں پر بھاری ہوگیا۔ جب میں نے اس بٹوہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک مٹھی مٹی تھی جو میں نے کسی مسلمان کی قبر پر اس کو دفن کرتے وقت ڈالی تھی۔(۲)

سچائی کی جیت

کسی شیخ کے بارے میں حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے پس انتقال انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہنے لگے: پروردگار نے مجھے اپنے روبرو کھڑا کیا اور فرمایا: اے برے شیخ! تو وہی ہے نا جو سُعدیٰ اور لبنیٰ کے قصے کہانیاں سنایا کرتا تھا۔ اگر مجھے علم نہ ہوتا کہ تم سچے بھی ہو تو تمہاری اس حرکت کی وجہ سے تمہیں آتش عذاب میں جھونک دیا جاتا۔(۳)

---

(۱) بستان الواعظین وریاض السامعین: ۱/۱۶۵۔
(۲) تفسیر روح البیان: ۴/۱۰۷...... مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ۵/۴۵۳۔
(۳) اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم: ۲/۱۸۲۔

قرآن کو مخلوق کہنے والوں کی شامت

حضرت ابوبکر احمد بن ابوالعوام کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب حمار مجوسی - جسے 'بہرام' کہا جاتا تھا - کا انتقال ہوگیا تو میں نے خواب میں دیکھ کر اس سے پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہنے لگا: اس نے مجھے آتش سقر میں ٹھہرایا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا تم سے نچلے طبقے میں بھی کوئی ہے؟ کہا: ہاں وہ لوگ جو قرآن کو مخلوق کہا کرتے تھے۔(۱)

علامہ ابن اصبہانی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت مشہور یہودی اَیوب مرا تو ایک شب وہ مجھے خواب میں نظر آیا۔ میں نے پوچھا: اَیوب! اونٹ کس کروٹ بیٹھا؟۔

کہنے لگا: میں اس وقت جہنم کے آتش سوزاں کے مزے چکھ رہا ہوں۔

میں نے کہا: پھر تم جہنم کے کس طبقے میں ہو؟۔ کہا: بالکل نچلے درجے میں۔

پھر میں نے پوچھا: کیا تم سے نچلے درجے میں بھی کوئی ہے؟۔

کہا: ہاں!۔ میں نے پوچھا: کون ہیں وہ لوگ؟۔

کہنے لگا: آپ ہی کی جماعت کے کچھ لوگ ہیں۔

اس کا یہ جواب سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں نے کہا: صاف صاف بتاؤ کہ وہ کون لوگ ہیں؟۔

تو اس نے کہا کہ یہ دراصل وہ لوگ ہیں جو قرآن کو مخلوق کہا کرتے تھے۔(۲)

حضرت سنید بن داؤد کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں کچھ لوگ قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو تو میں نے اسے خواب

(۱) الابانۃ الکبریٰ ابن بطہ: ۴۳۳/۵، رقم: ۲۳۴۷۔
(۲) الابانۃ الکبریٰ ابن بطہ: ۴۴۶/۵، رقم: ۲۳۶۰۔

میں دیکھ کر پوچھا کہ کیا اَنجام ہوا تمہارا؟۔

کہنے لگا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا عذاب دیا ہے کہ شاید ہی اس نے بھری دنیا میں کسی کو ایسا عذاب دیا ہوگا۔ میں نے کہا: ایسا کیوں؟۔

تو کہنے لگا: قرآن کے مخلوق ہونے کا اِعتقاد رکھنے کی وجہ سے۔

میں نے کہا: ہلاکت ہو تیرے لیے اور تو غارت ہو جائے۔(۱)

ہجرت کی برکتیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی نے حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ دوس کے پاس مضبوط قلعے اور دفاعی اَفواج ہوا کرتی تھیں تو کیا اس طرح کا کچھ اِنتظام واہتمام شہر مدینہ کے اندر ہوا ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں مہاجرین کے لیے اَنصار کے ذریعہ خود ہی مواخات کا بہترین نظام قائم فرما دیا ہے، (تو ہمیں اپنے تحفظ کے لیے کسی قلعے یا فوجی دستہ کی حاجت نہیں، اللہ کی حمایت ونصرت بس ہے) چنانچہ ہجرتِ نبوی کے بعد جس وقت حضرت طفیل دوسی نے ہجرت کی تو ساتھ ہی ان کی قوم کا ایک اور شخص بھی شریک ہجرت ہو گیا۔

راستے میں اسے کسی مرض نے آلیا۔ جب وہ قرن کے قریب آیا تو اس نے کوئی اوزار لیا اور (افاقۂ مرض کے لیے) اپنی انگلیوں کے پور کاٹ ڈالے جس سے پورا ہاتھ لہولہان ہو گیا اور بالآخر اسے اپنی جان کی قیمت چکانی پڑی۔

---

(۱) الابانۃ الکبریٰ ابن بطہ: ۵/۳۳۱، رقم: ۲۳۴۵۔

ایک شب حضرت طفیل دوسی نے اسے خواب میں نہایت ہی اچھی حالت کے اندر دیکھا؛ مگر ساتھ ہی اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہنے لگا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بہ نیتِ ہجرت نکلنے کے طفیل پروردگارِ عالم نے میری مغفرت فرمادی۔

میں نے پوچھا: پھر تمہارے ہاتھ کیوں بندھے ہوئے ہیں؟، کہا: مجھ سے کہا گیا کہ جو چیز تم نے خود بگاڑی ہے اسے ہم نہیں بنانے والے!۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت طفیل دوسی نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ نے اپنے دست مبارک اُٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ! اس کے ہاتھوں پر بھی کرم فرمادے اور اس پر بھی اپنی ردائے لطف وعنایت ڈال دے۔(۱)

صحابۂ کرام کو برا بھلا کہنے کا اَنجام

حضرت ابوبکر صیر فی فرماتے ہیں کہ ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہا کرتا تھا اور اس کے عقائد 'فرقہ جہمیہ' کے سے تھے۔ تو ایک شخص نے اسے خواب میں اس حال میں دیکھا کہ وہ بالکل عریاں ہے اور اپنے سر اور سترِ عورت کو کسی کالی چیز سے چھپائے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا: یہ بتا کہ اللہ

(۱) صحیح مسلم: ۱/۲۸۳ حدیث: ۱۶۷...... مسند احمد: ۲/۳۰ حدیث: ۱۴۴۵۳...... مستدرک علی الصحیحین حاکم: ۱۶/۲۵۷ حدیث: ۷۰۶۲...... معجم اوسط طبرانی: ۵/۴۵۴ حدیث: ۲۴۹۸...... مستخرج ابوعوانہ: ۱/ ۱۱۵ حدیث: ۱۰۶...... مشکل الآثار طحاوی: ۱/۲۰۶ حدیث: ۱۷۲...... الادب المفرد: ۲/۴۱۱ حدیث: ۶۳۳...... الایمان لابن مندہ: ۲/۲۵۳ حدیث: ۶۶۰...... حلیۃ الاولیاء: ۳/۸۱...... رفع الیدین بخاری: ۱/۸۳ حدیث: ۸۲...... المجموع: ۳/۵۰۹...... سبل الہدیٰ والرشاد: ۱۰/۲۳۴...... مسند جامع: ۹/۲۶۹ حدیث: ۲۹۱۳...... الدیباج علی مسلم: ۱/۱۳۲...... اسد الغابہ: ۳/۲۸۵...... تفسیر الاحلام: ۱/ ۲۶...... اثر العلم الشرعی فی مواجہۃ العنف والعدوان: ۱/۲۷...... موسوعۃ اطراف الحدیث: ۱/۲۸۱۳۵۵ حدیث: ۲۸۱۳۵۵...... موسوعۃ التخریج: ۱/۱۵۹۷۵ حدیث: ۶۱۳۰۳۔

نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو کہنے لگا: اس نے میرا حشر بکر قیسی اور عون بن اعسر کے ساتھ فرمایا اور یہ دونوں نصرانی تھے۔(۱)

بے زبانوں پر ترس کھانے کا اِنعام

شرح الحکم میں ہے کہ کسی شخص کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا: اس نے اپنی رحمت ومغفرت سے نواز دیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں شدید بارش میں بغداد کی سڑک سے گزر رہا تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بلی سخت سردی کے باعث کانپے جارہی ہے، مجھے دیکھا نہ گیا میں نے اسے اُٹھایا اور اپنے کپڑوں میں چھپالیا۔ بس اسی باعث میں بخشا گیا۔(۲)

نیم شبی میں یادِ مولا کرنے کی عادت

یکے از صالحین کا انتقال ہوا تو کسی نے انھیں خواب میں دیکھ کر دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: جس وقت میرے پاس دو فرشتے آئے تو مجھے ایسا لگا جیسے میں آدھی رات میں نیند سے بیدار ہو رہا ہوں، میں نے اُٹھتے ہی عادت کے مطابق ذِکر اِلٰہی کرنا شروع کر دیا، پھر میں نے چاہا کہ چلوں چل کر وضو کرلوں، تو وہ مجھ سے پوچھتے ہیں: کہاں کا اِرادہ ہے؟۔

میں نے کہا: وضو کے لیے جا رہا ہوں۔ فرمایا: (کہیں جانے کی ضرورت نہیں) دُلہن کے سونے کی مانند سو جائیے، آپ پر اَب کبھی کوئی خوف ودہشت طاری نہ ہوگی۔(۳)

---

(۱) المنامات: ۱/۳۱۳ حدیث: ۲۲۳...... تاریخ دمشق: ۳۰/۴۰۳۔
(۲) فیض القدیر: ۶/۳۱۱ حدیث: ۹۰۹۲۔ (۳) حاشیۃ الجمل: ۷/۲۰۳۔

'صلی اللہ علیہ وسلم' لکھنے کی برکات

حضرت عبید اللہ قواریری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک کاتب پڑوسی کو اس کے اِنتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: پروردگار نے مجھے بخش دیا۔

میں نے پوچھا: وہ کس عمل کے باعث؟ کہا: جب بھی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتا ساتھ میں 'صلی اللہ علیہ وسلم' ضرور لکھا کرتا تھا، (بس اسی وجہ سے میری مغفرت ہوگئی)۔(۱)

حضرت عمر بن ابوسلیمان وراق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: مولا نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟ فرمایا: ہر حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کی برکت سے۔(۲)

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو حدیث کی تحقیق وتدقیق میں مددگار تھا۔ اس کے انتقال کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: مجھے بخش دیا۔

میں نے پوچھا: بخشش کا سبب کیا بنا؟ کہا: جب بھی میں کوئی حدیث لکھتا اور تذکرۂ نبی آجاتا تو وہاں ثواب کی نیت سے 'صلی اللہ علیہ وسلم' لکھ دیا کرتا تھا۔ بس اسی باعث اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔(۳)

---

(۱) الصلۃ: ۱/۱۰۱۔

(۲) الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع خطیب بغدادی: ۲/۱۴۴ حدیث ۵۶۵......شرف اصحاب الحدیث: ۱/۷۵ حدیث: ۶۱۔

(۳) الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع خطیب بغدادی: ۲/۱۴۲ حدیث ۵۶۳۔

یکے از صالحین کا قول ہے کہ میرا ایک دوست تھا جسے فن کتابت میں ملکہ حاصل تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو میں نے بہت ہی اچھی حالت میں اسے دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟، فرمایا: جو کچھ بھی گناہ تھے پروردگار نے محو فرما کر اپنی ردائے مغفرت عطا فرمادی۔

میں نے پوچھا: اس کی وجہ کیا بنی؟ کہنے لگا: میرا یہ معمول تھا کہ جب بھی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتا ساتھ میں 'صلی اللہ علیہ وسلم' ضرور لکھا کرتا تھا؛ بس اسی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی، اور وہ کچھ عطا فرمایا جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزرا ہوگا؛ لہٰذا زیادہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھا کرو۔(۱)

کسی عارف باللہ کا قول ہے کہ میرا ایک بڑا ہی نکما و ناکارہ پڑوسی تھا، ہر طرح کے گناہوں سے اُس کا دامن حیات آلودہ تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ دار السلام میں ہے۔ میں نے پوچھا: تمہیں یہ مقام و مرتبہ کیسے ملا؟۔

کہا: ایک مرتبہ میں کسی ذکر کی مجلس میں حاضر ہوا تو میں نے ایک محدث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے سنا کہ جو شخص حضور پر بلند آواز سے درود پڑھے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے؛ چنانچہ اس محدث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہوئے جب اپنی آواز بلند کی تو سارے مجمع کے ساتھ میں نے بھی بآواز بلند درود پڑھنا شروع کر دیا، تو اسی دن ہمیں اس درود پاک کی برکت سے بخش دیا گیا۔(۲)

---

(۱) بستان الواعظین وریاض السامعین: ۱/۲۸۴۔
(۲) الروض الفائق فی المواعظ والرقائق: ۴۰۹۔

'لا الٰہ الا اللہ'- اور- 'بسم اللہ' کی برکتیں

کسی مردِ صالح کا بیان ہے کہ ایک دائمی شراب خور میرے پڑوس میں رہا کرتا تھا۔ اس کے اِنتقال کے بعد میں نے اِلتجا کی کہ اے اللہ! مجھے خواب میں اسے دِکھا۔ تو مدتوں بعد میری یہ التجا منظور ہوئی اور کوئی چھ سال کے بعد میں نے خواب میں اسے سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔

میں نے پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: یاسیدی! مرتے ہی مجھے جہنم رسید کردیا گیا۔ پھر مجھ پر آتشی کوڑے برسائے گئے۔ ہر چکر پر ایک ہزار ضربیں لگائی گئیں۔ اور (اُدھر دنیا میں) میں اپنی بیوی کو اُمید سے چھوڑ کر آیا تھا جس نے ایک بچے کو جنم دیا، جب وہ بولنے لگا تو اُس کی زبان سے 'لا الٰہ الا اللہ' نکلنے کی دیر تھی کہ اللہ نے مجھے آتش جہنم سے آزاد فرمادیا۔

پھر جب وہ زندگی کی پانچویں بہار میں داخل ہوا، اور مکتب پہنچا تو استاد نے اس سے کہا پڑھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس نے جب پڑھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے مجھے جنت میں داخلے کا پروانہ جاری کردیا اور اس کے اندر وہ نعمتیں عطا فرمائیں جس کا نہ کسی آنکھ نے مشاہدہ کیا ہوگا، اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا۔(۱)

سید الاستغفار کی برکت

صاحب طبقاتِ حنابلہ فرماتے ہیں کہ ایک عالم کی تدفین کے بعد اسے عالم خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: پروردگار عالم نے مجھے اپنی عمومی وخصوصی دونوں مغفرت سے نوازا۔ پوچھا گیا: پھر

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱۴/۱۔

ہمیں بھی ایسا کوئی عمل وصیت کریں۔فرمایا: میں تمھیں سیدالاستغفار پڑھتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔(۱)

سیدالاستغفار یوں ہے :

اللّٰهُمَّ أنتَ رَبِّي لاَ إلٰهَ إلَّا أنْتَ خَلَقْتَنِي وَ أنَا عَبْدُکَ وَ أنَا عَلیٰ عَهْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ أعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أبُوءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَيَّ وَ أبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي فَإنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إلَّا أنْتَ o

دنیادار خطیبوں کے لیے تازیانۂ عبرت

امام قرطبی اپنی کتاب ’التذکرہ‘ میں حکایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابن ابی جمرہ کی ’شرح بخاری‘ میں لکھا دیکھا تھا کہ ایک بزرگ جو اپنے وقت کے زبردست خطیب ومقرر تھے، جب اُن کا انتقال ہوا تو انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: آپ کی قبر میں فرشتوں کا سلوک کیسا رہا؟۔

فرمایا: جس وقت انھوں نے سوال کیا کچھ دیر کے لیے میں ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا، اتنے میں ایک حسین وخوبرو نوجوان نمودار ہوا اور پاس آکر اس نے مجھے جواب بتادیے۔ میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہا: آپ کا عمل ہوں۔

میں نے پوچھا: پھر اِتنی دیر کیوں کی؟، کہا: آپ جو سلطانِ وقت سے اپنی خطابت کی اُجرت لیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: لیکن میں نے اس میں سے کبھی کچھ کھایا تو نہیں بلکہ اسے اوروں میں تقسیم کردیا کرتا تھا۔ کہا: اگر آپ اسے کھالیتے پھر تو شاید میں آتا ہی نہیں۔(۲)

---

(۱) دروس شیخ عائض القرنی:۱۷/۱۵۴۔
(۲) نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس:۱/۲۵۸۔

ایک مردِ صالح سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ انھوں نے اپنے استادِ گرامی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ کو کس حسرت کا اِحساس زیادہ ستا رہا ہے۔ فرمایا: غافل لوگوں کی حسرت کا۔(۱)

نسبتوں کا فیضان

سیدی ابومحمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ان کے شہر اندلس میں ایک بدکار عورت رہا کرتی تھی، اور اس کا انتقال بھی اسی بری حالت میں ہوا۔ کسی بزرگ نے خواب میں اُسے نہایت عمدہ حالت میں دیکھ کر پوچھا: کیا تو فلانیہ نہیں ہے؟ بولی: جی ہاں۔ فرمایا: پھر تمہارا حال اتنا سنور کیسے گیا؟، بولی: میں بخش دی گئی۔

پوچھا: کس عمل کی بنیاد پر، حالاں کہ تم تو ایسی ایسی تھی؟ بولی: جس وقت میرا جنازہ نکلا تو راستے میں ایک ایسے درزی سے میرا گزر رہا جس کی آستین میں میرے فلاں سید و مرشد کا کپڑا پیوند لگا ہوا تھا، اس درزی نے جب میری نمازِ جنازہ پڑھی تو محض اس کپڑے کی برکت و عظمت سے پروردگار عالم نے میری مغفرت فرمادی۔(۲)

کسی مردِ صالح کا بیان ہے کہ میرا ایک پڑوسی دنیا سے چل بسا۔ میں نے خواب میں اسے جہنمیوں کا لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ پھر (کچھ دنوں کے بعد کیا) دیکھتا ہوں کہ وہ جنت میں چہل قدمی کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں پوچھ پڑا: ماجرا کیا ہے؟، کہا: ہمارے بغل میں ایک مردِ صالح مدفون ہوا جس نے اپنے چالیس پڑوسیوں کے حق میں شفاعت کی تو ان چالیس نجات دہندگان میں سے ایک میں بھی ہوں۔(۳)

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۲۰۔
(۲) المدخل لابن الحاج: ۳/۲۹۴۔
(۳) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۲۰۔

بات ایک خدا آگاہ کی

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں: میں حج بیت اللہ کی نیت سے نکلا۔ راستے میں اچانک ایک نوجوان سے ملاقات ہوگئی، جس کے پاس نہ توشہ تھا نہ توشہ دان اور نہ ہی کوئی سواری۔ علیک سلیک کے بعد میں نے اس سے پوچھا: کہاں سے آ رہے ہو؟ کہا: اُس کے پاس سے۔ پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟، کہا: اس کی طرف۔ پوچھا: زادِراہ کہاں ہے؟، کہا: اس کے ذمۂ کرم پر۔

میں نے کہا: راستہ کافی کٹھن ہے یوں اِتنی آسانی سے بلا پانی دانہ تو نہیں کٹ جائے گا۔ سچ بتاؤ کیا تمہارے پاس کچھ زادِراہ ہے؟ کہا: ہاں۔ پانچ حرفوں کو میں اپنا زادِراہ بنا کر گھر سے نکلا ہوں۔ پوچھا: یہ پانچ حروف کیا ہیں؟ کہا: **کھٰیٰعص**۔

میں نے پوچھا: یہ **کھٰیٰعص** کا کیا مطلب ہے؟، کہا: ک سے مراد کافی۔ ھ سے مراد ہادی۔ ی سے مراد مؤدی۔ ع سے مراد عالم۔ اور ص سے مراد صادق ہے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ جس کا ہم سفر کافی، ہادی، مودی، عالم اور صادق ہو، اسے اور کس چیز کی ضرورت ہوسکتی ہے!۔ جس کا معاون اتنی خوبیوں کا حامل ہو اُسے نہ تو اپنے ضیاع کا خوف ہوتا ہے اور نہ اسے کسی زادِراہ کی حاجت ہوتی ہے۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس کی یہ تفسیر نفیس سنی تو میں نے اپنی قمیص اُتار کر اسے پہنا دینا چاہی؛ مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا: اے شیخ! اس فنا کے گھر میں یہ بے لباسی، قمیص سے بہتر ہے۔ یہاں کے حلال پر حساب دینا ہوگا اور یہاں کے حرام پر سزا بھگتنا پڑے گا۔ پھر جب رات کی تیرگی چھائی تو اس نے اپنا رُخ آسمان کی سمت اُٹھا کر کہنا شروع کر دیا :

یا من تسره الطاعات و لا تضره المعاصي هب لي ما یسرک و اغفرلي ما لا یضرک .

یعنی اے وہ ذات! نیکیاں جسے بھاتی ہیں اور بدکاریاں جسے کچھ نقصان نہیں پہنچاسکتیں۔ مجھے ایسے اُمور کی توفیق مرحمت فرما جو تجھے خوش کرسکیں۔ اور میری ان خطاؤں کو درگزر فرمادے جو تجھے کچھ بھی ضرر نہیں پہنچاسکتیں۔

پھر جب لوگوں نے حج کا اِحرام باندھ کر تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔ تو میں نے پوچھا: تم تلبیہ کیوں نہیں پڑھتے؟، کہنے لگا: اے شیخ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اِدھر سے تو میں لبیک کہہ کر اپنی حاضری کی یقین دہانی کراؤں اور اُدھر سے جواب آئے کہ لا لبیک۔

یعنی ہمیں نہ تمہاری حاضری منظور ہے، نہ تمہاری نیکیاں قبول ہیں، اور نہ ہی ہم تمہاری باتیں سنیں گے اور نہ تمہاری طرف تکیں گے۔ پھر میں نے وادیِ منیٰ میں اُسے اس حال میں دیکھا کہ اس کے لبوں پر یہ کلمات جاری تھے :

اللّٰھم إن الناس ذبحوا و تقربوا إلیک بضحایاھم و ھدایاھم و لیس لي شيء أتقرب به إلیک سوی نفسي فتقبلھا مني ثم شھق شھقة فخر میتا . و إذا قائل یقول: ھٰذا حبیب اللّٰہ ھٰذا قتیل اللّٰہ قتل بسیف اللّٰہ .

یعنی اے پروردگار! لوگ اپنی اپنی قربانیاں پیش کر کے تیرا مقام قرب حاصل کررہے ہیں، اور میرے پاس سوائے میری اپنی جان کے اور کوئی چیز نہیں جس کو پیش کر کے میں تیرا تقرب حاصل کرسکوں؛ لہٰذا اسے میری طرف سے قبول فرمایا۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک گہری سانس بھری، ذرا ہچکی سی آئی اور وہیں مردہ

لاش بن کر ڈھیر ہو گیا۔ پھر پردۂ غیب سے کسی کہنے والے نے کہا: یہ اللہ کا دوست تھا، اور شمشیرِ قدرت سے قتل ہوا ہے۔

فرماتے ہیں کہ پھر میں نے تجہیز و تکفین کے بعد اس کی تدفین کی اور اس رات اس کے معاملات میں غور و خوض کرتے کرتے وہیں سو رہا۔ خواب میں اس کی زیارت ہوئی تو پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

کہا: پروردگارِ عالم نے میرے ساتھ کچھ وہی سلوک کیا جس طرح اس نے شہداے بدر کے ساتھ کیا تھا۔ (فرق صرف اتنا تھا کہ) وہ کفار کی تلواروں سے شہید ہوئے تھے اور میں جبار کی تلوار سے۔(۱)

ایک مردِ صالح کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، فرمایا: بہت عمدہ۔ اس کی طرح اِنعام و اِکرام کرنے والا کون ہے!؛ لہٰذا اس کی اطاعت میں جٹ جاؤ۔ دنیا پرہیزگاروں کے لیے جیسے ماہِ رمضان ہے اور اپنے مولا کو دیکھ کر وہ اِفطار کرتے اور عید الفطر مناتے ہیں۔(۲)

توکل کی اہمیت

ایک مردِ درویش کا کہنا ہے کہ میں نے ایک بزرگ کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے سیدھا جنت میں داخل کر دیا۔ میں نے پوچھا: عالم برزخ میں سب سے زیادہ کس چیز کی مانگ ہے؟ فرمایا: توکل، اور کم سے کم خواہش کی۔(۳)

(۱) تفسیر روح البیان:۴/۹۳......المستطرف فی کل فن مستظرف:۱/۱۵۶۔
(۲) لطائف المعارف:۱/۳۲۱۔
(۳) قوت القلوب:۱/۳۷۵......الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۱۵۔

کھوئے کھوئے رہنے والے

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے ایک بھائی کا وصال ہوگیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا: کہا: وہ مجھ سے راضی وخوش تھا اوراس نے مجھے یہ کہتے ہوئے خلد آشیاں کیا ہے کہ جس طرح تم دنیا میں غم والم کی تصویر بنے رہتے تھے اب آج یہاں خوشیاں مناؤ اور موجیں کرو۔(۱)

محاسبہ نفس کا جداگانہ انداز

ایک مردِ صالح کا بیان ہے کہ جب بھی وہ کوئی عمل سرانجام دیتے کسی تختی پر اسے لکھ لیتے۔ پھر جب رات آتی تو وہ تختی اپنے سامنے رکھ کر اپنے نفس کا حساب لیتے اور پھر تادم سحر ندامت وخجالت کے آنسو بہاتے رہتے۔اوران کا یہ عمل پوری زندگی یوں ہی جاری وساری رہا۔ جب ان کا انتقال ہوا، کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا: مجھے اپنے روبرو کھڑا کر کے فرمایا: میرے بندے!(اب ہم تمہارا اور کیا حساب لیں جب کہ) آخرت میں جو حساب ہونا تھا وہ تم نے اپنے نفس سے دنیا ہی میں لے لیا ہے۔(۲)

بوڑھوں پر رحمتِ خداوندی

حضرت سوید کلبی کہتے ہیں کہ پڑوس کا ایک بوڑھا شرابی شخص جب مرا تو میں نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ بولا: میرے پروردگار نے

---

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۱۹۔
(۲) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح: ۱/۲۴۔

مجھ سے فرمایا: اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو ہم تمہیں ضرور عذاب کا مزا چکھاتے۔(۱)

راہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینے کی اُجرت

حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دوست کو خواب میں دیکھا کہ اس کی دونوں پنڈلیاں سونے کی ہیں۔ میں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔

فرمایا: نہ صرف مجھے بخشا بلکہ اس نے جنت بھی عطا فرمادی؛ نیز میری ایک پنڈلی کے بدلے اس نے دوسونے کی پنڈلیاں عطا فرمائیں اب میں ان کی وساطت سے جنت کے اندر جہاں چاہتا ہوں گھومتا پھرتا ہوں۔ میں نے پوچھا: تم اس مقام پر پہنچے کیسے؟، فرمایا: راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے کی وجہ سے۔(۲)

والدین کی نافرمانی کا وبال

حضرت احمد تمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا اللہ واسطے کا ایک دوست اِنتقال کر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے والدین کی نافرمانی کی وجہ سے خوشبوئے بہشت سونگھنے سے روک دیا ہے، اب میں اُن کی آمد کا اِنتظار کر رہا ہوں، شاید وہ مجھ سے یہاں راضی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہو جائے۔(۳)

---

(۱) المنامات:۱/۴۶۱ حدیث:۳۴۲۔

(۲) حلیۃ الاولیاء:۱/۳۳۲۔

(۳) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح:۱/۷۔

دعاؤں کی اَثر آفرینی

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی شرابی آدمی کے پاس اس کے کچھ دوست اِکٹھا ہوئے تو اس نے اپنے غلام کو چار درہم دیتے ہوئے کہا کہ جاؤ اور اہل مجلس کی ضیافت کے لیے بازار سے کچھ میوے خرید لاؤ۔ چنانچہ غلام کا جب حضرت منصور بن عمار کی مجلس سے گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ کسی فقیر کے لیے کچھ طلب فرمارہے ہیں اور ساتھ کہہ رہے ہیں کہ جو چار درہم دے گا میں اُس کے لیے چار دعائیں کروں گا۔

چنانچہ غلام نے وہ چاروں درہم انھیں دے دیے۔ حضرت منصور نے پوچھا: اب یہ بتاؤ کہ میں نے تمہارے لیے کیا دعا کروں؟ کہا: میں غلام ہوں اوراپنے آقا سے رہائی کا آرزومند ہوں، دعا فرمادیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اس سے نجات بخشے۔ چنانچہ حضرت منصور نے دعا فرمادی۔

پوچھا: دوسری دعا کیا کرنی ہے؟ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر درہموں کی برسات فرمادے۔ انھوں نے اس کی بھی دعا کردی۔

پوچھا: تیسری دعا؟ کہا: پروردگار عالم میرے آقا کی حالت پر اپنی خاص نظر کرم فرمادے۔ یہ بھی دعا کردی۔

پوچھا: چوتھی دعا؟ کہا: پروردگار مجھے بھی بخش دے، میرے آقا کو بھی، آپ کو بھی حتی کہ پوری قوم کو۔ چنانچہ حضرت منصور نے اس کی بھی دعا فرمادی۔

اب جب غلام اپنے آقا کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: آنے میں اتنی تاخیر کیوں کی؟ تو اس نے پورا قصہ کہہ سنایا۔ آقا نے پوچھا کہ پھر انھوں نے کیا کیا دعائیں کیں؟ کہا: سب سے پہلے تو میں نے اپنی آزادی کی دعا کرائی ہے۔ آقا نے کہا: جاؤ تم آزاد ہو۔

دوسری دعا کیا تھی؟ کہا: اللہ مجھ پر دراہم کی بہتات فرما دے۔ چنانچہ آقا نے اسے چار ہزار درہم عطا کر دیے۔

تیسری دعا کیا تھی؟ کہا: اللہ آپ پر اپنی خاص نگاہِ کرم ڈال دے۔ آقا نے کہا: ابھی میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

چوتھی دعا کیا تھی؟ کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو، مجھے، ساری قوم کو اور دعا کرنے والوں کو اپنی مغفرت سے سرفراز فرمائے۔ آقا نے کہا: یہ ایک دعا تو میرے بس کی نہیں۔

چنانچہ جب رات ہوئی تو اس نے خواب میں کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا: جو کام تم کر سکتے تھے وہ تو تم نے کر دیے تو کیا جو کام ہمیں کرنا ہے وہ ہم نہ کریں گے۔ گواہ رہنا میں نے جہاں تجھے بخشا وہیں غلام کو بھی اور منصور بن عمار سمیت ساری قوم کو بخش دیا ہے۔(۱)

حضرت سفیان بن عیینہ کے ماموں زاد بھائی حضرت فضل بن موفق کہتے ہیں کہ جس وقت میرے والد کا انتقال ہوا، میں نے فراقِ پدری میں خوب گریہ وزاری کی، چوں کہ زخم بالکل تازہ تازہ تھا؛ اس لیے ہر دن ان کی قبر پر حاضری دیا کرتا تھا۔ پھر جیسے جیسے غم ہلکا ہوتا گیا میری حاضری بھی کم ہوتی چلی گئی۔

ایک دن ایسا ہوا کہ حاضری کے بعد ابھی میں قبر کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ میری آنکھ لگ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ جیسے میرے والد کی قبر شق ہوگئی ہے اور وہ اپنا کفن اُتارے بدحواسی کے عالم میں اپنی قبر کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں، مجھے یہ دیکھ کر رہا نہ گیا اور آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہوگئے۔ پوچھا: جانِ پدر! تم نے آنا کیوں بند کر دیا ہے؟۔

میں نے عرض کیا: کیا آپ کو میرے آنے کا پتا چل جاتا ہے؟، فرمایا: بیٹے!

(۱) رسالہ قشیریہ: ۱/۶۴۔

تم جب جب بھی میرے پاس آتے ہو، نہ صرف یہ کہ مجھے اس کی خبر ہو جاتی ہے بلکہ تم سے اُنس وسرور بھی حاصل ہوتا ہے اور تمہاری دعاؤں کی برکات سے میں خوب محظوظ ہو رہا ہوں؛ (لہٰذا آیا کرو) کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میں نے کثرت کے ساتھ والد کی قبر پر جانے کا معمول بنالیا۔(۱)

حضرت یحییٰ بن بسطام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عثمان بن سودہ طفاوی کی ماں پرہیز گاروں اور شب زندہ داروں میں تھیں اور اپنی کثرت عبادت کے باعث وہ 'راہبہ' کے نام سے مشہور تھیں۔ جب ان کی جانکنی کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی: اے میرے ماویٰ وملجا پروردگار! پوری زندگی میں نے تیری ذات پر توکل رکھا، اب موت کے وقت تو مجھے رسوا نہ کرنا اور قبر کی وحشت سے محفوظ فرمانا۔

کہتے ہیں کہ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو ہر جمعہ کو ان کی قبر پر آ کر میں ان کے لیے اور جملہ اہل قبور کے لیے مغفرت اور ترقی درجات کی دعائیں کیا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: مادرِ من! کیا حالات ہیں؟، فرمایا: لختِ جگر! موت کی آزمائش بڑی سخت ہے؛ تاہم اللہ کے فضل وکرم سے میں عالم برزخ میں بڑی اچھی حالت میں ہوں۔ میرے لیے پھولوں کے بستر ے بچھا دیے گئے ہیں جن پر ریشم ودیبا کی مسندیں نصب ہیں، اب تا قیام قیامت یوں ہی رہنا ہے۔

میں نے پوچھا: کوئی ضرورت ہو تو بتائیں؟، فرمایا: ہاں، ایک ضرورت ہے۔ پوچھا: وہ کیا؟ فرمایا: جس طرح تم ہماری قبروں پر آ کر زیارت اور دعائیں کیا کرتے تھے اس سلسلے کو باقی رکھنا؛ کیوں کہ بروزِ جمعہ مجھے تمہاری آمد کی خوشخبری دی جاتی ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے: اے راہبہ! دیکھ تیرا بیٹا آیا ہوا ہے، تو تمہارے آنے کی جہاں مجھے

(۱) الروح لابن قیم جوزیہ: ۶/۱۔

خوشی ہوتی ہے وہیں میرے اِردگرد کے مردے بھی خوشیاں مناتے ہیں۔(۱)

سرلحدقرآن پڑھنے کا ثواب

حضرت ابو یحییٰ ناقد کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن جروی کو کہتے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میرا اپنی کسی بہن کی قبر سے گزر ہوا تو میں نے وہاں سورۂ ملک کی تلاوت کی، اوراس کا ثواب اسے بخش دیا۔

پھر (کچھ دنوں بعد) ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے رات آپ کی بہن کوخواب میں دیکھا ہے جو کہہ رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ابوعلی کو بہترین جزا عطا فرمائے کہ اس کی تلاوتِ قرآن سے مجھے کافی فائدہ پہنچا ہے۔(۲)

گھر گھر کا فرق

کسی پرہیز گار شخص کو اس کے انتقال کے بعد کسی ذی علم شخص نے ریشمی عمامہ زیب سر کیے دیکھا تو اس نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا: حیرت ہے کہ آپ ریشمی لباس پہنے ہوئے ہیں جب کہ وہ مکروہ ہے۔فرمایا: وہ تمہارے یہاں مکروہ ہوگا مگر ہم اس وقت جس گھر میں ہیں وہاں اس کا پہننا مباح ہے۔

یوں ہی کسی دوسرے شخص کوخواب میں دیکھا گیا جو کہ دنیا کے اندر بوڑھا تھا اور اس کے بال بھی سفید تھے،اس سے پوچھا گیا کہ تمہارا بڑھاپا اور بالوں کی سفیدی کہاں گئی؟، کہنے لگا: اِس گھر میں کسی پر بڑھاپا طاری نہیں ہوتا (ہرکوئی سدا جوان ہوتا ہے)۔(۳)

---

(۱) صفۃ الصفوۃ:۱/۴۰۹......الروح:۱/۷۔
(۲) الروح ابن قیم جوزیہ:۱/۱۱۔
(۳) العاقبۃ فی ذکرالموت:۱/۲۳۱۔

اللہ واسطے کی دوستی

حضرت عثمان بن حیان کہتے ہیں کہ حضرت ام الدرداء نے مجھ سے بیان کیا کہ دو دوست تھے جن کی دوستی محض رضائے مولا پر اُستوار تھی۔ جب ان میں سے ایک دوسرے سے ملتا تو کہتا: میرے بھائی! چلو کچھ اللہ اللہ کرلیں۔ اور اللہ واسطے کی ان کی دوستی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ دونوں کسی بازار میں ملے تو ایک دوسرے سے کہتا ہے بھائی! آؤ کچھ دیر اپنے مولا کو یاد کرلیں، ممکن ہے یہ یاد ہماری بخشش کا بہانہ بن جائے۔

پھر ان میں ایک بیمار ہوگیا، دوست اس کی عیادت کرنے آیا تو کہنے لگا: میرے بھائی! پس مرگ اگر ہوسکے تو میرے خواب میں آنا اور مجھے اپنے احوال سے باخبر کرنا۔ کہا: ٹھیک ہے انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔ پھر اس کا انتقال ہوگیا کوئی ایک سال کے بعد وہ خواب میں نظر آیا، میں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، کہا: بھائی! یاد کرو اس دن جو ہم بازار میں ملے تھے اور کچھ دیر اپنے مولا کی یاد میں بسر کیے تھے بس وہی میری مغفرت کا باعث بن گئے۔(۱)

داستان ایک صالح شہزادے کی

شہر بصرہ کے نواحی ویرانوں میں ایک نہایت حسین وجمیل، شکیل ورعنا سولہ سالہ نوجوان جس کے خدوخال سے شرافت ونجابت کا نور ٹپک رہا تھا، موت وحیات کی کشمکش میں پڑا ہوا ہے۔ نہ کوئی دوست ہے نہ شناسا، رفیق ہے نہ دم ساز، بستر ہے نہ تکیہ، گھر ہے نہ چوکھٹ، صرف ننگی زمین کا فرش ہے اور اینٹ کا تکیہ۔

---

(۱) تاریخ دمشق: ۳۴۰/۳۸۔

بصرہ کا ایک باشندہ ابو عامر ویرانے میں موت کی ہچکیاں لیتے ہوئے اس روشن پیشانی والے نوجوان کے قریب پہنچا تو احساسِ درد سے اس کے بھی آنسو نکل گئے، نوجوان بالکل بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ ابو عامر کے سلام کی آواز سن کر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں، ابو عامر نے نوجوان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لینا چاہا مگر نوجوان نے اشارے سے روکا اور ہلکی آواز میں چند اَشعار پڑھے :

یــا صــاحبي لا تغتــتر بتنــعـم　　　فــالعمر ينفد و النعيم يزول

و إذا حملت إلى القبور جنازة　　　فاعلم بأنک بعدها محمـول

یعنی اے میرے دوست! دنیا کی فانی لذتوں اور نعمتوں پر نہ اِترا، دنیا تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے؛ کیوں کہ عمر کا چراغ بہت جلد گل ہوجائے گا اور نعمتوں کا یہ لہلہاتا چمن ویران ہوجائے گا۔

اور جب تم کسی کا جنازہ لے کر قبرستان کو چلو تو یہ سمجھو کہ اب اس کے بعد اٹھنے والا جنازہ خود تمہارا ہوگا۔

نوجوان نے مزید کہا: اے ابو عامر! اب میرا آخری وقت قریب آگیا ہے، میں تجھے چند نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ میرا اِنتقال ہوجائے تو مجھے میرے انھیں کپڑوں میں دفنا دینا۔

ابو عامر: ایسا کیوں؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں نیا کفن بھی نہیں دے سکتا۔

نوجوان: نئے کپڑوں کی ضرورت مردوں کے بلحاظ زندوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ مجھے بس میرے انہی کپڑوں میں لپیٹ کر سپردِ خاک کر دینا۔ جب پوری زندگی انہی کپڑوں میں گزار دی تو اب نئے کپڑوں کی حاجت بھی کیا!۔

اے ابو عامر! اگر تو نے مجھے نئے کپڑوں کا کفن دے بھی دیا تو آخر ان کپڑوں کو بھی خاک ہی ہونا ہے، ہاں باقی رہنے والی چیز صرف عمل صالح ہے، اور یہ لو میری

زنبیل اور تہبند گورکن کو دے دینا، اور یہ مصحف شریف اور انگشتری میں تمہارے حوالے کرتا ہوں، یہ امیر المومنین ہارون الرشید کی خدمت میں پہنچا دینا، اور اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ امانتیں تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے پہنچانی ہیں۔ امیر المومنین کی خدمت میں یہ امانتیں پہنچانے کے بعد مجھ مسکین و عاجز کی جانب سے عرض کر دینا کہ امیر المومنین! کہیں اسی عالم غفلت میں وقت اَخیر نہ آن پہنچے!۔

یہی سب باتیں کرتے کرتے نوجوان نے آنکھیں موند لیں اور کچھ دیر کے بعد نہایت سکون وطمانیت سے جانِ شیریں' جان آفریں کے سپرد کر دی۔

نوجوان کی وصیت کے مطابق ابو عامر نے اس کی تجہیز و تکفین کی۔ روشن وتابناک پیشانی والے اس شکیل وصالح نوجوان کو سپرد لحد کرتے وقت ابو عامر کو اس نوجوان کی چند ملاقاتیں یاد آ رہی تھیں، جن کو بار بار سوچ کر ابو عامر کی پلکیں آنسوؤں سے بھیگ جاتیں۔

وہ تو بصرہ کے بازار میں اپنے مکان کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی مرمت کرانے کے لیے مستری اور مزدور کی تلاش کرنے گیا تھا۔ مزدوروں میں اسے یہ جوان ملا تھا، ابو عامر کا دل خود بخود اس کی جانب کھنچتا چلا گیا، اور اس نے پوچھا: کیا تم کام کرو گے؟ نوجوان نے اِثبات میں سر ہلایا اور کہا: کام ہی کرنے کے لیے تو پیدا ہوا ہوں؛ لیکن تم کیا کام لینا چاہتے ہو؟۔

ابو عامر: مکان کی تعمیر کا کام۔

نوجوان: کام تو میں کروں گا مگر ایک شرط ہے۔ شرط یہ کہ مزدوری ایک درہم اور ایک دانق لوں گا، اور نماز کے وقت کام نہیں کروں گا، نماز اَدا کروں گا۔ ابو عامر راضی ہو گیا اور چلنے کو کہا۔

نوجوان نے اپنی زنبیل اُٹھائی، مصحف گلے سے لگایا اور چل پڑا۔ ابو عامر نے

گھر آ کر نوجوان کو کام کی نوعیت سمجھائی، اینٹ گارے اور سامان دکھا دیے اور خود اپنی ضرورت سے کہیں چلا گیا۔ مغرب کے وقت لوٹا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس اکیلے لڑکے نے دس آدمیوں کا کام کر ڈالا ہے۔ ابو عامر خوش ہو گیا اور اس نے اسے دو درہم مزدوری پیش کی، مگر اس نے قبول نہیں کیے اور کہا میں نے ایک درہم اور ایک دانق پر بات طے کی تھی اس سے زیادہ نہیں لوں گا اور بالآخر اتنا ہی لے کر چلا گیا۔

ابو عامر دوسرے روز پھر اس کی تلاش میں بازار پہنچا مگر اسے وہاں نوجوان نہیں ملا دوسرے مزدوروں سے اس کی تفتیش کرنے پر پتا چلا کہ وہ لڑکا صرف شنبہ کے دن کام کرتا ہے۔ ابو عامر نے نہ جانے کیا سوچ کر اپنا کام بند کر دیا اور شنبہ کے دن کا انتظار کرنے لگا، دوسرے شنبہ کو بازار پہنچا تو نوجوان کو اسی جگہ پایا، اور وہ اسی روز کی طرح شرط کر کے پھر کام پر آیا۔ ابو عامر حیران تھا کہ اس نے گزشتہ ہفتہ ایک ہی دن میں اتنا زیادہ کام اکیلے کیسے کر لیا تھا؛ چنانچہ لڑکے کو کام پر لگا کر ابو عامر ایک خفیہ جگہ بیٹھ کر معاینہ کرنے لگا۔

ابو عامر نے دیکھا کہ نوجوان نے گارا اُٹھا کر بچھایا، پھر اس کے بعد اینٹ پتھر خود بخود اُٹھ کر ایک دوسرے سے لگتے چلے جا رہے تھے۔ ابو عامر سمجھ گیا کہ یہ کوئی خدا رسیدہ نوجوان ہے اور اس کے سر پر تائید غیبی کا سایہ ہے۔ شام ہوئی تو ابو عامر نے تین درہم مزدوری دینی چاہی مگر پھر نوجوان نے ایک درہم اور ایک دانق قبول کیے اور چلا گیا۔

اور آج جب کہ ابو عامر تیسرے ہفتہ نوجوان کی تلاش میں بازار گیا تو مزدوروں نے نوجوان کی سخت علالت اور ویرانہ میں اس کی موجودگی کا حال بتایا جسے سن کر ابو عامر وہاں پہنچا جس کے بعد اب اس کے مرقد کی بالیں پر کھڑا تاسف کے آنسو بہا رہا ہے۔ ابو عامر کو نوجوان کا چہرہ، اس کے عادات واطوار بار بار یاد آ رہے تھے۔

عروس البلاد بغداد کی شاہراہوں پر ''قصر الرشید'' کے سامنے لشکر اسلامی کے ایک ہزار سواروں کا رسالہ گزر رہا ہے، عام لوگوں نے دو رویہ کھڑے ہوکر رسالہ کو گزرنے کا راستہ دے رکھا ہے، اس کے پیچھے بھی ایسے ہی فوج کا دوسرا دستہ آرہا ہے، اس میں بھی ہزار سوار ہیں۔ اسی طرح نو فوجی رسالوں کے بعد فوج کا دسواں دستہ رونما ہوا۔ لوگ جوش وخروش سے نعرے لگا رہے ہیں، سلام وتحیت پیش کر رہے ہیں۔ دسویں رسالہ کے جلو میں امیر المومنین ہارون الرشید کی سواری نظر آئی، دیکھنے والوں میں جوش وخروش اور بڑھ گیا، اور لوگ سلام نیاز گزارنے لگے۔

زائرین وناظرین کی اسی بھیڑ میں بصرہ کا باشندہ ابو عامر بھی تھا جو امیر المومنین کے پاس اس نوجوان کی امانت پہنچانے آیا ہوا تھا۔ بھیڑ اور اِزدحام اتنا کہ ابو عامر کا امیر المومنین تک پہنچنا مشکل نظر آرہا تھا، کھوے سے کھوا چل رہا تھا۔ ابو عامر سخت اضطراب میں تھا کہ میں کسی طرح امیر المومنین تک رسائی حاصل کروں۔ انسانوں کے اُمنڈتے ہوئے سیلاب میں ابو عامر گویا ایک تنکے کی مانند بہ رہا تھا۔ بغداد کی شاہراہوں پر امیر المومنین کا جلوس دیکھنے کے لیے لوگ امنڈے چلے آئے تھے۔

امیر المومنین کی سواری جب ابو عامر کے قریب سے گزرنے لگی تو اس نے پوری قوت سے چیخنا شروع کیا اے امیر المومنین! آپ کو قرابتِ رسول کا واسطہ ذرا توقف تو فرمائیں۔ امیر المومنین ہارون الرشید کے کانوں تک ابو عامر کی چیخ پکار پہنچی تو انھوں نے سواری روک لی اور ابو عامر کو قریب آنے کا موقع دیا۔

ابو عامر نے امیر المومنین کو مصحف اور انگشتری سپرد کی اور کچھ کہنا چاہا؛ مگر امیر المومنین نے ابو عامر کو اپنے دربان کی نگرانی میں دیتے ہوئے خاموش رہنے کا اِشارہ کیا۔ اس وقت امیر المومنین کی آنکھیں نمناک ہوگئی تھیں۔ جلوس سے واپسی کے بعد دربان نے ابو عامر کو خلیفہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ ہارون الرشید ابو عامر کو لے کر

خلوت میں گئے، دروازے بند کرادیے، دربان نے ابو عامر کو سمجھا دیا تھا کہ امیر المومنین غمگین اور اُداس ہیں؛ لٰہذا جہاں تک ممکن ہو کم باتیں کرنا۔

امیر المومنین: ابو عامر! آؤ میرے قریب بیٹھو، بتاؤ کیا تم میرے لختِ جگر کو جانتے تھے؟۔

ابو عامر: حضور! وہ آپ کے شہزادے تھے، یہ کسی کو کیا معلوم؟۔

امیر المومنین: بتاؤ وہ کیا کام کرتا تھا؟۔

ابو عامر: گارے مٹی کا۔

امیر المومنین: کیا تم نے بھی اس سے محنت مزدوری کروائی؟۔

ابو عامر: جی حضور۔

امیر المومنین: اے ابو عامر! میرے جگر گوشہ سے تمہیں ایسا کام اور ایسی خدمت لیتے ہوئے شرم نہیں آئی؟ کم از کم تم نے قرابت رسول کا تو کچھ پاس ولحاظ کیا ہوتا۔

ابو عامر: امیر المومنین! مجھے معاف فرمائیں، میں بالکل واقف نہیں تھا؛ البتہ وقت وصال مجھے اس بات کا پتا چلا کہ وہ آپ کے نورِ چشم اور پارۂ جگر ہیں۔

امیر المومنین: کیا تم نے میرے لال کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا؟۔

ابو عامر: جی ہاں! میں نے اپنے انہی ہاتھوں سے آپ کے نورِ نظر کو غسل وکفن دے کر سپرد لحد کیا تھا۔

امیر المومنین: لاؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں دو، (یہ کہہ کر ہارون الرشید نے ابو عامر کے ہاتھوں کو تھام لیا، اور اپنے سینہ پر رکھ کر زاروقطار رونے لگے اور کہا: تم نے میرے اس فرزند دل بند کو کس طرح مٹی کے اندر دبایا، اس پر کس دل سے خاک ڈالی۔ اپنے فرزند صالح کے غم میں امیر المومنین نے رو رو کر اپنے دامن عبا کو تر کرلیا)۔

حضرت شیخ یافعی یمنی فرماتے ہیں کہ امورِ خلافت میں مشغولیت سے پہلے ہارون الرشید کے گھر اس فرزند کی ولادت ہوئی تھی۔ اسے زاہدوں، اور درویشوں کی صحبت بہت پسند آتی تھی۔ قرآن مجید، اور دیگر ضروری علوم کی تعلیم کے بعد اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی۔ ماں کا نہایت خدمت گزار تھا، اس پر ہمہ وقت آخرت کا خوف طاری رہتا، نیم شبی خلوتوں میں اُٹھ کر سجدوں کے نذرانے لٹاتا، اور عشق الٰہی میں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا۔ اس کا یہ حال تھا کہ قبرستان میں چلا جاتا، اور مردوں سے مخاطب ہوتا اور کہتا: تم ہم سے پہلے موجود تھے اور دنیا کے مالک تھے اور اب تم قبروں میں محصور ہو۔ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ تم لوگوں سے کیا کہا کرتے تھے اور لوگ تمہیں کیا جواب دیا کرتے تھے، اور پھر حسرت ویاس کی باتیں کہہ کہہ کر پھوٹ کر رویا کرتا تھا۔

امیر المومنین ہارون الرشید جب مسند خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی، دنیا کے مال ومتاع میں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لیا۔ ہارون الرشید نے ایک انگوٹھی اس کی ماں کے توسط سے اسے دی، جسے محض ماں کی محبت واطاعت میں اس نے اپنے پاس رکھ لیا، اس کا یاقوت بڑا ہی قیمتی تھا مگر اسے فروخت کر کے اپنے مصرف میں نہیں لگایا اور دم نزع ہارون کو دینے کے لیے ابو عامر کے حوالہ کیا۔

ایک دن کی بات ہے، ہارون الرشید اپنے دربار میں اُمراء ومصاحبین کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یہ شہزادہ جسم پر پرانا کمبل اوڑھے ہوئے دربار میں آیا۔ حاضرین دربار نے دیکھا تو ان میں سے بعض کہنے لگے اس سے تو خلیفہ کی رسوائی ہوتی ہے۔ خلیفہ کو اس کے ساتھ سختی کرنی چاہیے؛ تاکہ یہ اپنی یہ حالت بدل دے اور خلیفہ کی رسوائی کا سبب نہ بنے۔ امیر المومنین نے مصاحبین کی ناگواری محسوس کر کے بیٹے سے کہا :

بیٹا: تو نے مجھے رسوا کر ڈالا۔

شہزادے نے خلیفہ کی طرف دیکھا اور جواب میں ایک لفظ نہیں کہا؛ البتہ دربار کے عین سامنے قصر کے کنگورے پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا، اس کو اِشارہ کر کے کہا: اے پرندے! تجھے تیرے خالق و مالک کی قسم! آ، اور میرے ہاتھ بیٹھ، وہ پرندہ یہ سن کر محل سے اُتر کر شہزادے کے ہاتھ پر آبیٹھا۔ پھر کچھ دیر کے بعد شہزادے نے اسے اپنی جگہ چلے جانے کا حکم دیا تو وہ اُڑ کر چلا گیا اور کہا: تجھے تیرے پیدا کرنے والے کی قسم! امیر المومنین کے ہاتھ پر نہ آنا۔

اس کے بعد شہزادہ ہارون الرشید سے مخاطب ہوا، ابا جان! اب میں جارہا ہوں آپ کو رُسوا کرنے نہیں آؤں گا۔

امیر المومنین: ابو عامر کے ہمراہ بصرہ کے اس ویرانے میں آئے جہاں ان کا سولہ سالہ نوجوان شہزادہ آسودۂ خاک تھا۔ قبر کو دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے اور ہوش میں آئے تو حسرت و غم کے اشعار زبان پر جاری تھے۔

اسی شب کی بات ہے ابو عامر اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر سوئے تو انھوں نے خواب دیکھا کہ ایک نور کا قبہ ہے جس کے اوپر نورانی ابر چھایا ہوا ہے، ناگاہ وہ چادرِ ابر شق ہوئی اور اس میں سے وہی شہزادہ یہ کہتا ہوا برآمد ہوا:

اے ابو عامر! رب تعالیٰ تمھیں جزائے خیر دے، تم نے واقعی میری وصیتوں کو نہایت خوبی سے پورا کیا۔

ابو عامر نے پوچھا: شہزادے! آپ پر کیا بیتی، اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھ کیا معاملہ رہا؟ اور آپ کا مقام کہاں ہے؟۔ جواب دیا: اپنے رحیم و کریم پروردگار کے قرب میں ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہے، کچھ بھی ناراض نہیں اور اس نے مجھے ایسی ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے وہم و گمان میں آئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بقسم فرمایا ہے کہ جو بندہ دنیا کی نجاستوں

سے تیری طرح نکل آئے گا تو اس کو ایسی ہی نعمتیں دوں گا جیسے تجھے دی ہیں۔(۱)

زخمی دل کا علاج

حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن علاء علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عامر واعظ بصری کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ایک مرتبہ میں مسجد نبوی کی نور بار فضاؤں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک سیاہ فام غلام آیا جس کے پاس ایک خط تھا، اس نے وہ خط مجھے دیا اور پڑھنے کو کہا: میں نے خط کھولا تو اس میں یہ مضمون تحریر تھا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اے ابو عامر! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُمورِ آخرت میں غور و خوض کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ آپ کو لوگوں سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق بخشی اور خلوت نشینی کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا۔ اے ابو عامر! بے شک میں بھی آپ کے ان بھائیوں میں سے ہوں جو سفر آخرت کے مسافر ہیں۔

مجھے خبر ملی ہے کہ آپ مدینہ منورہ میں آئے ہوئے ہیں، مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی اور میں آپ کی زیارت کا متمنی ہوں اور مجھے آپ کی صحبت اختیار کرنے اور آپ کی گفتگو سننے کا اتنا شوق ہے کہ میرا رواں رواں آپ کے دیدار کی طلب میں تڑپ رہا ہے۔ آپ کو اس کریم ذات کا واسطہ جس نے آپ کو محبت کے جام پلائے مجھے اپنی قدم بوسی اور زیارت سے محروم نہ کیجیے گا۔ -والسلام-

حضرت ابو عامر کہتے ہیں: میں اسی وقت اس خط لانے والے غلام کے ساتھ اس کے آقا کے گھر کی طرف چل نکلا۔ ہم چلتے ہوئے ایک ویران جگہ پر پہنچے جہاں ایک خستہ حال ٹوٹا پھوٹا مکان تھا۔ غلام نے مجھے دروازے کے پاس کھڑا کیا اور کہا :

---

(۱) روض الریاحین: ۶۰ تا ۶۳ بحوالہ: بزم اولیا: ۱۲۳ تا ۱۲۹۔

آپ تھوڑی دیر یہاں انتظار فرمائیں، میں آپ کے لیے اجازت طلب کرتا ہوں؛ چنانچہ میں وہاں انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد غلام نے آ کر کہا: اندر تشریف لے چلیں۔

جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ کمرہ نہایت بوسیدہ اور خالی ہے، اس کا دروازہ کھجور کے تنے سے بنا ہوا ہے، اور ایک نہایت کمزور و نحیف شخص قبلہ رو بیٹھا ہوا ہے۔ چہرے پر خوف و کرب کے آثار نمایاں ہیں، اور اسے دیکھ کر مجھے اِحساس ہوا کہ یہ شدید کلفت و غم میں مبتلا ہے۔ کثرتِ گریہ و بکا کی وجہ سے اس کی آنکھیں بھی ضائع ہو چکی تھیں۔

میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اَندھا اور اَپاہج بھی ہے، نیز اسے مرضِ جذام بھی لاحق ہے۔ اس نے مجھ سے کہا: اے ابو عامر! اللہ آپ کے دل کو گناہوں کی بیماری سے حفاظت میں رکھے۔ میں ہمیشہ اس بات کا خواہش مند رہا ہوں کہ آپ کی صحبت اِختیار کروں اور آپ سے نصیحت آموز گفتگو سنوں۔

اے ابو عامر! مجھے ایک ایسا زخمِ دل لاحق ہے کہ تمام واعظین و ناصحین بھی اس کا علاج نہ کر سکے، اور اطبا بھی اس کے علاج سے عاجز ہیں۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ کی تجویز کردہ دوا اور مرہم زخموں کے لیے بیحد سودمند ہوتا ہے۔ تو برائے کرم میرے زخمی دل کا علاج فرمائیں، اگرچہ دوا کتنی ہی تلخ و ناگوار کیوں نہ ہو، میں شفا کی اُمید لگائے دوا کی تلخی و ناگواری برداشت کر لوں گا۔

حضرت ابو عامر فرماتے ہیں: اس شخص کی یہ بات سن کر مجھ پر رعب طاری ہو گیا اس کی باتوں میں مجھے بڑی حقیقت نظر آئی۔ میں کافی دیر خاموش رہا اور غور و فکر کرتا رہا۔ پھر میں نے اس سے کہا: اگر تم اپنی بیماری کا علاج چاہتے ہو تو اپنی نظر کو عالم

ملکوت کی طرف پھیرو، اپنے کانوں کو اسی عالم کی طرف مشغول رکھو اور اپنے ایمان کی حقیقت کو جنت الماویٰ کی طرف منتقل کرلو۔ اگر ایسا کروگے تو رب کائنات نے اپنے مقرب بندوں کے لیے جو نعمتیں اور آسائشیں اس میں رکھی ہیں وہ تم پر منکشف ہوجائیں گی۔

اسی طرح پھر اپنی تمام تر توجہات جہنم کی طرف کرو اور اس میں غور و فکر کرو اور حقیقی نظر سے اس کو دیکھو تو تمہیں وہ تمام عذاب و مصائب نظر آجائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور نافرمانوں کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔ اگر اس طرح کروگے تو تمہیں دونوں چیزوں میں فرق معلوم ہوجائے گا اور یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ نیکوں اور بدوں کی موت برابر نہیں ہوتی!۔

حضرت ابو عامر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میری یہ بات سن کر وہ رونے لگے، اور سرد آہیں بھرنے لگے، اور ایک چیخ مار کر کہنے لگے: اے ابو عامر! اللہ کی قسم! تمہاری دوا نے فوراً میرے زخمی دل پر اَثر کیا۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ تمہارے پاس مجھے ضرور شفا نصیب ہوگی۔ رحیم و کریم پروردگار آپ کو خوش رکھے۔ مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے۔

چنانچہ میں نے ان سے کہا: اے مردِ صالح! اللہ رب العزت تجھے اس وقت بھی دیکھتا ہے جب تو تنہائی میں ہوتا ہے اور جب تو خلوت میں ہوتا ہے تو بھی وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔

یہ سن کر اس نے پہلے کی طرح پھر چیخ ماری اور کہا: وہ کون سی ہستی ہے جو میرے گناہوں کو معاف کرے، جو میرے غم و حزن کو دور کرے اور میری خطاؤں کو آبِ عفو سے دھل دے؟۔

اے میرے رحیم و کریم پروردگار! تیری ہی ذات ایسی ہے جو میری مددگار ہے، اور میں تجھی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اتنا کہنے کے

بعد وہ زمین پر گر پڑے، اوران کی روح، قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

حضرت ابو عامر بصری فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد ایک لڑکی وہاں آئی جس نے اُون کا کرتہ پہن رکھا تھا اور اُون ہی کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ اس کے ماتھے پر سجدوں کی کثرت کی وجہ سے نورانی نشانات بن چکے تھے، روزوں کی کثرت کی وجہ سے اُس کا رنگ زرد ہوگیا تھا، اور طویل قیام کی وجہ سے پاؤں سوجے ہوئے تھے۔

اس نے مجھ سے کہا: اے عارفین کے دلوں کو تقویت دینے والے، اور غمزدوں کی مصیبتیں حل کرنے والے! آپ نے جو کیا بہت اچھا کیا۔ انشاء اللہ آپ کا یہ عمل رائیگاں نہیں جائے گا۔

اے ابو عامر! یہ بزرگ میرے والد تھے، اور تقریباً بیس سال سے کوڑھ کی بیماری انھیں لاحق تھی۔ یہ ہر وقت نماز ہی میں مشغول رہتے؛ یہاں تک کہ یہ اَپاہج ہوگئے، رونے کی کثرت کی وجہ سے ان کی آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ اور یہ اللہ رب العزت سے امید رکھتے تھے کہ ایک نہ ایک روز آپ سے ضرور ملاقات ہوگی۔

ساتھ ہی وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے: میں ایک مرتبہ حضرت ابو عامر واعظ کی محفل میں حاضر ہوا تھا۔ ان کی پراَثر باتوں نے میرے مردہ دل کو زندہ کردیا اور مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کردیا، اگر دوبارہ کبھی میں اُن کی محفل میں چلا گیا یا ان کی باتیں سن لیں تو میں ان کی باتیں سن کر ہلاک ہوجاؤں گا۔

پھر وہ لڑکی کہنے لگی: اے ابو عامر! اللہ آپ کو جزاے خیر دے کہ آپ نے میرے والد کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو سکون و آرام مہیا کردیا۔

پھر وہ لڑکی اپنے باپ کے پاس آئی اور ان کی آنکھوں کو بوسہ دینے لگی اور روتے ہوئے کہنے لگی: اے وہ عظیم باپ! جس نے اللہ کے خوف سے رو رو کر اپنی

آنکھیں گنوادیں۔ اے میرے کریم باپ! آپ کوآپ کے رب کے عذاب کی وعیدوں نے ہلاک کردیا۔ آپ ہمیشہ اپنے رب کے خوف سے گریہ وزاری کرتے رہےاور دعاو استغفار میں مشغول رہے۔

میں نے اس سے پوچھا: اے نیک بندی! تو اتنا کیوں رو رہی ہے؟ اور اتنی غمزدہ کیوں ہورہی ہے، تمہارے والدگرامی تو اب دارالجزا میں جاچکے ہیں، اور وہ اپنے ہرعمل کا بدلہ دیکھ چکے ہوں گے۔ ان کے اعمال ان کے سامنے پیش کردیے جائیں گے، اگر ان کے اعمال اچھے تھے تو ان کے لیے خوشخبری ہے اور اگر اعمال نامقبول تھے تو یہ افسوسناک بات ہے۔

یہ سن کر اس لڑکی نے بھی اپنے باپ کی طرح چیخ مارا اور تڑپنے لگی اور اسی حالت میں اس کی روح بھی عالم بالا کی طرف پرواز کرگئی۔

پھر میں عصر کی نماز کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوا، اور میں نے نماز کے بعد ان دونوں باپ بیٹی کے لیے خوب رو رو کر دعا کی، پھر وہ غلام آیا اور اس نے اطلاع دی کہ ان دونوں کی تکفین ہوچکی ہے، آپ نمازِ جنازہ کے لیے تشریف لے چلیں۔

پھر ہم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور انھیں دفنا دیا گیا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا: یہ باپ بیٹی کون تھے؟۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت سیدنا حسن بن علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہیں۔

حضرت ابوعامر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مجھے کافی دنوں تک ان کی موت کا افسوس رہا، اور ہمیشہ میرے حاشیہ خیال پر ان کی یادوں کا جھونکا آتا رہا۔ پھر ایک رات میں نے ان دونوں باپ بیٹی کوخواب کے اندر اس حال میں دیکھا کہ انھوں نے سبز جنتی حلے زیب تن کیے ہوئے تھے۔ میں نے ان دیکھ کر کہا: مرحبا! تمہیں مبارک ہو، میں تو تم لوگوں کی وجہ سے بہت غمگین تھا، یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ اللہ کا

کیا معاملہ رہا؟۔انھوں نے کہا: ہمیں بخش دیا گیا اور ہمیں اللہ جل مجدہ کی بہت سی نعمتیں ملیں، اوران میں آپ بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں۔(۱)

بات ایک کم سن عارف کی

حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ جب سے حج بیت اللہ سے لوٹے تھے ان کا عالم ہی عجیب تھا، ملاقات کرنے والے ان کی قربت میں ایک کشش اور روحانی لذت پاتے تھے۔ خاص طور سے ان کے ہاتھوں کی خوشبو سے لوگ دیر تک محظوظ ہوتے رہتے تھے۔ وہ ایسی پاکیزہ، لطیف اور دلنواز خوشبو تھی جس کے نام اور ندرت سے عطار بھی ناواقف تھے۔

عطر گلاب، خس، کیوڑہ، اور مجموعہ ان کے ہاتھ کی خوشبو دریافت شدہ تمام عطریات سے ممتاز تھی، ہر مصافحہ کرنے والا ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر الگ کرتا تو اس جاں افروز خوشبو کو دیر تک محسوس کرتا۔ ایک روز لوگوں نے دریافت کیا کہ شیخ ابراہیم! آپ کے دست مبارک میں یہ غیر معمولی خوشبو کہاں سے آئی، اس کا راز کیا ہے؟۔

آپ نے فرمایا: ہوا یہ کہ سفر حج کے دوران وسطِ حجاز میں میں اپنے قافلہ سے بچھڑ گیا۔ میں سو رہا تھا، میری آنکھ جب کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ قافلہ جا چکا ہے۔ صحرائی علاقہ اور تیز لو کا موسم۔ گرم گرم ہوا چلنے لگی، میں وہاں تنہا سخت پریشان۔ نہ کوئی آبادی تھی، نہ اِنسان۔ لو کی تپش الگ جھلسا رہی تھی، اتنے میں مجھے ایک لڑکا نظر آیا، میں جلدی سے اس کی طرف لپکا یہ سوچ کر کہ کہیں یہ بھی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو جائے، وہ ایسا حسین تھا جیسے چودہویں کا چاند یا دوپہر کا دمکتا ہوا سورج۔ قریب جا کر میں نے اسے سلام کیا۔

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۱۱۶/۱ تا ۱۱۹......تفسیر روح البیان: ۲۷۹/۲۔

لڑکا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا ابراہیم۔

شیخ ابراہیم: سبحان اللہ! تم میرا نام بھی جانتے ہو، کوئی سابقہ دید وشنید تو مجھے معلوم نہیں، تم نے مجھے پہچانا کیسے؟۔

لڑکا: اے شیخ! میں نے جب سے پہچانا بھولا نہیں، اور جب سے ملا جدا نہیں ہوا۔

شیخ ابراہیم: تم اِس شدید گرمی کے موسم میں بیابان کے اندر کیسے قیام پذیر ہو؟

لڑکا: میں نے اس کے علاوہ کسی سے دوستی نہیں کی، اور نہ کسی کی رفاقت اِختیار کی اور سب سے کٹ کر اُسی کی طرف جا رہا ہوں۔ بس اُسی کے معبود ہونے کا اِقرار ہے۔

شیخ ابراہیم: کہاں سے کھاتے پیتے ہو؟۔

لڑکا: میرا محبوب میرا ضامن ہے۔

شیخ ابراہیم: بخدا مجھے اس تیز لو، اور شدت گرمی کے باعث تیری جان کے تلف ہونے کا خوف ہے۔

لڑکا یہ بات سن کر رونے لگا اور کچھ اَشعار پڑھنے لگا، جن کا منظوم مفہوم یہ ہے:

مجھ کو ناصح نہ ڈرا راہ کی کٹھنائی سے
میں ہوں بے خوف مجھے یار کے گھر جانا ہے

عشق تڑپاتا ہے شوق حوصلہ اُکساتا ہے
دوست اللہ کا انسانوں سے بیگانہ ہے

بھوک لگتی ہے تو کر لیتا ہوں اس سے سیری
'ذِکر' پانی ہے مرا، 'شکر' مرا دانہ ہے

دہر میں کچھ بھی نہیں اُس کی عنایت کے سوا
وہی ساقی وہی ساغر وہی میخانہ ہے

قوتِ عشق مری دیکھ! مرا جسم نہ دیکھ
ناصحا! لگتا ہے تو عشق سے بیگانہ ہے

عشق ہی کوہ کن و عشق ہی طوفاں بردار
عشق سے شوق بکف دشت ہے ویرانہ ہے

بے پر و بال اُڑا کر مجھے لے جائے گا
جس کو میں جان گیا جس نے مجھے جانا ہے

شیخ ابراہیم: میں تجھے خدائے ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں مجھے اپنی عمر صحیح صحیح بتا۔

لڑکا: بخدا میری عمر بارہ سال ہے، بھلا آپ میری عمر کیوں دریافت کر رہے ہیں۔

شیخ ابراہیم: تیری باتوں نے مجھے ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے!۔

لڑکا: اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر و اِحسان ہے کہ اس نے مجھے بہت سے ایمان والوں پر فضیلت بخشی۔

شیخ ابراہیم کہتے ہیں میں اس بارہ سالہ عارفِ ربانی کی شیریں کلامی میں کھو گیا اور رب تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے لگا جس نے اس کمسنی میں پھول جیسے لڑکے کے دل کو اپنی محبت اور عرفان کا گہوارہ بنا دیا۔ مناجات سن کر لڑکے نے چند ثانیے کے لیے اپنا سر جھکایا پھر سر اُٹھا کر مجھے تیکھی نظروں سے دیکھا اور گویا ہوا:

اے شیخ! حقیقتاً جدا وہ ہے جسے دوست ترک کر دے، اور واصل وہ ہے جو اس کا اطاعت گزار رہے؛ مگر آپ تو صرف قافلہ حجاج سے جدا ہوئے ہیں۔

شیخ ابراہیم: صاحبزادہ تو نے بالکل سچ کہا۔ میں ایسا ہی ہوں، میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر دعا کرنے کی درخواست کرتا ہوں تا کہ میں اپنے قافلہ سے جا ملوں۔

لڑکے نے آسمان کی جانب نگاہ اُٹھا کر زیر لب کچھ پڑھا (شیخ ابراہیم کہتے

ہیں) اس وقت مجھ پر غنودگی طاری ہوئی، ہوش اس وقت آیا جب میرے قافلہ کے ساتھی نے مجھے مخاطب کر کے کہا: شیخ ابراہیم! سواری پر سنبھل کر بیٹھو کہیں گر نہ جانا مجھے معلوم نہیں وہ لڑکا آسمان کی جانب پرواز کر گیا یا کہاں چلا گیا؛ مگر میں اپنے قافلے میں پہنچ چکا تھا، یہ سب کیسے ہوا خود میرے لیے باعث تعجب ہے!۔

ہمارا قافلہ مکہ معظّمہ میں داخل ہوا تو ایک دن خانہ کعبہ کے قریب میری نگاہ ایک لڑکے پر پڑی جو دیوانہ وار طوفِ حرم کر رہا تھا اور غلافِ بیت اللہ شریف سے لپٹ کر رو رہا تھا، میں نے پہچان لیا یہ وہی لڑکا ہے، میرے قریب پہنچتے پہنچتے اس نے غلاف کعبہ کو چھوڑ کر سر سجدہ میں رکھ دیا۔ میں نے اس کے سر اٹھانے کا انتظار کیا؛ مگر اس نے سر نہیں اٹھایا، بہت دیر بعد میں نے اس کے بدن کو جنبش دی تو وہ بے جان تھا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں لڑکے کا جنازہ وہیں چھوڑ کر اپنی قیام گاہ گیا، کفن دفن کا انتظام کرنے کے لیے کچھ کپڑے وغیرہ لیے اور واپس حرم شریف میں آیا تو وہاں اسے نہیں پایا۔ لوگوں سے دریافت کیا تو انھوں نے بھی کوئی خبر نہیں دی گویا میرے سوا کسی نے اس لڑکے کو زندہ یا مردہ دیکھا ہی نہیں، اور مصلحت خداوندی کے تحت اس کے اَحوال لوگوں سے پوشیدہ رہے مجھے اس واقعہ نے بہت فکر مند کر دیا۔

اسی رات کی بات ہے کہ میں نے خواب میں لڑکے کو دیکھا جو ایک عظیم جلوس کے آگے آگے چل رہا ہے۔ ایک نورانی بیش قیمت عبا زیب تن کیے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا کیا میں وہی نہیں جس کی تم سے ملاقات ہوئی تھی؟۔

لڑکا: آپ بے شک وہی ہیں!۔

شیخ ابراہیم: کیا تمہارا اِنتقال نہیں ہو چکا؟۔

لڑکا: بے شک میں وفات پا چکا ہوں۔

شیخ ابراہیم: تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے کفن دفن اور نمازِ جنازہ کی فکر میں میں کتنا پریشان ہوا؟۔

لڑکا: شیخ ابراہیم! میری تجہیز و تکفین اس ذات نے کی جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا، اپنی محبت کا شیدا بنایا۔ مجھے میرے گھر والوں سے الگ کر کے مسافرت بخشی۔ تو میری تمام حاجتوں کا تا حیات وہی کفیل رہا۔

شیخ ابراہیم: اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ رب تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟۔

لڑکا: مجھے اپنے حضور کھڑا کیا، اور پوچھا: تیری مراد کیا ہے؟۔ میں نے عرض کیا مولا! تو ہی میری منزل اور تو ہی میرا مقصود ہے۔ تیرے سوا میری اور کوئی مراد نہیں، ارشاد فرمایا: تو میرا مخلص بندہ ہے۔ تیرا اِنعام یہ ہے کہ جس کا تو طالب ہے وہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہے۔ میں نے عرض کیا: میرے اہلِ زمانہ کے حق میں میری سفارش قبول کر، رب تعالیٰ نے میری یہ اِلتجا قبول فرمائی۔

شیخ ابراہیم فرماتے ہیں: اسی عالمِ خواب میں لڑکے نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں جب نیند سے بیدار ہوا تو میرے ہاتھوں میں اس عارف کامل لڑکے سے مصافحہ کی یہ برکت باقی رہ گئی کہ ان سے دلنواز خوشبو نکلتی ہے۔

امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد یمنی یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابراہیم کے ہاتھوں میں وہ خوشبو تا حیات باقی رہی اور ان سے مصافحہ کرنے والے کمسن عارف کے فیضانِ عشق سے متمتع ہوتے رہے۔(۱)

---

(۱) روض الریاحین: ۱۰۷ تا ۱۱۰ بحوالہ بزم اولیاء: ۱۸۲ تا ۱۸۶۔

کاشانۂ فرحت و سرور

اپنے زمانے کے بہت ہی متقی وصالح بزرگ حضرت سالم بن زرعہ بن حماد ابومرضی سے منقول ہے: ہم جس علاقے میں رہتے تھے، وہاں کا پانی تقریباً ساٹھ سال سے نمکین تھا۔ وہاں سے گزرنے والی نہر کا پانی بھی انتہائی کڑوا تھا۔ نہر کے قریب ہی ایک عبادت گزار نوجوان رہتا تھا۔ اس کے گھر میں نہ تو کوئی پانی کی ٹنکی وغیرہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسا بڑا برتن جس میں پانی رکھا جاسکے۔

ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن رمضان کے مہینے میں اِفطار کے وقت میں نے اس نوجوان کو نہر کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں بھی اس نوجوان کے ساتھ ہولیا۔ اس نے نماز کے لیے وضو کیا، پھر اس طرح اِلتجا کی: اے میرے پاک پروردگار! کیا تو میرے اَعمال سے خوش ہے کہ میں تجھ سے سوال کروں؟ اے میرے مولا! گرم اور کھولتا ہوا پانی اس کے لیے ہوگا جس نے تیری نافرمانی کی ہوگی۔ اگر مجھے تیرے غضب کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی بھی اِفطار نہ کرتا، بے شک پیاس کی شدت نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے۔

یہ دعا کرنے کے بعد اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر نہر سے خوب سیر ہوکر پانی پیا۔ میں حیران تھا کہ یہ اس کڑوے پانی پر کس طرح صبر کررہا ہے!۔ جب وہ وہاں سے چلا گیا تو میں نے بھی اسی جگہ سے پانی پیا، میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیوں کہ وہاں کا پانی اِنتہائی لذیذ اور شکر کی طرح میٹھا تھا۔ میں نے خوب جم کر پیا یہاں تک کہ سیر ہوگیا۔

حضرت ابومرضی فرماتے ہیں کہ پھر اس نوجوان نے مجھ سے کہا: آج رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا تھا: ’’ہم تیرے گھر کی تعمیر سے فارغ ہوچکے

ہیں، وہ گھر ایسا خوبصورت ہے کہ اسے دیکھ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، اب ہم نے اس کی آرائش کا حکم دے دیا ہے، ایک ہفتے بعد مکمل تیار ہو جائے گا، اس کا نام 'سرور' ہے، تجھے اچھائی و بھلائی کی خوش خبری ہو'۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

حضرت ابو مرضی فرماتے ہیں کہ اس نوجوان کا یہ خواب سن کر میں واپس آ گیا۔ ساتویں دن جمعہ تھا، نوجوان نمازِ فجر کے لیے وضو کرنے نہر پر گیا، اس کا پاؤں پھسلا تو نہر میں ڈوب گیا، ہم نے اسے نکالا تو اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ فجر کی نماز کے بعد ہم نے اسے دفنا دیا۔ تین دن بعد میں نے اسے خواب میں ایک پُل کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ اس نے بہترین سبز لباس زیب تن کر رکھا تھا، اور بلند آواز سے 'اللہ اکبر، اللہ اکبر' کہہ رہا تھا۔

میرے پوچھنے پر کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا: اے ابو مرضی! میرے رحیم وکریم پروردگار نے 'دار السرور' میں میری مہمانی فرمائی اور مجھے وہ بہترین گھر بھی عطا فرما دیا۔ تم جانتے ہو اس میں میرے لیے کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟، میں نے کہا: نہیں، ذرا وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کرو۔

وہ نوجوان کہنے لگا: اللہ آپ کا بھلا کرے! تعریف کرنے والوں کی زبانیں اس سے عاجز ہیں کہ وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کریں۔ اگر آپ کو وہاں کی نعمتیں چاہئیں تو آپ بھی میری طرح عبادت و ریاضت میں جٹ جائیں۔ اے کاش! میرے گھر والے جانتے کہ ان کے لیے میرے ساتھ کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟ یہاں پر ایسے خوبصورت ومزین گھر ہیں کہ ان کے دل جن چیزوں کی خواہش کریں گے وہ تمام اَشیا وہاں موجود ہوں گی، اور ان شاء اللہ آپ بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ اس کے بعد پھر اَچانک میری آنکھ کھل گئی۔(۱)

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۲/ ۲۳۰ تا ۲۳۱۔

قربان میں تیری بخشش کے!

شہر ترمذ میں اخطی نامی ایک امیر تھا جس کا ظلم وستم شہرۂ آفاق تھا۔ ہمیشہ خلق خدا کو تکلیف واَذیت پہنچایا کرتا تھا، پھر اسی عالم میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت کے مشہور محدث بزرگ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی (م۲۵۵ھ) نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ باغِ بہشت میں سیر کررہا ہے۔ یہ دیکھ کر آپ کو بہت تعجب ہوا کہ ایسے شخص کا بہشت میں جانا ایسا ہی ہے جیسے ابلیس کو بہشت نصیب ہوجانا۔

پوچھا کہ اے اخطی! ظلم وجور کی اس فروانی کے باوجود تجھ کو آخر رہائی کیسے نصیب ہوئی اور یہ بلند مقام تجھے کیسے میسر آیا؟۔

کہنے لگا کہ اپنا حال کیا بیان کروں، مرنے کے وقت نہایت مضطرب اور ناامید تھا کہ سوائے فسق وفجور اور ظلم وجور کے میرے دامن میں کوئی عمل صالح نہیں ہے، دیکھئے کیا گزرتی ہے۔ جب قبر میں رکھا گیا تو نہ پوچھئے کہ اس وقت کن عذابات سے دوچار ہوا۔ پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک آواز آئی کہ اس بندے کو عذاب سے رہا کردو۔

میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: مولا! میرا کوئی عمل ایسا تو نہ تھا جو میری مغفرت کا باعث بن پاتا، آخر تو نے کس عمل کے باعث میری بخشش فرمائی؟۔

آواز آئی کہ یاد کر تو ایک رات بازار کی طرف سے ایک مدرسے سے گزرا جہاں ایک طالب کو اپنا سبق یاد کرنا تھا؛ مگر چراغ میں تیل نہ ہونے کی وجہ سے وہ رنج وغم کی تصویر بنا بیٹھا تھا۔ جس وقت تیری سواری گزری تو مشعل کی روشنی میں کتاب دیکھ کر اس نے اپنا سبق یاد کرلیا اور وہ نہایت خوش ہوا۔ بس اسی ایک عمل کی بنیاد پر تجھے بخش دیا گیا ہے۔(۱)

---

(۱) مقاصد الصالحین:۲۶۔

میرے مولا! میں حاضر ہوں

کسی مردِ صالح کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں جب صحت مند ہوتا ہوں تیری نافرمانی کرتا ہوں۔ اور جب کمزور ہوتا ہوں تو تیری تابعداری میں لگ جاتا ہوں۔ یوں ہی طاقت کے زعم میں تجھے ناراض کر بیٹھتا ہوں اور ناتوانی کے عالم میں تیری فرماں برداری کرنے لگتا ہوں۔ ہائے میری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ کاش! میں جان سکوں کہ تو میری ندامت قبول کرلے گا یا مجھے میرے جرم کی وجہ سے دُھتکار دے گا۔

یہ کہنے کے بعد وہ غش کھا کر زمین پر گر پڑے جس سے آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی۔ ان کی والدہ ان کے پاس آئیں، پیار سے ان کے ماتھے کو بوسہ دیا اور روتے ہوئے ان کی پیشانی صاف کی، پھر کہنے لگیں: اے دنیا میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک، اور آخرت میں میرے کلیجے کا چین، اپنی رونے والی بوڑھی ماں سے کلام کر اور شکستہ دل ماں کی بات کا جواب دے۔ جب انھیں کچھ اِفاقہ ہوا تو انھوں نے اپنا دل تھام لیا؛ مگر روح، جسم میں بے چین ہونے لگی اور آنسو رخساروں سے ہوتے ہوئے ان کی داڑھی کو نم کر گئے۔ انھوں نے اپنی ماں سے کہا: پیاری ماں! یہ وہی ہولناک دن ہے جس سے آپ مجھے ڈرایا کرتی تھیں۔

ہائے! ضائع ہو جانے والے دنوں پر اَفسوس۔ اور ان لمبے دنوں پر حسرت! جن میں میں کوئی بلندی نہ پا سکا۔ اے ماں! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے طویل مدت کے لیے جہنم میں نہ ڈال دیا جائے۔ ہائے وہ وقت کتنا غمناک ہوگا اگر مجھے سر کے بل جہنم میں پھینک دیا گیا، اور وہ عالم کتنے افسوس کا ہوگا اگر جہنم میں میرے جسم کو تپایا گیا۔ اے میری ماں! میں جیسا کہوں تم ویسے ہی کرنا۔

ماں نے کہا: بیٹے! میری جان تجھ پر قربان، یہ بتا تو چاہتا کیا ہے؟۔ بیٹے نے کہا:

میرا رخسار مٹی پر رکھ دیجیے اور اسے اپنے پاؤں سے روندیے؛ تاکہ میں دنیا ہی میں ذلت کا مزا چکھ لوں، اور اپنے آقا و مولا کی بارگاہ میں لذت و سرور پاؤں۔ اور ممکن ہے اس کے باعث وہ رحم فرما کر مجھے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے نجات دے دے۔

ان کی والدہ کہتی ہیں کہ میں دل کڑا کر کے اُٹھی اور اپنے بیٹے کے رخسار کو مٹی سے لتھڑ دیا، اس وقت اس کی آنکھوں سے پرنالے کی طرح آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر میں نے اس کے رخسار کو اپنے قدموں سے روندا تو وہ کمزور آواز سے کہنے لگا: گنہ گار اور نافرمان کی سزا یہی ہے۔ خطا کار اور بدکار کا بدلہ یہی ہے۔ اپنے مولا کے در پر کھڑا نہ ہونے والے کا صلہ یہی ہے، اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنے والے کی جزا یہی ہے۔ پھر وہ قبلہ کی طرف رخ کر کے کہنے لگا :

لبیک ! لبیک ! لا إلٰـه إلا أنـت سبـحـنـك إني كنت من الظالمين.

یعنی میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ اور (اپنے اوپر) ظلم وزیادتی میں نے ہی کی ہے۔

پھر اسی حالت میں اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ان کی والدہ فرماتی ہیں کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا تو اس کا چہرہ بادلوں میں گھرے ہوئے چاند کی طرح دمک رہا تھا۔ میں نے پوچھا: بیٹا! تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا: اس نے میرے درجات بلند فرما کر مجھے خاتم پیغمبراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں جگہ عطا فرما دی ہے۔

میں نے پوچھا: بیٹا! میں نے تیری وفات کے وقت تجھ سے جو کچھ سنا تھا وہ کیا تھا؟، کہنے لگا: امی جان! ہاتف غیب سے مجھے آواز آئی کہ اے عمران! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کر لو تو میں نے اس دعوت پر لبیک کہا تھا۔(۱)

---

(۱) بحر الدموع ابن الجوزی مترجم:۲۰۔

خوفِ خدا' باعثِ نجات

مشہور زاہد و واعظ حضرت محمد بن صبیح ابن سماک (م۱۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے ایک مجلس میں تقریر کی۔ تقریر کے دوران ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے ابوالعباس! آج آپ نے اپنی تقریر میں ایک جملہ کہا ہے، ہمارے لیے صرف وہ ایک جملہ ہی کافی ہے، اگر آپ اس کے علاوہ کچھ نہ کہتے تو ہمیں کچھ پروا نہ ہوتی!۔

میں نے اس سے دریافت کیا وہ جملہ کیا ہے؟ اس نوجوان نے کہا کہ آپ نے یہ کہا ہے کہ خائفین کے دلوں کو دوخلود (ہمیشہ رہنے) نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے، اور وہ دوخلود یہ ہیں: جنت میں ہمیشہ رہنا ہے یا جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ بات کہہ کر وہ نوجوان رخصت ہو گیا۔ اگلی مرتبہ جب میں نے تقریر کی تو وہ نوجوان وہاں موجود نہ تھا۔ میں نے حاضرین سے اس کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ بیمار ہے۔ میں یہ سن کر اس کی عیادت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے پاس پہنچ کر میں نے پوچھا: جوان! یہ تمہارا کیا حال ہو گیا ہے؟ وہ کہنے لگا: اے ابوالعباس! آپ نے اس دن دوزخ میں یا جنت میں ہمیشہ رہنے کی بات کہی تھی آپ کے اس جملے نے میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں۔ پھر چند روز بعد معلوم ہوا کہ اس نوجوان کا اِنتقال ہو گیا ہے۔

ایک رات میں نے خواب میں اسے دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟، اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی ہے، اور مجھ پر خاص کرم فرماتے ہوئے مجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

میں نے پوچھا: تم پر اللہ کی یہ نوازش کیوں ہوئی؟ اس نے جواب دیا: بس اسی جملے سے متأثر ہونے کی وجہ سے جو آپ نے کہا تھا۔(۱)

(۱) احیاء علوم الدین:۱۸۷/۴۔

بارگاہِ خداوندی میں عذرخواہی

حضرت علی بن یحییٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ عرصہ شہر عسقلان کے ایک ایسے بزرگ کی صحبت میں گزارا جو بہت زیادہ روتے تھے، ہمہ وقت ان کی پلکیں نم رہتیں، عبادتِ الٰہی کا ان پر جنون سوار رہتا۔ ان کی راتیں تہجد میں بیت جاتیں اور دن اعمالِ خیر میں گزر جاتا۔ میں انھیں اکثر دعاؤں میں (اپنی عبادتوں میں کوتاہی ہوجانے پر) عذر پیش کرتے اور استغفار کرتے سنتا تھا۔ ایک دن وہ کوہِ لکام کی ایک غار میں داخل ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ اس پہاڑ کے باشندے اور وابستگانِ خانقاہ ان کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ان سے دعائیں کروانے لگے۔

صبح کے وقت جب انھوں نے اس غار سے واپسی کا اِرادہ کیا۔ تو ان لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا: حضور! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ تو انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عذر پیش کیا کرو؛ کیوں کہ اگر خداوند قدوس نے تمہارا عذر قبول فرمالیا تو پھر مغفرت کا حصول تمہارے لیے بہت آسان ہوجائے گا، اور جنت کے اعلیٰ درجات تمہاری نشست گاہ ہوں گے جہاں تو اپنی خواہش تمنا کے مطابق رہ سکے گا۔

پھر وہ رونے لگے اور ایک چیخ مار کر وہاں سے نکل آئے۔ کچھ دن انھوں نے یوں ہی زندگی بسر کی، اور پھر ان کا انتقال ہوگیا۔ ایک رات میں نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟۔

کہنے لگے: میرا مالک ومولا اس بات سے پاک ہے کہ کوئی گنہگار اس کی بارگاہ میں عذر پیش کرکے مغفرت چاہے اور وہ اسے نامراد لوٹا دے اور اس کا عذر قبول نہ فرمائے۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرا عذر قبول فرمالیا، میرے گناہ بخش دیے اور لکام پہاڑ والوں کے حق میں میری سفارش قبول فرمالی۔(۱)

(۱) بحرالدموع ابن الجوزی مترجم: ۲۶/۳۔

بیٹے کبھی غیبت نہ کرنا!

فقیہ ابوالحسن علی بن فرحون قرطبی علیہ الرحمہ اپنی مشہور کتاب 'الزاہر' میں فرماتے ہیں کہ میرے ایک بڑے شفیق چچا تھے جن کا ۵۵۵ ہجری میں شہر فاس کے اندر انتقال ہوگیا تھا۔

میں نے ایک شب انھیں خواب میں دیکھا کہ وہ میرے گھر تشریف لے آئے ہیں۔ میں ان کی تعظیم میں کھڑا ہوگیا، اور دروازے کے قریب لپک کر بصد اکرام ان سے ملا، انھیں سلام کیا اور وہ گھر میں داخل ہوگئے پھر ان کے پیچھے پیچھے میں گھر میں داخل ہوا۔

جب وہ کمرے کے اندر تشریف لائے تو ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ ان کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر میں نے ان سے پوچھا: چچا جان! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا اور آپ کے رب سے آپ کو کیا کچھ ملا؟۔

کہنے لگے: بیٹا! ایک مہربان سے مہربانی کے سوا اور کیا ملتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے غیبت کے علاوہ ہر چیز میں مجھ پر نرمی فرمائی۔ جب سے میں نے دنیا چھوڑی ہے، اب تک غیبت کی وجہ سے قید میں ہوں۔ اب تک میرا یہ گناہ معاف نہیں ہوا۔

اس لیے میری تمھیں نصیحت یہی ہے کہ غیبت اور چغل خوری سے بہر حال بچتے رہنا؛ کیوں کہ میں نے برزخ میں ہی غیبت سے زیادہ کسی چیز پر مواخذہ و پکڑ ہوتے نہیں دیکھا۔

اتنا کہہ کر وہ مجھ سے رخصت ہوگئے۔(۱)

(۱) بحرالدموع ابن الجوزی مترجم: ۲۵/۴۔

چند کلمات نجات کا سبب بن گئے

حضرت ابونصر حنف وزان سے روایت ہے کہ کسی شخص نے یوسف بن حسین رازی صوفی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے میری مغفرت فرما دی ہے۔ میں نے پوچھا: کس عمل کی وجہ سے؟، تو انھوں نے فرمایا: ان چند کلمات کے سبب جو میں نے بوقت موت پڑھے تھے اور وہ یہ ہیں :

'اے پروردگار! میں لوگوں کو نصیحت کرتا تھا لیکن خود عمل نہ کرتا تھا سو میرے عمل کی کوتاہی کو میرے قول کی اچھائی کی وجہ سے معاف فرما دے'۔(۱)

بدنگاہی کی تباہ کاریاں

حضرت ابوبکر کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کسی دوست کو پس پردۂ خواب دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھ کیا معاملہ رہا؟۔ کہا: مجھ پر میرے گناہ پیش کیے گئے اور پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے ایسا ایسا کیا ہے؟۔ میں نے کہا: ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا تم نے ایسا ایسا کیا ہے؟۔ میں نے کہا: ہاں۔ کہتے ہیں کہ پھر پوچھا گیا: کیا تم نے یہ یہ بھی کیا ہے؟۔ تو مجھے اس کا اقرار کرتے ہوئے شرم دامن گیر ہوئی۔

میں نے پوچھا: یہ تو بتائیں کہ وہ گناہ تھا کیا کہ جس کا اقرار باعثِ عار تھا۔ انھوں نے کہا کہ ایک دن ایسا ہوا کہ میرے سامنے سے حسن و جمال میں ڈوبا ہوا ایک بچہ گزرا جس پر میری نگاہیں گڑی کی گڑی رہ گئیں، تو اس کی پاداش میں مجھے

(۱) ابن عساکر بحوالہ شرح الصدور مترجم: ۴۶۲۔

ستر سال تک اللہ کے حضور عرق ریزاں کھڑے رہنا پڑا؛ مگر پھر اس کی رحمت نے دستگیری کی اور آخر کار میں بخشا گیا۔(۱)

فرحتِ میلاد النبی کے فوائد

جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے خوش خبری دیتے ہوئے کہا کہ مبارک ہو تیرے گھر بھتیجا آیا ہوا ہے۔ ابولہب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں انگلی کے اِشارے سے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

جب ابولہب مر گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اپنی شقاوتِ اَزلی کی وجہ سے دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں؛ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کی رات عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے، اور جن انگلیوں سے میں نے اِشارہ کر کے اپنی لونڈی کو آزاد کیا تھا، ان کے درمیان سے پانی رستا ہے جسے چوس کر میں سکون پاتا ہوں۔(۲)

---

(۱) الروض الفائق فی المواعظ والرقائق: ۱۶۵۔

(۲) صحیح بخاری: ۴۹/۱۶ حدیث: ۴۷۱۱...... سنن کبریٰ بیہقی: ۱۶۲/۷...... مصنف عبد الرزاق: ۴۷۸/۷ حدیث: ۱۷۹۵۷...... دلائل النبوۃ: ۶۳/۱...... حدیث: ۵۱...... شعب الایمان بیہقی: ۳۰۶/۱ حدیث: ۲۸۰...... مستخرج ابوعوانہ: ۱۵۰/۹ حدیث: ۳۵۶۹...... البعث والنشور: ۱۸/۱ حدیث: ۱۶...... السنۃ محمد بن نصر مروزی: ۲۵۶/۱ حدیث: ۲۵۲...... سنن صغیر بیہقی: ۳۱۷/۵ حدیث: ۱۹۱۵...... کنز العمال: ۲۸۳/۶ حدیث: ۱۵۷۲۵...... نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ: ۴۹۵/۵...... موسوعۃ اطراف الحدیث: ۱۷۶۶۵/۱ حدیث: ۱۶۵۸۵...... موسوعۃ التخریج: ۱۲۸۳۲/۱...... السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۲۲۴/۱...... سبل الہدیٰ والرشاد: ۳۷۶/۱...... الروض الانف: ۹۶/۳...... الخصائص الکبریٰ: ۳۵۱/۱...... صفۃ الصفوۃ: ۹/۱...... العاقبۃ فی ذکر الموت: ۲۳۲/۱...... طبقات ابن سعد: ۱۰۸/۱...... تاریخ دمشق: ۱۷۱/۶۷۔

محبوب سے ملاقات کا وقت

حضرت عبد الملک بن عمیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ربعی بن خراش (م۱۰۴ھ) نے بتایا کہ ہم تین بھائی تھے، اور ہم میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور سب سے زیادہ روزے رکھنے والا ہمارا منجھلا بھائی تھا۔ایک مرتبہ میں اپنے دونوں بھائیوں کو چھوڑ کر ایک جنگل کی طرف نکل گیا۔ جب واپس گھر پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ میرا وہی عبادت گزار بھائی مرض الموت میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی کچھ دیر قبل اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

لوگوں نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ میں اس کے لیے کفن لینے چلا گیا۔ جب کفن لے کر آیا تو یکا یک میرے اس مردہ بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹ گیا۔اس نے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ میں نے بڑی حیرانگی کے عالم میں جواب دیا اور اس سے پوچھا: میرے بھائی! کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا؟۔اس نے کہا: جی ہاں!۔الحمد للہ! میں دوبارہ زندہ ہو چکا ہوں اور تم سے جدا ہونے کے بعد میں اپنے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میرا رب مجھ سے بہت خوش ہے، اور وہ پاک پروردگار مجھ سے ناراض نہیں۔

اس نے مجھے سبز رنگ کے ریشمی حلے عطا فرمائے اور میں نے اپنا معاملہ تمہارے معاملے سے بہت آسان پایا؛ لہٰذا تم نیک اعمال کی طرف خوب رغبت کرو اور سستی بالکل نہ کرو، اور (موت) سے کبھی بے خبر نہ رہنا۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد الحمد للہ! میری ملاقات، میری چاہتوں کے محور محبوبِ داور سید وسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی۔ انھوں نے کرم فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا: جب تک تم نہیں آؤ گے میں تمہاری (قبر) سے نہیں جاؤں گا؛ لہٰذا تم میری تجہیز وتکفین میں جلدی کرو،

ایک ذرا تاخیر نہ کرو؛ کیوں کہ قبر میں میری ملاقات مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونے والی ہے۔

پھر اس کی آنکھیں بند ہوگئیں اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے بدن سے نکلی جیسے کوئی کنکر جب پانی میں ڈالا جاتا ہے تو آسانی کے ساتھ تہ میں اُتر جاتا ہے۔

جب یہ واقعہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا: ہم یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ اس اُمت میں ایک شخص ایسا ہوگا جو مرنے کے بعد بات کرے گا۔

حضرت ربعی بن خراش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرا وہ بھائی سخت سردی کی راتوں میں بہت زیادہ قیام کرتا اور سخت گرمی کے دنوں میں ہم سے زیادہ روزے رکھا کرتا تھا۔(۱)

صبر وشکر سے لبریز زبان

حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو اَوزاعی علیہ الرحمہ (م۱۵۷ھ) فرماتے ہیں: مجھے ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں اولیاے کرام کی تلاش میں ہر وقت سرگرداں رہتا اور ان کی قیام گاہوں کو ڈھونڈنے کے لیے صحراؤں، پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرا کرتا؛ تاکہ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوسکوں۔

ایک مرتبہ اسی مقصد کے لیے مصر کی طرف روانہ ہوا، جب میں مصر کے قریب پہنچا تو ویران سی جگہ میں ایک خیمہ دیکھا، جس میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں (جذام کی) بیماری کی وجہ سے ضائع ہوچکی تھیں؛ لیکن اس

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم:۱/۱۵۳،۱۵۴......الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:۱/۱۶۳۔

حالت میں بھی وہ مردِ عظیم ان الفاظ کے ساتھ اپنے رب کی حمد وثنا کر رہا تھا :

اے میرے پروردگار! میں تیری وہ حمد کرتا ہوں جو تیری تمام مخلوق کی حمد کے برابر ہو۔اے میرے مالک ومولا! بے شک تو تمام مخلوق کا خالق ہے اور تو سب پر فضیلت رکھتا ہے، میں اس انعام پر تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے مجھے اپنی مخلوق میں کئی لوگوں سے افضل بنایا۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس شخص کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا: خدا کی قسم! میں اس شخص سے یہ ضرور پوچھوں گا کہ کیا حمد کے یہ پاکیزہ کلمات تمہیں سکھائے گئے ہیں یا تمہیں الہام ہوئے ہیں؟۔ چنانچہ اسی اِرادے سے میں اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا، اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: اے مردِ صالح! میں تم سے ایک چیز سے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم جواب دو گے؟۔ وہ کہنے لگا: اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ ضرور جواب دوں گا۔

میں نے کہا: وہ کون سی نعمت ہے جس پر تم اللہ کی حمد کر رہے ہو اور وہ کون سی فضیلت ہے جس پر تم شکر اَدا کر رہے ہو؟۔ وہ شخص کہنے لگا: کیا تو دیکھتا نہیں کہ میرے رب نے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟۔ میں نے کہا: کیوں نہیں، میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔ پھر وہ کہنے لگا: دیکھو! اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہتا تو مجھ پر آسمان سے آگ برسا دیتا جو مجھے جلا کر راکھ بنا دیتی۔ اگر وہ پروردگار چاہتا تو پہاڑوں کو حکم دیتا اور وہ مجھے تباہ وبرباد کر ڈالتے۔ اگر اللہ چاہتا تو سمندر کو حکم فرماتا جو مجھے غرق کر دیتا یا پھر زمین کو حکم فرماتا تو وہ مجھے اپنے اندر دھنسا دیتی لیکن دیکھو کہ پروردگارِ عالم نے مجھے ان تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھا، پھر میں اپنے رب کا شکر کیوں نہ اَدا کروں، اس کی حمد وثنا کیوں نہ کروں، اور اس پاک پروردگار سے ٹوٹ کر محبت کیوں نہ کروں!۔

پھر وہ مجھ سے کہنے لگا: مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر کر دو گے تو تمہارا اِحسان

ہوگا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا: میرا ایک بیٹا ہے جو نماز کے اَوقات میں آتا ہے اور میری ضروریات پوری کرتا ہے اوراسی طرح اِفطاری کے وقت بھی آتا ہے لیکن کل سے وہ میرے پاس نہیں آیا، اگر تم اس کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کر دو تو تمہارا اِحسان ہوگا۔

میں نے کہا: میں تمہارے بیٹے کو ضرور تلاش کروں گا، اور پھر میں یہ سوچتے ہوئے وہاں سے چل پڑا کہ اگر میں نے اس مردِ صالح کی ضرورت پوری کر دی تو شاید اسی نیکی کی وجہ سے میری مغفرت ہو جائے۔ چنانچہ میں اس کے بیٹے کی تلاش میں ایک طرف چل دیا۔ چلتے چلتے جب ریت کے دو ٹیلوں کے درمیان پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک درندہ ایک لڑکے کو چیر پھاڑ کر اس کا گوشت کھا رہا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اسی شخص کا بیٹا ہے۔ مجھے اس کی موت پر بہت افسوس ہوا اور میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور واپس اسی شخص کے خیمے کی طرف چل دیا۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے اس پریشان حال شخص کو اس کے بیٹے کی موت کی خبر فوراً ہی سنا دی تو وہ یہ خبر سن کر کہیں مر ہی نہ جائے۔ آخر کس طرح اسے یہ غمناک خبر سناؤں کہ اسے صبر ہو جائے۔ چنانچہ میں اس شخص کے پاس پہنچا، اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا، پھر میں نے اس سے پوچھا: میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم جواب دو گے؟ یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہوا تو انشاء اللہ ضرور جواب دوں گا۔

میں نے کہا: تم یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے یا تمہارا؟۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا: یقیناً حضرت ایوب کا مقام و مرتبہ ہی زیادہ ہے۔ میں نے کہا: جب اُن کو مصیبتیں پہنچیں تو انھوں نے ان بڑی

بڑی مصیبتوں پر صبر کیا یا نہیں؟ وہ کہنے لگا: حضرت ایوب علیہ السلام نے کما حقہ مصیبتوں پر صبر کیا۔

میں نے کہا: ان کو تو اس قدر بیماری اور مصیبتیں پہنچیں کہ جو لوگ ان سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے انھوں نے بھی ان سے دوری اختیار کر لی، اور راہ چلنے والے ان سے اِعراض کر کے نکل جاتے تھے۔ کیا انھوں نے ایسے عالم میں صبر سے کام لیا یا نہیں؟۔

وہ شخص کہنے لگا: بیشک انھوں نے ایسی حالت میں صبر وشکر سے کام لیا اور صبر وشکر کا حق اَدا کر دیا۔ یہ سن کر میں نے اس شخص سے کہا: پھر تم بھی صبر سے کام لو۔ سنو! اپنے جس بیٹے کا تم نے تذکرہ کیا تھا اس کو درندہ کھا گیا ہے۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے دل میں دنیا کی حسرت ڈالی۔ پھر وہ شخص زار وقطار رونے لگا اور اتنا رویا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور سوچنے لگا کہ میں اس جنگل وبیابان میں اکیلے اس کی تجہیز وتکفین کیسے کروں گا، یہاں اس ویرانے میں میری مدد کو کون آئے گا۔

ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک سمت مجھے دس بارہ سواروں کا قافلہ نظر آیا۔ میں نے انھیں اشارے سے اپنی طرف بلایا تو وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا: تم کون ہو اور یہ مردہ شخص کون ہے؟ میں نے انھیں سارا واقعہ سنایا تو وہ وہیں رک گئے اور اس شخص کو سمندر کے پانی سے غسل دیا اور اسے وہ کفن پہنایا جو اُن کے پاس تھا، پھر مجھے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کو کہا تو میں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور انھوں نے میری اِقتدا میں نماز اَدا کی۔

پھر ہم نے اس عظیم شخص کو اسی خیمہ میں دفن کر دیا۔ ان نورانی چہروں والے بزرگوں کا قافلہ ایک طرف روانہ ہو گیا۔ میں وہیں اکیلا رہ گیا، رات ہو چکی تھی؛ لیکن

میرا وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، مجھے اس صابر وشاکر انسان سے محبت ہوگئی تھی، میں اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے خواب میں ایک نورانی منظر دیکھا کہ میں اور وہ شخص ایک سبز قبے میں موجود ہیں اور وہ سبز لباس زیب تن کیے کھڑے ہوکر قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا: کیا تو میرا وہی دوست نہیں جس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑی تھیں اور وہ انتقال کر گیا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: ہاں!، میں وہی ہوں۔ میں نے پوچھا: یہ بتاؤ کہ تمھیں یہ عظیم الشان مرتبہ کیسے میسر آیا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا: الحمد للہ! مجھے میرے رب کریم نے ان لوگوں کے ساتھ جنت میں مقام عطا فرمایا ہے جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، اور جب انھیں کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکر اَدا کرتے ہیں۔

حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے اس بزرگ سے یہ واقعہ سنا تب سے میں اہل مصیبت سے بہت زیادہ محبت کرنے لگا ہوں۔(۱)

اہلُ اللہ کی متبرک مجلسیں

حضرت صالح المری علیہ الرحمہ (م ۱۷۲ھ) ایک محفل میں وعظ فرما رہے تھے۔ انھوں نے اپنے سامنے بیٹھنے والے ایک نوجوان سے کہا کہ کوئی آیت پڑھو، تو اس نے یہ آیت پڑھ دی:

وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَی الۡحَنَاجِرِ کٰظِمِیۡنَ، مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ حَمِیۡمٍ وَّ لَا شَفِیۡعٍ یُّطَاعُ ؕ (سورۂ مومن:۴۰/۱۸)

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۱/۱۴۶، ۱۴۹۔

اور آپ اُن کو قریب آنے والی آفت کے دن سے ڈرائیں جب ضبطِ غم سے کلیجے منہ کو آئیں گے۔ ظالموں کے لئے نہ کوئی مہربان دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے۔

یہ آیت سن کر آپ نے فرمایا: کوئی ظالم کا دوست یا مددگار کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا ؟ ۔ بے شک تم سرکشی کرنے والے گنہ گاروں کو دیکھو گے کہ انھیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہوگا اور وہ برہنہ پاؤں ہوں گے۔ ان کے جسم بوجھل، چہرے سیاہ، اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔ وہ پکار کر کہیں گے: ہم ہلاک ہوگئے، ہم برباد ہوگئے !، آخر ہمیں کیوں جکڑا گیا ہے، ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے اور آخر کار ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا ؟ ۔

فرشتے انھیں آگ کے کوڑوں سے ہانکیں گے، کبھی وہ منہ کے بل گریں گے اور کبھی انھیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رو رو کر اُن کے آنسو خشک ہوجائیں گے تو خون کے آنسو رونا شروع کردیں گے۔ ان کے دل دہل جائیں گے اور وہ حیرانی و پریشانی کے عالم میں ہوں گے۔ اگر کوئی انھیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے گا۔ نہ دل کو سنبھال سکے گا، اور یہ ہولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہوجائے گا۔

یہ کہنے کے بعد حضرت صالح مری علیہ الرحمہ پھوٹ پھوٹ کر گریہ وزاری کرنے لگے اور پھر آہ بھر کر کہنے لگے: افسوس! کیسا خوفناک منظر ہوگا وہ۔ یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور ان کو روتا دیکھ کر لوگ بھی رو پڑے۔

اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا: حضور! کیا یہ سارا منظر بروزِ قیامت ہوگا ؟ ۔ آپ نے فرمایا: ہاں! اور یہ منظر زیادہ طویل نہ ہوگا؛ کیوں کہ جب انھیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کی آوازیں آنا بند ہوجائیں گی۔ یہ سن کر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا: افسوس! میں نے اپنی ساری زندگی غفلتوں کی نذر کردی۔ افسوس! میں

کوتاہیوں کا شکار رہا۔ افسوس! میں نے اپنے پروردگار کی حکم عدولی کی۔ آہ میں نے اپنی زندگی فضول وعبث گنوادی۔ یہ کہہ کر زاروقطار رونے لگا۔

کچھ دیر کے بعد مناجاتی انداز میں عرض کرتا ہے: اے میرے پروردگار! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لیے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، مجھے تیرے سوا کسی سے غرض نہیں، میری جو برائیاں ہیں انھیں معاف فرما کر مجھے قبول کرلے۔ مجھ سمیت تمام حاضرین پر اپنا فضل وکرم فرمااورہمیں اپنی سخاوت سے مالا مال کردے۔ یاارحم الراحمین! میں نے گناہوں کی گٹھری تیرے سامنے رکھ دی ہے اورصدق دل سے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اگر آج تو نے مجھے قبول نہ کیا تو پھر میں ہلاک ہوجاؤں گا۔

اتنا کہہ کر وہ نوجوان غش کھا کر گر پڑا اور بے ہوش ہوگیا۔ اور چندروز تک بستر علالت پر گزار کر انتقال کرگیا۔ اس کے جنازے میں کثیر لوگوں نے شرکت کی، اور رورو کر اس کے لیے دعائیں کی گئیں۔

حضرت صالح مری علیہ الرحمہ اس نوجوان کا ذکر اکثر اپنے وعظ میں کیا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟، تو اس نے جواب دیا: مجھے حضرت صالح المری کی مجلس سے بہت سی برکتیں نصیب ہوئیں، اوراسی کی برکت سے مجھے جنت میں داخل کردیا گیا۔(۱)

سلام ہو روزِ جمعہ پر!

حضرت نصر بن محمد معروف بہ فقیہ ابواللیث سمرقندی اپنی کتاب ''تنبیہ الغافلین'' میں ایک بڑا رقت انگیز اور دل لگتا واقعہ نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے: مجھ تک صالح المری کا یہ قصہ پہنچا کہ وہ جمعہ کی رات کو

(۱) کتاب التوابین: ۱۵۰ تا ۱۵۲۔

جامع مسجد میں نمازِ فجر پڑھنے آئے، راستہ میں ایک مقبرہ ملا، دل میں آیا کہ صبح صادق کے وقت مسجد چلے جائیں گے (یہ سوچ کر) مقبرے میں ٹھہر گئے، دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر سے کچھ سہارا لگا لیا اور آنکھوں میں نیند بھر آئی، کیا دیکھتے ہیں کہ سب اصحاب قبور، قبروں سے نکل کر ایک جگہ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

(میں نے اس وقت) ایک نوجوان کو دیکھا کہ میلے کپڑے میں اُداس ومغموم بیٹھا ہے، اتنے میں خوان پوشوں سے ڈھکے بہت سے خوان آئے، ہر آدمی اپنا اپنا خوان لے کر چلتا بنا آخر وہی جوان بے چارہ رہ گیا اس کے پاس کچھ بھی نہ آیا، وہ غم کا مارا اُداسی کے عالم میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا، جب قبر میں داخل ہونے لگا تو صالح مری کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! تو اُداس کیوں ہے؟ تو اس نے کہا تم نے دیکھا نہیں کہ کس قدر خوان آئے ہوئے تھے؟، میں نے کہا ہاں! اس نے کہا یہ تحفہ تحائف تھے جو اُن کے واسطے ان کے خیر خواہوں اور دوست آشناؤں نے بھیجے تھے۔ وہ جو بھی صدقہ ودعا وغیرہ کرتے ہیں ان کو جمعہ کی رات پہنچتا ہے۔ میں ملک ہند کا رہنے والا ہوں، اپنی ماں کو لے کر حج کے واسطے آیا ہوا تھا، بصرہ پہنچا تو میرا انتقال ہو گیا میری ماں نے میرے بعد نکاح کر لیا اور دنیا میں مشغول ہو کر مجھے بھول گئی، نہ منہ سے کبھی نام لیتی ہے اور نہ زبان سے کبھی دعا کرتی ہے، اب میں غمگین نہ ہوں تو کیا کروں، میرا کوئی نہیں جو مجھے یاد کرے۔

تب حضرت صالح المری کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا تیری ماں کہاں ہے؟ اس نے پتا بتا دیا۔ میں نے صبح کی نماز پڑھی اور اس کا گھر ڈھونڈتا ہوا اس تک پہنچا۔ اندر سے آواز آئی، تو کون ہے؟، میں نے کہا: صالح المری۔ اس نے مجھے اندر بلایا اور میں چلا گیا۔

میں نے کہا: بہتر یہ ہے کہ میری اور تیری بات کوئی دوسرا نہ سنے۔ اس نے کہا:

ٹھیک ہے۔ پھر حضرت صالح المری نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ تیرا کوئی بیٹا ہے؟، بولی نہیں، میں نے پوچھا: کبھی ہوا تھا، تب وہ سانس بھرنے لگی اور بولی: ایک جوان بیٹا تھا مگر مرگیا تب میں نے وہ مقبرہ والا قصہ اس سے بیان کردیا، اس کے آنسو بہنے لگے اور کہنے لگی: اے صالح المری! میرا وہ بیٹا میرا کلیجا تھا۔ پھر اس نے مجھے ہزار درہم دیے اور کہا کہ میرے نورِ چشم کی طرف سے خیرات کردیجیے گا اور اب جب تک دم میں دم ہے' میں اس کو دعا و خیرات میں یاد کرنا نہ بھولوں گی۔

صالح المری فرماتے ہیں کہ پھر میں نے وہ ہزار درہم خیرات کردیے، اور اگلے جمعہ کی رات پھر میں اُس مقبرے میں گیا، دو رکعت پڑھی اور ایک قبر کے سہارے سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ پھر میں نے ان لوگوں کو قبروں سے نکلتے دیکھا اور اس جوان کو بھی دیکھا کہ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے نہایت ہشاش بشاش میرے پاس آکر کہنے لگا اے صالح المری! اللہ آپ کا بھلا کرے، مجھ کو ہدیہ اور تحفہ پہنچ گیا ہے۔ میں نے کہا: تم جمعہ کو پہچانتے ہو؟، کہا: ہم تو ہم جانور تک پہنچانتے ہیں، اور یہ کہا کرتے ہیں :

سلام لیوم صالح یعنی یوم الجمعة —انتھیٰ—

مبارک دن یعنی روز جمعہ کو سلام۔(۱)

جنت کی اَبدی نعمتیں

حضرت سری بن یحییٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت والان بن عیسیٰ قزوینی علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے مشہور اکابر اولیا میں سے تھے۔ اور عبادت و ریاضت میں ان کا مقام و مرتبہ بہت اونچا تھا۔ وہ مجھ سے فرمانے لگے: ایک مرتبہ میں رات کے

(۱) تنبیہ الغافلین لفقیہ ابو اللیث سمرقندی۔

پچھلے پہر تہجد کے لیے مسجد میں گیا، اللہ تعالیٰ نے جتنی توفیق دی اتنی دیر میں نے نماز پڑھی اور ذِکر اَذکار کیا، پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ مسجد میں آیا ہے، اہل قافلہ کے چہرے نہایت حسین وجمیل اور نورانی ہیں۔ میں نے جان لیا کہ یہ اِنسان نہیں بلکہ کوئی اور مخلوق ہے۔ ان کے ہاتھوں میں تھال ہیں جن میں عمدہ آٹے کی برف کی طرح سفید روٹیاں ہیں، ہر روٹی پر انگوروں کی طرح چھوٹے چھوٹے قیمتی موتی ہیں۔

اہل قافلہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: یہ روٹیاں کھالو۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ تو وہ کہنے لگے: یہ مسجد جس کا گھر ہے اس نے حکم دیا ہے کہ تم یہ کھانا کھالو۔ میں نے کھانا شروع کردیا کہ جب میرا مالک حقیقی مجھے حکم دے رہا ہے تو پھر میں کیوں نہ کھاؤں!۔

کھانے کے بعد میں نے وہ موتی اُٹھانا چاہے تو مجھے کہا گیا: انھیں چھوڑ دو، ہم تمہارے لیے ان کے بدلے ایسے درخت لگائیں گے جن کے پھل ان موتیوں سے کہیں بہتر ہوں گے۔

میں نے کہا: وہ درخت کہاں لگائے جائیں گے؟۔ کہا گیا: ایسے گھر میں جو کبھی برباد نہ ہوگا، اور وہاں ہمیشہ پھل اُگتے رہیں گے، کبھی ختم نہ ہوں گے، اور نہ ہی خراب ہوں گے، وہ ایسا ملک ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا، وہاں ایسے کپڑے ہوں گے جو کبھی بوسیدہ نہ ہوں گے، اس گھر میں خوشی ہی خوشی ہے، میٹھے پانی کے چشمے رواں دواں ہیں، وہاں سکون وآرام ہے، تکلیف نام کی کوئی چیز نہیں، وہاں ایسی پاکباز بیویاں ہیں جو فرماں بردار، ہمیشہ خوش رہنے والیاں، اور دل کو بھانے والیاں ہیں، وہ نہ تو کبھی ناراض ہوں گی اور نہ ہی ناراض کریں گی؛ لہٰذا دنیا میں جتنا ہوسکے تم نیک اعمال کی کثرت کرو، یہ دنیا تو نیند کی مانند ہے کہ آنکھ کھلتے ہی رخصت ہوجائے گی؛

اس لیے اس میں جتنا ہو سکے اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ کرلو اور جلدی سے جنت کی طرف آ جاؤ جہاں دائمی نعمتیں ہیں۔

پھر میری آنکھ کھل گئی؛ لیکن ابھی تک میرے ذہن میں وہ خواب سمایا ہوا تھا، اور میں جلدی جلدی اُس گھر (بہشت) میں پہنچنا چاہتا تھا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا۔

حضرت سری بن یحییٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس کے بعد حضرت والان بن عیسیٰ قزوینی علیہ الرحمہ تقریباً پندرہ روز زندہ رہے، پھر ان کا انتقال ہوگیا۔ جس رات انتقال ہوا، میں نے اسی رات ان کو خواب میں دیکھا، اور پوچھا: کیا حال ہے؟، تو مجھ سے فرمانے لگے: کیا تم اِن درختوں کے پھلوں کو دیکھ کر متعجب ہو رہے ہو کہ ان میں کیسے کیسے پھل لگے ہوئے ہیں؟۔

میں نے پوچھا: آپ کے لیے جنت میں جو درخت لگائے گئے ہیں ان میں کس طرح کے پھل ہیں؟، فرمایا: وہ تو ایسے ہیں کہ جن کی تعریف وتوصیف میرے بیان سے باہر ہے۔ خدا کی عزت کی قسم! جب کوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا مہمان بنتا ہے تو وہ پاک پروردگار اس کو ایسی ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کے اَوصاف بیان نہیں ہوسکتے، اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں، اور وہ اپنے بندوں پر بے پناہ مہربان ہے۔(۱)

گنہ گار جب پرہیزگار بن گیا

حضرت ابو ہاشم الصوفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے بصرہ جانے کا اِرادہ کیا اور ایک ساحل پر آیا تا کہ کسی کشتی میں سوار ہو کر جانب منزل روانہ ہو جاؤں۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ کشتی موجود ہے، اور اس میں ایک لونڈی اور اس کا مالک سوار ہے۔ میں نے بھی کشتی میں سوار ہونا چاہا تو لونڈی کے مالک نے

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۱/۲/۱۷،۱۷۳......صفۃ الصفوۃ: ۴/۸۰۔

کہا: اس کشتی میں ہمارے علاوہ کسی اور کے لیے جگہ نہیں، ہم نے یہ ساری کشتی کرایہ پر لے لی ہے؛ لٰہذا تم کسی اور کشتی میں بیٹھ جاؤ۔

لونڈی نے جب یہ بات سنی تو اس نے اپنے آقا سے کہا: اس مسکین کو بٹھا لیجیے، شاید راستے میں ہمارے کام آئے۔ چنانچہ اس لونڈی کے مالک نے مجھے بیٹھنے کی اِجازت دے دی اور کشتی جھومتی ہوئی بصرہ کی جانب سطحِ سمندر پر چلنے لگی۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ میں ان دونوں سے الگ تھلگ ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں خوش گپیوں میں مشغول' خوشگوار موسم سے خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔

پھر مالک نے کھانا منگوایا اور دستر خوان بچھا دیا گیا۔ جب وہ دونوں کھانے کے لیے بیٹھے تو انھوں نے مجھے آواز دی: اے مسکین! تم بھی آ جاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ مجھے بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی تھی اور میرے پاس کھانے کو کچھ تھا بھی نہیں؛ چنانچہ میں اُن کی دعوت پر ان کے ساتھ کھانے لگا۔

جب ہم کھانا کھا چکے تو اس شخص نے اپنی لونڈی سے کہا: اب ہمیں شراب پلاؤ۔ لونڈی نے فوراً شراب کا جام پیش کیا، اور وہ شخص شراب پینے لگا، پھر اس نے حکم دیا کہ اس مسکین کو بھی شراب پلاؤ۔ میں نے کہا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے، میں تمہارا مہمان ہوں اور تمہارے ساتھ کھانا کھا چکا ہوں، اب میں شراب ہرگز نہیں پیوں گا۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی!۔

پھر جب وہ شراب کے نشے میں مست ہو گیا تو لونڈی سے کہا: سارنگی لاؤ اور ہمیں گانا سناؤ۔ لونڈی ساز لے کر آئی اور اپنی پرکشش آواز میں گانے لگی۔ اس کا مالک گانے سنتا رہا اور جھومتا رہا۔ لونڈی بھی سارنگی بجاتی رہی اور اپنے مالک کا دل خوش کرتی رہی۔

یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا، وہ دونوں اپنی ان رنگینیوں میں بدمست تھے اور

میں اپنے رب کے ذکر میں مشغول رہا۔ جب کافی دیر گزر گئی اور اس کا نشہ کچھ کم ہوا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا، اور کہنے لگا: کیا تو نے پہلے کبھی اس سے اچھا گانا سنا ہے؟ دیکھو، کتنے پیارے انداز میں اس حسینہ نے گایا ہے!، کیا تم بھی ایسا گا سکتے ہو؟۔

میں نے کہا: میں ایک ایسا کلام آپ کو سنا سکتا ہوں جس کے مقابلے میں یہ گانا کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس نے حیران ہو کر کہا: کیا گانوں سے بہتر بھی کوئی کلام ہوسکتا ہے!۔ میں نے کہا: ہاں! اس سے بہت بہتر کلام ہے۔ اس نے کہا: اگر تمہارا دعویٰ درست ہے تو سناؤ، ذرا ہم بھی تو سنیں کہ گانوں سے بہتر کیا چیز ہے؟ تو میں نے سورۂ تکویر کی تلاوت شروع کر دی :

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ، وَ اِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ، وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ o (سورۂ تکویر:۸۱/۱تا۳)

جب سورج لپیٹ کر بے نور کر دیا جائے گا۔ اور جب ستارے (اپنی کہکشاؤں سے) گر پڑیں گے۔ اور جب پہاڑ (غبار بنا کر فضا میں) چلا دیے جائیں گے۔

میں تلاوت کرتا جارہا تھا اور اس کی حالت تبدیل ہوتی جارہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک' رواں تھا۔ بڑی توجہ و عاجزی کے ساتھ وہ کلامِ الٰہی کو سنتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ کلامِ الٰہی کی تجلیاں اس کے سیاہ دل کو منور کر چکی ہیں اور یہ کلام تاثیر کا تیر بن کر اس کے دل میں اُتر چکا ہے، اب اسے عشقِ حقیقی کی لذت سے آشنائی ہوتی جارہی تھی۔ تلاوت کرتے ہوئے جب میں اس آیت پر پہنچا :

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ o (سورۂ تکویر:۸۱/۱۰)

اور جب اَعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔

تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا: جا! میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد کیا۔ پھر اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے شراب کے سارے برتن سمندر میں انڈیل دیے۔

سارنگی، باجا، اور آلاتِ لہوولعب سب توڑ ڈالے، پھر وہ بڑے مودبانہ انداز میں میرے قریب آیا اور مجھے سینے سے لگا کر ہچکیاں لے لے کر رونے لگا اور پوچھنے لگا: اے میرے بھائی! میں بہت گنہ گار ہوں، میں نے ساری زندگی گناہوں میں گزار دی، اگر میں اَب توبہ کروں تو کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے گا؟۔

میں نے اسے بڑی محبت دی اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔ وہ توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی مایوس نہیں لوٹتا، تم اس سے توبہ کرو، وہ ضرور قبول فرمائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ ٥ (سورۂ بقرہ:۲/۲۲۲)

بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

چنانچہ اس شخص نے میرے سامنے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور خوب رو رو کر معافی مانگتا رہا۔ پھر ہم بصرہ پہنچے اور دونوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی کر لی۔ چالیس سال تک ہم بھائیوں کی طرح رہے۔ چالیس سال کے بعد اس مردِ صالح کا اِنتقال ہوگیا۔ مجھے اس کا بہت غم ہوا، پھر ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے میرے بھائی! دنیا سے جانے کے بعد تمہارا کیا بنا؟ اور تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟۔ اس نے بڑی دل رُبا اور شیریں آواز میں جواب دیا :

دنیا سے نکلنے کے بعد مجھے میرے رب ذوالجلال نے جنت میں جگہ عطا فرما دی۔ میں نے پوچھا: اے میرے بھائی! تمہیں جنت کس عمل کی وجہ سے ملی؟ اس نے جواب دیا: جب آپ نے مجھے یہ آیت سنائی تھی :

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ o (سورۂ تکویر:۸۱/۱۰)

اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔

تو اُسی آیت کی برکت سے میری زندگی میں اِنقلاب آ گیا تھا۔بس اسی وجہ سے میری مغفرت ہوگئی اور مجھے جنت عطا کردی گئی۔(۱)

بالکل تر وتازہ جسم

حضرت قیس بن ابوحازم فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبید تمیمی رضی اللہ عنہ کے اَفرادخانہ میں سے کسی نے انھیں خواب میں دیکھا،تو انھوں نے فرمایا:تم لوگوں نے مجھے ایسی جگہ دفن کردیا ہے جہاں پانی رِس رِس کر اندر آرہا ہے، اور اس سے مجھے اَذیت پہنچ رہی ہے؛ لہٰذا جتنی جلدی ہوسکے میری یہ جگہ تبدیل کردو۔

چنانچہ لوگوں نے جب اُن کی قبر کھودی تو ان کا جسم بالکل ایسے ہی تر وتازہ پڑا ہوا تھا جیسے اُن کی تدفین عمل میں آئی تھی،ہاں! بس داڑھی کے چند بال اِدھر اُدھر ہوگئے تھے۔(۲)

آسمانوں پر خاطر مدارات

صاحب ذیل طبقات الحنابلہ فرماتے ہیں کہ حضرت بہاء الدین بعلی کے کسی دوست نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک شب انھیں خواب میں دیکھا اور پوچھا: آپ کہاں ہیں؟۔فرمایا: کچھ دن ہوئے فردوس بریں میں داخل کردیا گیا ہوں۔

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم:۱/۳۰۵ تا ۳۰۷۔

(۲) مصنف عبدالرزاق:۳/۴۷۵ حدیث:۶۶۵۷۔

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: تو پھر آپ اس سے پہلے کہاں تھے؟، فرمایا: قبل ازیں میری ضیافت اور خاطر مدارات ہورہی تھی۔(۱)

آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھ لو

کسی مردِ صالح نے حکایت بیان کی ہے کہ جب قاضی ابوبکر الاشعری٭ کا انتقال ہوگیا تو میں نے در پردۂ خواب ایک ایسی جماعت کو دیکھا جن کے کپڑے نہایت سفید تھے، چہرے چمک رہے تھے اور ان کے بدن سے بھینی بھینی خوشبو پھوٹ رہی تھی۔

میں نے ان لوگوں سے پوچھا: آپ لوگ کہاں سے آرہے ہیں؟ بولے: قاضی ابوبکر الاشعری کی زیارت کرکے۔

میں نے پوچھا: ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ بولے: اللہ نے انھیں بخشا بھی اوران کے درجات بھی بلند کیے؛ چنانچہ میں ان کی طرف دوڑا ہوا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک سرسبز وشاداب باغ کے اندر سفید کپڑوں میں ملبوس تشریف فرما ہیں۔

میرے دل میں خیال آیا کہ اُن کے اَحوال دریافت کروں کہ اتنے میں اُن کی تلاوت کی زوردار آواز میرے کانوں سے ٹکرائی :

هٰؤُمُ اقْرَءُ وا كِتَابِيَهْ ، اِنِّي ظَنَنْتُ اَنِّي مُلاَقٍ حِسَابِيَهْ، فَهُوَ فِي عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ o (سورۂ الحاقۃ: ۶۹/ ۱۹تا۲۲)

آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھ لو۔ میں تو یقین رکھتا تھا کہ میں اپنے حساب کو (آسان) پانے والا ہوں۔ سو وہ پسندیدہ زندگی بسر کرے گا، بلند وبالا جنت میں۔(۲)

---

(۱) ذیل طبقات الحنابلہ: ۱/ ۳۵۹۔

(۲) آثار البلاد واخبار العباد: ۱/ ۱۲۶۔

☆ حضرت قاضی ابوبکر الاشعری اپنے وقت کے ایک عظیم عالم وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ مناظر اعظم بھی تھے، ان کے بارے میں آتا ہے کہ شاہ عضد الدولہ کو ایک مرتبہ ملک روم ایک قاصد بھیجنے کی ضرورت پیش آئی، رومی چوں کہ بڑے ذہین ونقاد ہوتے تھے؛ اس لیے اس نے اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ متفقہ طور پر حضرت ابوبکر اشعری کا نام پیش کیا گیا؛ کیوں کہ وہ ترکی بترکی جواب دینے میں اُپنا جواب آپ تھے۔ چنانچہ آپ روم بھیج دیے گئے۔

ادھر جب قیصر روم کو معلوم ہوا تو اس نے اپنے دربار میں داخل ہونے کے لیے ایک چھوٹا سا خصوصی دروازہ بنوادیا؛ کیوں کہ اسے پتا تھا کہ مسلمان (اللہ کے سوا) کسی کے سامنے سجدہ نہیں گزارتے تو کم از کم جھک ہی کر دربار میں چلیں آئیں؛ چنانچہ جب قاضی دروازے کے قریب پہنچے تو انھوں نے فوراً صورتحال کو محسوس کرلیا، اور اپنی پشت دروازے کی طرف کر کے خلافِ توقع پیٹھ پیچھے کر کے اندر داخل ہوئے۔ قیصر روم یہ دیکھ کر اُن کی ذہانت وفطانت کی داد دیے بغیر نہ رہ سکا اور پھر اس واقعے نے اس کے دل میں آپ کی ہیبت وعظمت کا سکہ بٹھادیا۔

پیغام پہنچانے کے بعد قاضی ابوبکر الاشعری نے قیصر کے اِردگرد کچھ حواریوں کو دیکھ کر بطورِ طنز کہا: تمہارا کیا حال ہے، اور تمہارے اہل وعیال کیسے ہیں؟۔ یہ سن کر قیصر نے کہا: ہم تو آپ کو نابغہ عصر سمجھتے تھے؛ مگر آپ نے عجیب سوال کیا ہے، کیا آپ کو پتا نہیں کہ یہ لوگ بال بچوں سے پاک ہیں؟۔

قاضی ابوبکر نے جواب دیا: تم اپنے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کو بال بچوں والا تصور کرتے ہو؛ مگر ان لوگوں کو اہل وعیال سے پاک سمجھتے ہو؛ گویا یہ تمہارے نزدیک اللہ سے بھی زیادہ عزت وعظمت والے ہیں!۔ کسی شاطر عیسائی نے قاضی ابوبکر سے کہا: ذرا اپنے نبی کی بیوی عائشہ کا حال ہم سے بیان کرو؛ نیز وہ کچھ بھی جو لوگوں نے ان کے بارے میں کہا ہے؟۔

یہ سن کر قاضی نے جواب دیا: حضرت عائشہ کے بارے میں وہی کچھ کہا گیا ہے جو مریم بنت عمران کے بارے میں کہا گیا تھا؛ ہاں عائشہ نے کوئی بچہ نہیں جنا جب کہ مریم نے بچہ جنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی کی براءت وپاکیزگی پر مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے۔ (نفس مصدر: ۱۲۶/۱) -چریاکوٹی-

مناجات بہ بارگاہ مجیب الدعوات

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی پرسوز دُعا پر کتاب اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے، اللہ قبول فرمائے اور مزید خیر کی توفیق ہمارے رفیق حال کردے۔

یا غفار بنورک اهتدینا، و بفضلک استغنَینا، و بنعمتک أصبحنا و أمسینا، ذنوبنا بین یدیک، نستغفرک اللهم منها و نتوب إلیک .

تتحبَّبُ إلینا بالنعم و نعارضک بالذنوب، خیرُک إلینا نازلٌ و شرنا إلیک صاعد! و لم یزل و لا یزال ملکٌ کریمٌ یأتیک عنا بعمل قبیح، فلا یمنعک ذٰلک من أن تحُوطَنا بنعمتک و تتفضل علینا بآلائک، فسبحانک ما أحلمک و أعظمک و أکرمک، مُبدیا و معیدا، تقدست أسماء ک و جل ثناء ک و کرُم صنائعُک و فِعالُک .

أنت إلٰهي أوسع فضلا و أعظم حِلما من أن تقایِسَني بفعلي و خطیئتي، فالعفو العفو العفو سیدي سیدي سیدي.

اللّٰهم اشغِلنا بذکرک، وأعذنا من سخطک، و أجرنا من عذابک، و ارزقنا من مواهبک، و أنعم علینا من فضلک، و ارزقنا حج بیتک و زیارة قبر نبیک، صلواتک و رحمتک و مغفرتک و رضوانک علیه و علیٰ أهل بیته و صحبه، إنک قریب مجیب، و ارزقنا عملا بطاعتک، و توفنا علیٰ ملتک و سنة نبیک محمدٍ صلی اللّٰه علیه و آله وصحبه .

اللّٰهم اغفرلي و لوالدي و ارحمهما كما ربياني صغيرا و اجزهما بالإحسان إحسانا، و بالسيئات عفوا و غفرانا .

اللّٰهم اغفر للمؤمنين و المؤمنات الأحياء منهم و الأموات و تابع بيننا و بينهم بالخيرات .

اللّٰهم صلى علىٰ محمد و آله و صحبه و اختم لي بخير، واكفني ما أهمَّني من أمر دنياي و آخرتي، و لا تسلط علي من لا يرحمني، و اجعل علي منك جُنةً واقيةً، و لا تسلُبني صالحَ ما أنعمت به علي و ارزقني من فضلك رزقا واسعا حلالا طيبا .

اللّٰهم تب علي حتىٰ لا أعصيك، والهمني الخير و العمل به و خشيتك بالليل و النهار، ابدأ ما أبقيتني يا رب العالمين

اللّٰهم إني كلما قلتُ قد تهيَّأت و تعبَّأت و قمتُ للصلوٰة بين يديك و ناجيتك، القيتَ علي نعاسا إذا أنا صليتُ و سلبتني مناجاتَك إذا أنا ناجيت! و مالي كلما قلت قد صلحت سريرتي، قرُبَ من مجالس التوابين مجلسي، عرضتُ لي بليةً أزالت قدمي، و حالتُ بيني و بين خدمتك

سيدي لعلك عن بابك طردتني، و عن خدمتك نحَّيتني! أو لعلك رأيتني مستخِفا بحقك فأقصيتني! أو لعلك رأيتني معرِضا عنك فقلَيتني! أو لعلك وجدتني في مقام الكاذبين فرفَضتني! أو لعلك رأيتني غير شاكر لنعمائك فحرَمتني! أو لعلك فقدتني من مجالس العلماء فخذلتني! أو لعلك رأيتني في الغافلين فمن رحمتك آيستني! أو لعلك

رأيتني آلَفُ مجالس البطالين فبيني و بينهم خلَّيتني! أو لعلک لم تحبَّ أن تسمع دعائي فباعدتني! أو لعلک بجرمي و جريرتي كافيتني! أو لعلک بقلة حيائی منک جازيتني! فإن عفوتَ يا رب، فطالما عفوت عن المذنبين قبلي، لأن كرمَک -أي ربِّ- يجِلُّ عن مُجازاة المذنبين، وحلمَک يكبر عن مكافاة المقصِّرين، و أنا عائذ بفضلک، هاربٌ منک إليک، مُتنجِّز ما وعدت من الصفح عمَّن أحسن بک ظنا .

إلٰهي أنت أوسع فضلا، و أعظم حِلما من أن تقايِسني بعملي، و أن تستزِلَّني بخطيئتي، و ما أنا يا سيدي و ما خطري! هبني بفضلک و تصدق علي بعفوک، أي رب جلِّلني بسَترک، واعف عن توبيخي بكرم وجهک يا خير السائرين .(۱)

یعنی اے بخشنے والے! تیرے ہی نور سے ہمیں ہدایت نصیب ہوئی، تیرے فضل سے ہم مالا مال ہوئے اور تیری ہی نعمت کے ساتھ ہم صبح وشام کرتے ہیں، ہمارے گناہ تیرے سامنے ہیں، بار اِلٰہا! ہم تجھ سے ان کی بخشش چاہتے ہیں اور تیرے حضور توبہ کرتے ہیں۔

تو نعمتوں کے ذریعہ ہم سے محبت کرتا ہے اور اس کے مقابل ہم تیری نافرمانی وگناہ کرتے ہیں، تیری بھلائی ہماری طرف مسلسل آرہی ہے اور ہماری برائی تیری طرف مسلسل جارہی ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عزت والا بادشاہ ہے، تیرے پاس ہمارے برے اَعمال جاتے ہیں تو بھی وہ تجھے ہم پر اپنی نعمتوں کی بارش سے

(۱) مناجات الامام زین العابدین۔

روک نہیں پاتے اور تو ہم پر اپنی عطائیں بڑھاتا رہتا ہے، اور اپنی عطا ونوال کی بارشیں برساتا رہتا ہے؛ پس تو پاک تر ہے، تو کیسا بردبار ہے، کتنا عظیم ہے، کتنا معزز ہے، اِبتدا کرنے اور پلٹانے میں تیرے نام پاک تر ہیں، تیری ثنا برتر ہے اور تیری نعمتیں اور تیرے کام بلند تر ہیں۔

اے پروردگار! تو فضل میں وسعت والا اور بردباری میں عظیم تر ہے اس سے کہ تو میرے فعل اور خطا کے بارے میں قیاس کرے، پس معافی دے، معافی دے، معافی دے، میرے سردار، میرے آقا، میرے مولا۔

بار اِلٰہا! ہمیں اپنے ذکر میں مشغول رکھ، ہمیں اپنی ناراضی سے پناہ دے، ہمیں اپنے عذاب سے امان دے، ہمیں اپنی عطاؤں سے رزق دے، اور ہمیں اپنے فضل سے انعام دے، بے شک تو نزدیک تر قبول کرنے والا ہے، اور ہمیں اپنی عبادت بجالانے کی توفیق دے، ہمیں اپنی ملت اور اپنے نبی کی سنت پر موت دے۔

اے خداوندا! تیری رحمت ہو آقائے مکرم، اور ان کی آل وصحابہ پر۔ مجھے بخشش عطا فرما اور میرے ماں باپ کو بھی اور ان پر رحم کر جس طرح انھوں نے بچپن میں مجھے پالا تھا۔ اے اللہ! انھیں احسان کا بدلہ احسان اور گناہوں کے بدلے عفو وغفران عطا فرما۔

اے معبودِ حقیقی! جملہ مومن مرد وعورت، ان میں جو زندہ اور مردہ ہیں سب کو بخش دے، اور ان کے اور ہمارے درمیان نیکیوں کے ذریعہ تعلق قائم فرما۔

اے اللہ! رحمت فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل واولاد اور اصحاب پاک پر اور میرا خاتمہ بخیر فرما۔ دنیا وآخرت کے اہم کاموں میں میری حمایت فرما، اور مجھ پر اسے قابو نہ دے جو مجھ پر رحم نہ کرے اور میرے لیے اپنی طرف سے باقی رہنے والا نگہبان قرار دے، اپنی دی ہوئی اچھی نعمتیں مجھ سے نہ چھین اور مجھے اپنے فضل سے ایسی روزی عطا فرما جو کشادہ حلال اور پاک ہو۔

اے کردگار! مجھے اپنی پاسداری میں زیرنگاہ رکھ اور اپنی حفاظت میں محفوظ فرما، اپنی حمایت میں مجھے اَمان دے اور مجھے اس سال اور آئندہ سالوں میں بھی اپنے محترم گھر کعبہ کا حج نصیب فرما اور اپنے نبی وائمہ کے مزاروں کی زیارت نصیب فرما، اے پروردگار! ان بلند مرتبہ بارگاہوں اور ان بابرکت مقامات سے مجھے برکنار نہ رکھنا۔

اے مالک ومولا! مجھے ایسی توبہ کی توفیق دے کہ پھر تیری نافرمانی نہ کرسکوں، میرے دل میں نیکی وعمل کا جذبہ اُبھار دے اور جب تک مجھے زندہ رکھ، دن رات اپنا خوف میرے قلب میں جاگزیں رکھ۔

اے معبود! جب بھی میں کہتا ہوں کہ 'میں آمادہ وتیار ہوں اور تیرے حضور نماز گزارنے کو کھڑا ہوتا ہوں اور تجھ سے مناجات کرتا ہوں' تو مجھے اونگھ آلیتی ہے جبکہ میں نماز میں ہوتا ہوں اور جب میں تجھ سے راز ونیاز کرنے لگوں تو اس حال میں برقرار نہیں رہتا، مجھے کیا ہوگیا، میں کہتا ہوں کہ میرا باطن صاف، میں توبہ کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھتا ہوں، ایسے میں کوئی آفت آپڑتی ہے جس سے میرے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور میرے اور تیری حضوری کے درمیان کوئی چیز آڑ بن جاتی ہے۔

اے میرے مولا! شاید کہ تو نے مجھے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا اور اپنی خدمت سے دور کردیا۔ یا شاید تو دیکھتا ہے کہ میں تیرے حق کو سبک سمجھتا ہوں، پس مجھے ایک طرف کردیا۔ یا شاید تو نے دیکھا کہ میں تجھ سے روگرداں ہوں، تو مجھے برا سمجھ لیا۔ یا شاید تو نے دیکھا کہ میں جھوٹوں میں سے ہوں تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا۔ یا شاید تو دیکھتا ہے کہ میں تیری نعمتوں کا شکرادا نہیں کرتا، تو مجھے محروم کردیا۔ یا شاید تو نے مجھے علما کی مجالس میں نہیں پایا، تو اس بنا پر مجھے ذلیل کردیا۔ یا شاید تو نے مجھے غافل دیکھا تو اس پر مجھے اپنی رحمت سے مایوس کردیا۔ یا شاید تو

نے مجھے بیکار کی باتیں کرنے والوں میں دیکھا، تو مجھے انھیں میں رہنے دیا۔ یا شاید تو میری دعا کو سننا پسند نہیں کرتا، تو مجھے پرے کر دیا۔ یا شاید تو نے مجھے میرے جرم اور گناہ کا بدلہ دیا ہے۔ یا شاید میں نے تجھ سے حیا کرنے میں کمی کی تو مجھے یہ سزا ملی ہے، پس اے پروردگار! مجھے معاف کر دے کہ مجھ سے پہلے تو نے بہت سے گناہ گاروں کو معاف فرمایا ہے، اس لیے کہ اے پالنہار! تیری بخشش کوتاہی کرنے والوں کی سزا سے بزرگ تر ہے، اور میں تیرے فضل کی پناہ لے رہا ہوں اور تجھ سے تیری ہی طرف بھاگا ہوں، تیرے وعدے کی وفا چاہتا ہوں کہ جو تجھ سے اچھا گمان رکھتا ہے اسے معاف کر دے۔

اے میرے کارساز! تیرا فضل وسیع تر ہے، اور تیری بردباری عظیم تر ہے اس سے کہ تو مجھے میرے عمل کے ساتھ تولے یا میرے گناہ کے باعث مجھے گرا دے۔ اور اے میرے مولا! میں کیا اور میری اوقات کیا! مجھے محض اپنے فضل سے بخش دے، اور اپنے عفو کے صدقے مجھے اپنے پردے میں لے لے اور اپنے خاص کرم سے مجھے سرزنش سے معاف رکھ۔ آمین۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنُيَا حَسَنَةً وَّ فِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ o

اللّٰهم هٰذا الدعا و عليک الإجابة و هٰذا الجهد

وعليک التکلان ، وصلی اللّٰه تعالیٰ علی النبی

الأمي الأمين المکين الحکيم الحليم

الکريم الرؤف الرحيم

وعلی آله وصحبهٖ أجمعين برحمتک يا أرحم الراحمين

والحمد للّٰه رب العالمين

کتابیات :

- قرآن کریم . ابتدائے نزول: ۶۱۰ء- انتہائے نزول: ۹رذی الحجہ ۱۰ھ/ ۶۳۲ء

- تفسير الأحلام : ابوبکر محمد بن سیرین بصری [۱۱۰ھ]
- مؤطا إمام مالک : امام مالک بن انس مدنی [۱۷۹ھ]
- الزهد و الرقائق لابن المبارک : عبداللہ بن مبارک [۱۸۱ھ]
- فتوح الشام : ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد [۲۰۷ھ]
- نشوار المحاضرة : قاضی عبدالسلام بن سعید سحنون تنوخی مالکی [۲۴۰ھ]
- مسند امام احمد بن حنبل : امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی [۲۴۱ھ]
- سنن الدارمی : امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی [۲۵۵ھ]
- صحيح بخاری : امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری [۲۵۶ھ]
- الأدب المفرد للبخاري : امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری [۲۵۶ھ]
- رفع اليدين للبخاري : امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری [۲۵۶ھ]
- المعجم الكبير : امام سلیمان بن احمد طبرانی [۲۶۰ھ]
- المعجم الأوسط : امام سلیمان بن احمد طبرانی [۲۶۰ھ]
- مسند الشاميين للطبراني : امام سلیمان بن احمد طبرانی [۲۶۰ھ]
- صحيح مسلم : امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری [۲۶۱ھ]
- الجرح و التعديل : احمد بن عبداللہ عجلی کوفی [۲۶۱ھ]
- تاريخ المدينة : عمر بن شبہ ابن رابطہ نمیری [۲۶۲ھ]

- سنن ابن ماجه : امام عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی [۲۷۳ھ]
- سنن سعيد بن منصور : سعید بن منصور خراسانی [۲۷۳ھ]
- سنن ابی داؤد : امام ابوداوَد سلیمان بن اشعث [۲۷۵ھ]
- جامع ترمذی : امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی [۲۷۹ھ]
- أنساب الأشراف : ابوالحسن احمد بن یحییٰ بلاذری [۲۷۹ھ]
- المنامات : عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا قرشی بغدادی شافعی [۲۸۱ھ]
- الصبر والثواب عليه : عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا قرشی بغدادی شافعی [۲۸۱ھ]
- السنة للمروزي : ابوعبداللہ محمد بن نصر الحجاج مروزی [۲۹۴ھ]
- المجالسة و جواهر العلم : ابوبکر احمد بن مروان بن محمد دینوری مالکی [۲۹۸ھ]
- مسند الروياني : محمد بن ہارون رویانی [۳۰۷ھ]
- المنتقى في الحديث لابن الجارود : عبداللہ بن علی جارود [۳۰۷ھ]
- السنة لأبي بكر بن خلال : احمد بن محمد بن ہارون ابوبکر بغدادی حنبلی [۳۱۱ھ]
- مستخرج أبي عوانة : یعقوب بن اسحاق اسفرائنی [۳۱۶ھ]
- طبقات ابن سعد : محمد بن سعد [۳۲۰ھ]
- مشكل الآثار للطحاوي : ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی [۳۲۱ھ]
- الضعفاء الكبير للعقيلي : ابوجعفر محمد بن عمرو عقیلی مکی [۳۲۲ھ]
- أخبار أبي القاسم الزجاجي : ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن اسحٰق زجاجی [۳۳۷ھ]
- تفسير نيسافوري : احمد بن محمد نیساپوری [۳۵۳ھ]
- طبقات المحدثين : مسلمہ بن قاسم اندلسی [۳۵۳ھ]
- صحيح ابن حبان : ابوالشیخ محمد بن حبان [۳۵۴ھ]
- المجروحين : ابوالشیخ محمد بن حبان [۳۵۴ھ]

- ثقات ابن حبان : محمد بن حبان بن احمد بن حبان ابوحاتم بستی [۳۵۴ھ]
- الكامل لابن عدي : ابواحمد عبداللہ بن عدی [۳٦۵ھ]
- البصائر و الذخائر : ابوالحیان محمد توحیدی بغدادی [۳۸۰ھ]
- نور القبس : محمد بن عمران مرزبانی بغدادی [۳۸۴ھ]
- قوت القلوب : ابوطالب محمد بن علی مکی [۳۸٦ھ]
- المستدرک للحاکم : امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری [۴۰۵ھ]
- الأربعون في شيوخ الصوفية للماليني : احمد بن محمد ابوسعید مالینی [۴۱۲ھ]
- شرح أصول اعتقادأهل السنةوالجماعة للألكائي : ابوالقاسم بن حسن [۴۱۸ھ]
- أخبار أصبهان : ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی [۴۳۰ھ]
- دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني : ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی [۴۳۰ھ]
- تاريخ أصبهان : ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی [۴۳۰ھ]
- حديث نعيم عن أبي على الصواف : ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی [۴۳۰ھ]
- حلية الأولياء : ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی [۴۳۰ھ]
- المجموع : حسین بن شعیب معروف بہ ابن سنجی [۴۳۰ھ]
- المعجم لابن أبار : ابوجعفر احمد بن محمد ابن اَبار اشبیلی مالکی [۴۳۳ھ]
- تفسير ثعلبي : احمد بن محمد بن ابراہیم ابواسحٰق ثعلبی [۴۳۷ھ]
- مسند الشهاب القضاعي : ابوعبداللہ محمد بن سلامہ قضاعی شافعی [۴۵۴ھ]
- دلائل النبوة للبيهقي : ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی [۴۵۸ھ]
- السنن الكبرى للبيهقي : ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی [۴۵۸ھ]
- السنن الصغرىٰ للبيهقي : ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی [۴۵۸ھ]
- شعب الايمان للبيهقي : ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی [۴۵۸ھ]

* الزهد الكبير للبيهقي : ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی [۴۵۸ھ]
* الجامع لأخلاق الراوي و آداب السامع :ابوبکر احمد خطیب بغدادی [۴۶۳ھ]
* الفقيه و المتفقه للخطيب البغدادي : ابوبکر احمد خطیب بغدادی [۴۶۳ھ]
* اقتضاء العلم العمل للبغدادي : ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی [۴۶۳ھ]
* الرحلة في طلب الحديث : ابوبکر احمد خطیب بغدادی [۴۶۳ھ]
* شرف أصحاب الحديث : ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی [۴۶۳ھ]
* جامع بيان العلم و فضله لابن عبد البر : ابوعمر یوسف بن عبدالبر [۴۶۳ھ]
* بهجة المجالس و انس المجالس : ابوعمر یوسف بن عبدالبر نمری [۴۶۳ھ]
* الرسالة القشيرية : ابوالقاسم عبدالکریم قشیری [۴۶۵ھ]
* الإيمان لابن منده : حافظ ابوعبداللہ بن مندہ اصبہانی [۴۷۵ھ]
* غريب القرآن : ابوالقاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی [۵۰۲ھ]
* محاضرات الأدباء : ابوالقاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی [۵۰۲ھ]
* إحياء علوم الدين : ابوحامد محمد بن محمد بن محمد غزالی طوسی [۵۰۵ھ]
* السنن الوارده في الفتن للداني : ابوالعباس احمد بن طاہر اندلسی مالکی [۵۲۰ھ]
* ترتيب المدارک وتقريب المسالک : ابوالفضل عیاض بن موسیٰ [۵۴۴ھ]
* الأنساب للسمعاني : عبدالکریم ابوسعد مروزی سمعانی شافعی [۵۶۲ھ]
* أدب الإملاء و الاستملاء : عبدالکریم ابوسعد مروزی سمعانی شافعی [۵۶۲ھ]
* تاريخ مدينة دمشق : علی بن حق دمشقی معروف بابن عساکر [۵۷۱ھ]
* الصلة : خلف بن عبدالملک ابن بشکوال ابوالقاسم قرطبی اندلسی مالکی [۵۷۸ھ]
* الروض الأنف للسهيلي : ابوالقاسم عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن احمد سہیلی [۵۸۱ھ]
* العاقبة في ذكر الموت : عبدالحق بن عبدالرحمٰن مالکی معروف بابن خراط [۵۸۲ھ]

- المنتظم في تاريخ الأمم : عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی بغدادی [۵۹۷ھ]
- صفة الصفوة : عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی بغدادی [۵۹۷ھ]
- صيد الخاطر : ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی القرشی [۵۹۷ھ]
- بر الوالدين : ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی القرشی [۵۹۷ھ]
- بستان الواعظين و رياض السامعين : ابوالفرج ابن جوزی [۵۹۷ھ]
- لفتة الكبد في نصيحة الولد : ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن جوزی [۵۹۷ھ]
- الثبات عند الممات : ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی القرشی [۵۹۷ھ]
- تفسیر رازی: امام فخرالدین محمد بن عمر رازی [۶۰۶ھ]
- أسد الغابة : محبّ الدین مبارک بن محمد جزری ابن اثیر [۶۰۶ھ]
- التدوين في أخبار قزوين : عبدالکریم بن محمد رافعی قزوینی [۶۲۳ھ]
- معجم البلدان : یاقوت بن عبداللہ حموی رومی بغدادی [۶۲۶ھ]
- معجم الأدباء : یاقوت بن عبداللہ حموی رومی بغدادی [۶۲۶ھ]
- الفتوحات المكية : شیخ محی الدین محمد بن علی ابن عربی طائی مالکی [۶۳۸ھ]
- تاريخ بغداد : محمد بن محمود حسن بغدادی النجار [۶۴۳ھ]
- المحمدون من الشعراء : وزیر جمال الدین علی بن یوسف قفطی [۶۴۶ھ]
- حلية البشر في تاريخ القرن الثالث عشر : عبدالرزاق ابن بیطار [۶۴۶ھ]
- بغية الطلب في تاريخ حلب : کمال الدین ابوحفص ابن عدیم حنفی [۶۶۰ھ]
- تهذيب الأسماء و اللغات : حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی [۶۷۶ھ]
- بستان العارفين : حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی [۶۷۶ھ]
- وفيات الأعيان و إنباء أبناء الزمان : ابوالعباس اربلی ابن خلکان [۶۸۱ھ]
- آثار البلاد و أخبار العباد : زکریا بن محمد بن محمود قزوینی [۶۸۲ھ]

- الرياض النضرة في مناقب العشرة : احمد بن محمد طبری مکی شافعی [۶۹۴ھ]
- تاج العروس : احمد بن محمد اسکندرانی [۷۰۹ھ]
- نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية : عبداللہ یوسف زیلعی [۷۲۶ھ]
- اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم : ابن تیمیہ [۷۲۸ھ]
- نهاية الأرب في فنون الأدب : احمد بن عبدالوہاب بکری قرشی کندی [۷۳۲ھ]
- مدخل الشرع الشريف : محمد عبدری معروف ب ابن الحاج فاسی مالکی [۷۳۷ھ]
- تفسير خازن : ابوالحسن علی بن محمد خازن بن عمر شیخی [۷۴۱ھ]
- تهذيب الكمال : جمال الدین یوسف بن ترکی مزنی [۷۴۲ھ]
- تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف : ابوالحجاج یوسف بن زکی مزی [۷۴۲ھ]
- مشكوٰة المصابيح : شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی عراقی [۷۴۲ھ]
- تهذيب التهذيب : حافظ شمس الدین ابوعبداللہ بن احمد ذہبی [۷۴۸ھ]
- الكبائر : حافظ شمس الدین ابوعبداللہ بن احمد ذہبی [۷۴۸ھ]
- العبر في خبر من غبر : حافظ شمس الدین ابوعبداللہ بن احمد ذہبی [۷۴۸ھ]
- تذكرة الحفاظ : حافظ شمس الدین ابوعبداللہ بن احمد ذہبی [۷۴۸ھ]
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال : حافظ ابوعبداللہ بن احمد ذہبی [۷۴۸ھ]
- تاريخ الإسلام للذهبي : شمس الدین محمد بن احمد ذہبی [۷۴۸ھ]
- سير أعلام النبلاء : حافظ شمس الدین ابوعبداللہ بن احمد ذہبی [۷۴۸ھ]
- إعلام الموقعين عن رب العالمين : محمد بن قیم الجوزیہ دمشقی حنبلی [۷۵۱ھ]
- مدارج السالكين : محمد بن قیم الجوزیہ دمشقی حنبلی [۷۵۱ھ]
- الروح لابن القيم : محمد بن قیم الجوزیہ دمشقی حنبلی [۷۵۱ھ]
- الوافي بالوفيات : خلیل بن ایبک صفدی [۷۶۴ھ]

- مختصر منهاج القاصدين : احمد بن حسین ابن قدامہ مقدسی دمشقی حنبلی [۷۷۱ھ]
- مرآة الجنان و عبرة اليقظان : عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی شافعی [۷۶۸ھ]
- البداية و النهاية : حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر [۷۷۴ھ]
- السيرة النبوية : حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر [۷۷۴ھ]
- طبقات المحدثين : سراج الدین عمر بن علی بن ملقن شافعی [۸۰۴ھ]
- تحفة المحتاج في شرح المنهاج : عمر بن علی بن احمد اندلسی [۸۰۴ھ]
- طبقات الأولياء : ابوحفص عمر بن علی ابن ملقن انصاری مصری شافعی [۸۰۴ھ]
- مجمع الزوائد و منبع الفوائد : امام نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی [۸۰۷ھ]
- حيوة الحيوان الكبرىٰ : کمال الدین ابوالبقاء دمیری مصری شافعی [۸۰۸ھ]
- الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب و القبائح: ابوالخیر محمد ابن الجزری [۸۳۳ھ]
- غاية النهاية في طبقات القراء : ابوالخیر شمس الدین محمد ابن الجزری [۸۳۳ھ]
- ثمرات الأوراق في المحاضرات : ابن حاجہ حموی حنفی [۸۳۷ھ]
- معجم ابن المقرىء : اسماعیل بن ابوبکر بن علی شرجی زبیدی [۸۳۷ھ]
- المستطرف في كل فن مستظرف : ابوالفتح بہاءالدین ابشیہی شافعی [۸۵۰ھ]
- إنباء الغمر بأبناء العمر : حافظ شہاب الدین احمد بن ابن حجر عسقلانی مکی [۸۵۲ھ]
- لسان الميزان : شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی مکی [۸۵۲ھ]
- الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة : ابن حجر عسقلانی مکی [۸۵۲ھ]
- تخريج أحاديث الإحياء : حافظ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی مکی [۸۵۲ھ]
- مغاني الأخيار : ابومحمد محمود بن احمد بن محمد حسین غیتابی حنفی [۸۵۵ھ]
- النجوم الزاهرة في ملوک مصر و القاهرة : ابن اتابکی تغری بردی [۸۷۴ھ]
- الآداب الشرعية : ابو مفلح ابراہیم بن محمد رامینی صالحی حنبلی [۸۸۴ھ]

- طبقات الحنابلة : ابو مفلح ابراہیم بن محمد رامینی صالحی حنبلی [۸۸۴ھ]
- الإشارات في علم العبارات : خلیل بن شاہین ظاہری [۸۹۳ھ]
- الضوء اللامع : ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن محمد سخاوی مصری شافعی [۸۹۳ھ]
- نزهة المجالس و منتخب النفائس : عبدالرحمٰن بن عبدالسلام صفوری [۸۹۴ھ]
- بدائع السلک في طبائع الملک : محمد بن علی ابن ازرق غرناطی مالکی [۸۹۶ھ]
- الخصائص الكبرىٰ : جلال الدین عبدالرحمٰن ابوبکر سیوطی [۹۱۱ھ]
- تاريخ الخلفاء : جلال الدین عبدالرحمٰن ابوبکر سیوطی [۹۱۱ھ]
- الحاوي للفتاوىٰ : جلال الدین عبدالرحمٰن ابوبکر سیوطی [۹۱۱ھ]
- الديباج على مسلم : جلال الدین عبدالرحمٰن ابوبکر سیوطی [۹۱۱ھ]
- الاستعداد للموت و سؤال القبر : زین الدین احمد ملیباری شافعی [۹۲۸ھ]
- سبل الهدىٰ و الرشاد : ابوعبداللہ محمد بن یوسف صالحی شامی [۹۴۲ھ]
- الزواجر عن اقتراف الكبائر : شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر ہیثمی مکی [۹۷۴ھ]
- كنز العمال : علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہانپوری [۹۷۵ھ]
- مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج : محمد بن رومی حنفی [۹۷۷ھ]
- طبقات الكبرىٰ : شیخ عبدالوہاب بن احمد شعرانی [۹۸۳ھ]
- نهاية المحتاج : محمد بن شہاب الدین احمد انصاری رملی [۱۰۰۴ھ]
- الطبقات السنية في تراجم الحنفية : قاضی تقی الدین مصری حنفی [۱۰۱۰ھ]
- مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح : علی بن سلطان قاری حنفی [۱۰۱۴ھ]
- فيض القدير : شمس الدین عبدالرؤف مناوی شافعی [۱۰۳۰ھ]
- الكشكول : بہاء الدین محمد بن حسین عاملی [۱۰۳۱ھ]
- النور السافر عن أخبار القرن العاشر : محی الدین عبدالقادر عیدروسی [۱۰۳۸ھ]

* الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة : محمد بدرالدین نجم غزی دمشقی [۱۰۶۱ھ]
* الدر المختار : علاءالدین محمد بن علی حصکفی دمشقی حنفی [۱۰۸۸ھ]
* سمط النجوم العوالي ..... : عبدالملک بن حسین عصامی مکی شافعی [۱۱۱۱ھ]
* خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر : محمد فضل اللہ محبی [۱۱۱۱ھ]
* شرح المواهب اللدنية : محمد بن عبدالباقی زرقانی [۱۱۲۲ھ]
* تفسير روح البيان : ابوالفداء شیخ اسمٰعیل حقی بروسوی [۱۱۳۷ھ]
* تحفة المحبين و الأصحاب.......: ابوزید عبدالرحمٰن انصاری مدنی [۱۱۴۸ھ]
* كشف الخفاء و مزيل الألباس : ابوالفداء اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی [۱۱۶۲ھ]
* غذاء الألباب في شرح منظومة الآداب : شمس الدین سفارینی حنبلی [۱۱۸۸ھ]
* سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر : محمد خلیل مرادی دمشقی حنفی [۱۲۰۶ھ]
* حاشية البجيرمي على الخطيب : سلیمان بن محمد بجیرمی مصری شافعی [۱۲۲۱ھ]
* البحر المديد : ابوالعباس احمد بن محمد بن مہدی ابن عجیبہ تطوانی [۱۲۲۴ھ]
* رد المحتار : سید محمد امین معروف بہ ابن عابدین شامی حنفی [۱۲۵۲ھ]
* إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين : محمد شطا دمیاطی شافعی [۱۳۱۰ھ]
* نظم المتناثر من الحديث المتواتر : محمد بن جعفر کتانی [۱۳۴۵ھ]
* نور العرفان : حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی [۱۳۹۱ھ]
* المسند الجامع : ابوالفضل سید ابوالمعاطی النوری [۱۴۰۱ھ]
* اعلام الناس بما وقع للبرامكة مع بني عباس : محمد دیاب اتلیدی [ھ]
* الجليس الصالح و الأنيس الناصح : قاضی ابوالفرج معافی بن زکریا نہروانی [ھ]
* فوائد العراقيين لأبی سعيد النقاش : حافظ ابوسعید محمد مہدی نقاش [ھ]
* معجم الشيوخ : ابن جمیع صیداوی [ھ]

❁ تهذيب المدونة : ابوسعيد برادعی [ھ]
❁ بريقه محموديه فی شرح طريقه محمديه : [ھ]
❁ معجم أصحاب القاضي أبي علي الصدفي : [ھ]
❁ حواشي الشرواني : عبدالحميد الشروانی - احمد بن قاسم العبادی [ھ]
❁ الإبانة الكبرىٰ لابن بطة : ابن بطہ حنبلی [ھ]
❁ حديث أبو الفضل الزهري : ابوالفضل زہری [ھ]
❁ حاشية الجمل : [ھ]
❁ روضة المحدثين : [ھ]
❁ موسوعة أطراف الحديث : [ھ]

يقول أبو الرفقة محمّد افروز القادری الجریاکوتی – أدام الله له سلوک سبيل السنة و الجماعة – هٰذا ما وفقني الله تبارک و تعالىٰ و أعانني عليه من وضع هٰذا الكتاب الذي دأبتُ في ترتيبهٖ و تحقيقه و تخريجه بكل ما في وسعي و طاقتي و ﴿ لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا مَا آتٰهَا ﴾ [طلاق : ۷]

و إني أسئل اللّٰه سبحانه و تعالىٰ أن يجعل عملي هٰذا و جهدي خالصاً لوجهه الكريم و هدية الىٰ جناب سيدي رسول الله العظيم أنجو به من نار الجحيم و ما توفيقي إلا باللّٰه العظيم عليه توكلت و إليه أنيب . قد بدأت عمل التأليف و الترتيب يوم الأحد ، الثامن وعشرين من جمادي الأولىٰ عام – ١٤٣٠ھ – الموافق شهر مايو – ٢٠٠٩ء – و كان الفراغ منه –بفضل اللّٰه و منته و توفيقه و معونته– في ليلة يوم الخميس ، العاشر من جمادى الآخرة عام – ١٤٣٠ھ من الهجرة النبوية علىٰ صاحبها الصلاة و التحية – ، الموافق شهر يونيو – ٢٠٠٩ء من ميلاد المسيح عليه الصلوة و التسليم– .

رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إنْ نَسِيْنَا أو أخْطَأنَا

﴿ تمَّت و بالخير عمَّت ﴾

قلمی مجاہدے :

تصنیف و ترتیب

- ☆ چند لمحے اُم المومنین کی آغوش میں (م)
- ☆ بزم گاہِ آرزو (م)
- ☆ برکاتُ الترتیل Online(م)
- ☆ اے میرے عزیز! (م)
- ☆ مرنے کے بعد کیا بیتی ؟ Online(م)
- ☆ پیاری نصیحتیں (غ)
- ☆ بولوں سے حکمت پھوٹے (غ)
- ☆ طوافِ خانہ کعبہ کے دوران (غ)
- ☆ کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی (غ)
- ☆ بچوں کے لیے چالیس حدیثیں (م)
- ☆ کاش! میاں بیوی ایسے ہوتے (غ)
- ☆ جلوۂ صد رنگ (مجموعہ تقاریظ نعمانی) (غ)
- ☆ نوجوانوں کی حکایات (غ)
- ☆ 'وقت' ہزار نعمت (غ)
- ☆ کلامِ الٰہی کی اَثر آفرینی (غ)
- ☆ قاموس المعاصرین (غ)

تحقیق و ترجمہ

- ☆ تسہیل و تحقیق انوارِ ساطعہ (م)
- ☆ تسہیل و تحقیق تحفہ رفاعیہ (م)
- ☆ تسہیل و تحقیق شرحِ تحفہ محمدیہ (غ)
- ☆ **فضائل شهر رجب لابن محمد خلال (م۴۳۹ھ)**
- - فضائل ماہِ رجب (غ)

☆ لفتة الكبد في نصيحة الولد لابن الجوزي (م۵۹۷ھ)
- امام ابن جوزی کی نصیحت اپنے لختِ جگر کے لیے (غ)
☆ لطائف المعارف لابن رجب الحنبلي (م۷۹۵ھ)
- علم وعرفان کی نکات آفرینیوں کے جلوے یارانِ نکتہ داں کے لیے (غ)
☆ الزهر الفائح في ذكر من ...... لابن الجزري (م۸۳۳ھ)
- وہ لوگ اور تھے! جن کا اِحرامِ ہستی گناہوں سے آلودہ نہ ہوا۔ (غ)
☆ بشرى الكئيب بلقاء الحبيب للامام السيوطي (م۹۱۱ھ)
- آزردہ خاطروں کے لیے رفیقِ اعلیٰ سے ملنے اِک مژدۂ جانفزا (غ)
☆ Evolution an historical lie By: Harun Yahya
- نظریہ اِرتقا ایک تاریخی فریب (از: ہارون یحییٰ، ترکی) Online (م)
☆ Stonege By: Harun Yahya
- پتھر کا زمانہ Online (م)
☆ The Prophet Muhammad By: Harun Yahya
- محمد رسول اللہ Online (م)
☆ The importance of Ahlus Sunna By:H. Yahya
- مقامِ اہلسنّت Online (م)
☆ Civilization of Virtue By: U. Noori Topbash
- نگارِستانِ سعادت Online (م)
☆ گیارہویں شریف کا ثبوت (از: پروفیسر فیاض کاوش) (م)
- Historical Importance of the 11th Date
☆ (پیاری نصیحتیں) Wonderful Counsels (غ)
☆ ما فعل الله بک ؟ (غ)
☆ حكايات الشبّان (غ)
☆ حول كعبة الله المشرفة (غ)

مختلف علمی وفکری، اَدبی وتنقیدی اور فقہی وتحقیقی موضوعات پر
درجنوں مضامین ومقالات، تبصرے اور تجزیے.

نعمانی بک ڈپو

کی فخریہ پیش کش

وقت ہزار نعمت

تالیف: محمد افروز قادری چریا کوٹی

وقت' ایک عظیم نعمت اور خداوند قدوس کی عطا کردہ بیش قیمت دولت ہے۔ قوموں کے عروج وزوال میں 'وقت' نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جن قوموں نے وقت کے ساتھ دوستی رچائی، اور اپنی زندگی کے شام وسحر کو وقت کا پابند کرلیا، وہ ستاروں پر کمندیں ڈالنے میں کامیاب ہوگئیں، صحراؤں کو گلشن میں تبدیل کردیا، اور زمانے کی زمامِ قیادت اپنے ہاتھوں میں تھام لی؛ لیکن جو قومیں 'وقت' کو ایک بیکار چیز سمجھ کر یوں ہی گنواتی رہیں تو وقت نے انھیں ذلت ونکبت کی اَتھاہ گہرائیوں میں ایسا ڈھکیل دیا کہ دور دور تک کھوجنے سے آج اُن کا نام ونشان تک نہیں ملتا!۔لہٰذا ہوش کے ناخن لیں، اور اللہ تعالیٰ نے وقت کی شکل میں جو عظیم نعمت دے رکھی ہے اس کی قدر کریں؛ ورنہ یہ نعمت بہت جلد چھن جانے والی ہے، اور پھر کف اَفسوس ملنے کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ وقت کی قدر وقیمت کے تعلق سے ایک بیش بہا تحفہ۔

علامہ ابن جوزی -۵۹۷ھ- کی دِل اَفروز نصیحت

اپنے لختِ جگر کے لیے

ترجمہ و تحقیق: محمد افروز قادری چریا کوٹی

عزیز بیٹے! جسے دولتِ عرفان نہیں ملتی وہ دنیا کی عمر کو بہت زیادہ سمجھتا ہے؛ لیکن پسِ مرگ اُسے معلوم ہوجائے گا کہ دُنیا کا قیام کتنا مختصر تھا۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو ساٹھ سال کی زندگی ملی، تیس سال تو اُس نے سونے میں گنوا دیے، اور قریباً پندرہ سال بچپن کے لااُبالی پن میں گزر گئے۔ اَب جو باقی بچے، اُن کا اگر دیانت داری سے جائزہ لو تو زیادہ تر اَوقات لذات وشہوات اور کھانے کمانے کی نذر ہوگئے۔ اَب جو تھوڑی بہت کمائی آخرت کے لیے کی تھی اُس کا اکثر حصہ غفلت اور ریا و نمود کی نحوست سے اَٹا ہوا ہے۔ اَب بتاؤ وہ کس منہ سے حیاتِ سرمدی کا سودا کرے گا، اور یہ سارا کا سارا سودا انھیں گھڑیوں اور سانسوں پر موقوف تھا!...... حدیث پاک کے مطابق ''سبحان اللہ و بحمدہٖ'' پڑھنے والے کے لیے جنت میں ایک باغ لگا دیا جاتا ہے، بیٹے! اَب ذرا فکر کو آنچ دے کر سوچو کہ زندگی کے قیمتی لمحات کو برباد کرنے والا کتنے بہشتی باغات کھو بیٹھتا ہے!!!۔

بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے کہانیوں کے ساتھ

چالیس حدیثیں

اَز: محمد افروز قادری چریا کوٹی

بچے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور چمنستانِ ہستی کے رنگ برنگے پھول ہیں، اُن کے اَخلاق پھول کی پتیوں کی طرح نازک ہوتے ہیں، اچھا اَدب اُن کے لیے بادِ بہار ہے جب کہ فحش لٹریچر بادِ خزاں۔

زندگی کے جس موڑ پر وہ کھڑے ہوتے ہیں وہ بڑا ہی نازک موڑ ہوتا ہے۔ عادتیں وہیں سے بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اخلاقی تربیت کا یہ بیش بہا تحفہ دراصل اسی لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ایک قابل رشک زندگی کی تعمیر میں وہ اس سے روشنی حاصل کرسکیں، اور قوم وملت کے لیے قیمتی سرمایہ بن سکیں۔ بچوں کے اَخلاق وکردار کی تعمیر وتطہیر کے حوالے سے یہ اَدنیٰ سی کوشش شاید آپ کے بچوں کی زندگی میں کامیابی کی للک پیدا کردے۔ یہ کتاب ہر گھر کے ٹیبل کی ضرورت ہے۔

موت کیا ہے؟

ترجمہ وتحقیق: محمد افروز قادری چریا کوٹی

یہ کتاب' فکرِ آخرت کی لَو تیز کرنے کی ایک کڑی ہے، اور دنیا برتنے کا سبق دیتی ہے۔ نیز اِس دنیا سے چل چلاؤ کے وقت مومن کن کن نعمتوں اور اِنعامات سے بہرہ ور کیا جاتا ہے ان پر روشنی بھی ڈالتی ہے۔

مرنا چوں کہ ہر ایک کو ہے اس لیے یہ کتاب ہر کسی کے مطالعہ سے گزرنا چاہیے اور اپنی زندگی و موت کی کنہ و حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کائنات کی بقیہ چیزوں میں اِختلاف کے شوشے تو نکال لیے جاتے ہیں؛ مگر جگ جگ روشن ہے کہ بس موت ہی ایک ایسی حقیقت ہے جس کی بابت کیا مولوی، کیا حکیم، کیا فلسفی، کیا منطقی کسی کو کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا ہے۔

اس کتاب میں کیا کچھ پنہاں ہے اس کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔
یہ کتاب دراصل امام سیوطی کی مشہور کتاب: بشری الکئیب بلقاء الحبیب کا سلیس ورواں ترجمہ ہے۔

ملنے کا پتہ: نعمانی بک ڈپو، مچھلی منڈی، پانڈے کٹرا، چریا کوٹ، مئو، یوپی، انڈیا 276129